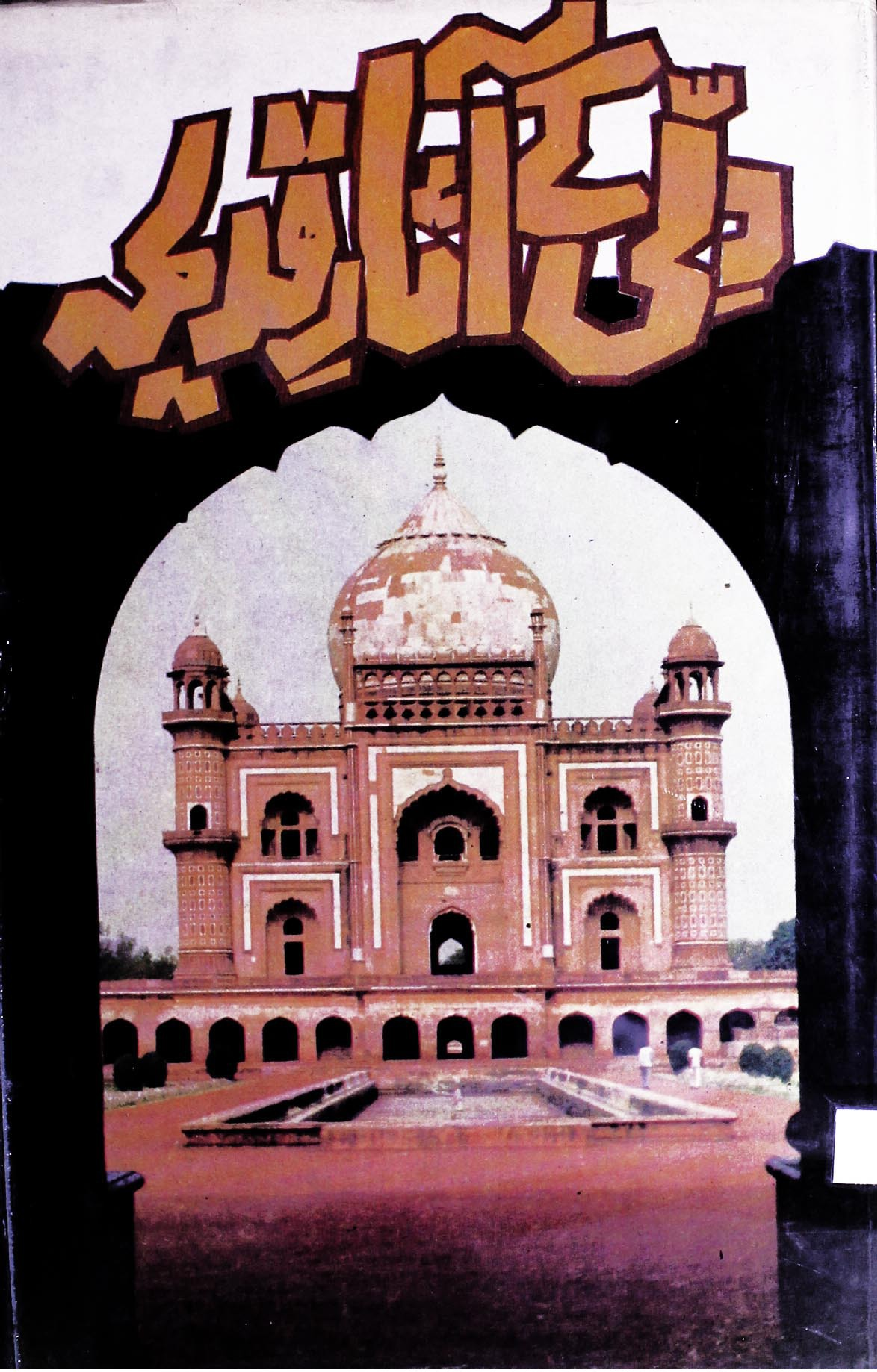

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

دِلّی کے آثارِ قدیمہ

(فارسی تاریخوں میں)

(ترتیب اور ترجمہ)

خلیق انجم

اردو اکادمی، دہلی

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات اردو اکادمی ۳۱

© خلیق انجم

13415

تحقیقی و اشاعتی کمیٹی کے اراکین :-
ڈاکٹر خلیق انجم (چیرمین)
حکیم عبدالحمید
خواجہ حسن ثانی نظامی
بیگم ریحانہ فاروقی
سید شریف الحسن نقوی (سکریٹری)

DILLI KE ASAR-E-QADIMA FARSI
TARIKHON MEIN
WRITTEN BY : DR. KHALIQ ANJUM
1988-PRICE Rs 48—00

سنہ اشاعت : مارچ ۱۹۸۸ء

قیمت : -/۴۸ روپے

بہ اہتمام ڈاکٹر انتظار مرزا

کتابت : راحت علی خاں

طباعت : ثمر آفسیٹ پرنٹرز، دہلی

ناشر و تقسیم کار : اردو اکادمی، دہلی، گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دلی ۲

ISBN 81—7121—030—9

Marfat.com

فہرست

حرفِ آغاز — سید شریف الحسن نقوی ۱۱

پیش لفظ ۱۳

مفتاح التواریخ

سلطان رضیہ کا مزار ۱۸

درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۱۸

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تعمیر کردہ مسجد۔ ۲۲

قاضی حمید الدین ناگوری کا مزار ۲۵

حضرت نظام الدین اولیا کا مزار ۲۵

تغلق آباد ۳۰

امیر خسروؒ کا مزار ۳۰

ہزار ستون، محمد آباد۔ عادل آباد ۳۲

درگاہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ ۳۳

کالی مسجد ۳۳

شیخ جمالیؒ کا مزار ۳۴

کھاری باؤلی ۳۴

مقبرہ ہمایوں اور شیر منڈل ۳۹

مدرسہ و مسجد ماہم بیگم ۳۹

مقبرہ اتگہ خاں ۴۰

نیلی چھتری ۴۰

درگاہ خواجہ باقی باللہ ۴۳

عرب سرائے ۴۴

بارہ پلہ ۴۴

قلعہ سلیم گڑھ کا پل ۴۵

مقبرہ خانخاناں ۴۶

شاہ جہاں بادشاہ کا خاص محل ۴۶

مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۵۱

مزار جہاں آرا بیگم ۵۱

مزار سید جلال بخاریؒ ۵۲

قلعۂ شاہجہاں آباد (لال قلعہ) ۵۲

مسجد جامع مشہور بہ مسجد جہاں نما ۵۴

دار الشفا اور دار البقا ۶۱

موتی مسجد شاہ جہاں آباد ۶۲

Marfat.com

پُل سلیم گڑھ ۶۲
بائی کوکلدی کا مزار ۶۲
زینت المساجد ۶۳
بہادر شاہ اوّل کا مزار ۶۳
مسجد قطب الاقطاب ۶۴
رفیع الدرجات کی قبر ۶۴
شمس الدین رفیع الدولہ محمد
شاہ جہاں ثانی ۶۷
سنہری مسجد ۶۷
شرف الدولہ کی مسجد ۶۸
مسجد روشن الدولہ ۶۸
شاہ مرداں ۷۱
باغ ناظر روز افزوں ۷۲
فخر المساجد ۷۷
محمد شاہ کی قبر ۷۷
مقبرہ صفدر جنگ ۷۸
عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی
بادشاہ غازی کا مزار ۷۸
مرزا مظہر جان جاناںؒ کا مزار ۸۳
مرزا نجف خاں کا مزار ۸۳
مولانا فخر الدینؒ کا مزار ۸۳
شاہ عالم بادشاہ کا مزار ۸۴
مجلس خانہ ۸۴
نقار خانہ ۸۹
شہزادہ مرزا جہانگیر کا مزار ۸۹
شاہ محمد آفاقؒ کا مزار ۸۹
اکبر شاہ ثانی کا مزار ۹۰

خلاصۃ التواریخ

صوبہ دار الخلافت شاہ جہاں آباد ۹۱
شہر اندرپت ۹۱
شہر دلی ۹۱
قلعہ رائے پتھورا ۹۲
مرزغن ۹۲
شہر کیلوکھڑی ۹۲
کوشک لعل اور کوشک سیری ۹۲
تغلق آباد ۹۲
قصر ہزار ستون ۹۳
فیروز آباد ۹۳
مبارک آباد ۹۳
دین پناہ ۹۳
شیر شاہ کا شہر ۹۳
قلعۂ سلیم گڑھ ۹۶
شاہ جہاں آباد ۹۶
لال قلعہ ۹۶
حصار شہر پناہ ۹۹

Marfat.com

دلّی کے گلی کوچے ۱۰۰
دلّی کے بازار ۱۰۰
جامع مسجد ۱۰۱
بادشاہی حمام ۱۰۱
شاہ جہاں آباد کی تعریف میں ۱۰۱
مقبرہ ہمایوں ۱۰۲
درگاہ حضرت خواجہ قطب الدّین محمد بختیار کاکیؒ ۱۰۲
مزار حضرت شیخ نظام الدّین اولیاؒ ۱۰۵

توزک جہانگیری

سلیم گڑھ ۱۰۶

عملِ صالح

دلّی کی نہر ۱۱۰
شاہ جہاں آباد کی عمارتیں ۱۱۱
شاہ جہاں آباد ۱۱۱
قلعہ (لال قلعہ) ۱۱۲
لال قلعے کے اندر کی عمارتیں ۱۱۳
شاہ نہر ۱۱۴
غسل خانہ ۱۱۴
باغِ حیات بخش ۱۱۴
حوض اور نہریں ۱۱۶
امتیاز محل ۱۲۱
دیوانِ عام ۱۲۱
جھروکۂ خاص و عام ۱۲۱
بارگاہِ عالم شاہی ۱۲۲
قلعے کا چوک اور بازار ۱۲۳
قلعے کے دروازے پر ہاتھیوں کے مجسّمے ۱۲۴
جمنا کے کنارے حویلیاں ۱۲۴
لال قلعے کے گرد باغات ۱۲۵
دلّی کے بازار ۱۲۵
مسجد فتح پوری ۱۲۶
اکبر آباد کی طرف والا بازار ۱۲۹
مسجد اکبر آبادی ۱۲۹
جامع مسجد (شاہ جہاں آباد) ۱۳۰

اخبار الاخیار

سید نور الدّین مبارک غزنویؒ کا مقبرہ ۱۳۴
قاضی حمید الدّین ناگوریؒ کا مزار ۱۳۴
شیخ برہان الدّین محمودؒ کا مزار ۱۳۵
شیخ ترک بیابانیؒ کا مزار ۱۳۵
خواجہ محمود موئینہ دوزؒ کا مزار ۱۳۵
خواجہ بستؒ کا مزار ۱۳۶
حضرت نظام الدّینؒ کی خانقاہ ۱۳۶

Marfat.com

شیخ نجیب الدین متوکل ؒ کا مزار ۱۳۶
شیخ صلاح الدین درویش ؒ کا مزار ۱۳۶
شیخ نورالدین کا مزار ۱۳۶
شیخ ضیاء الدین رومی ؒ کا مزار ۱۳۷
شیخ ابوبکر طوسی حیدری ؒ کا مزار ۱۳۷
شیخ فریدالدین ؒ کا مزار ۱۳۷
سید محمد بن سید محمود کرمانی ؒ کا مزار ۱۳۷
مولانا شمس الدین یحییٰ ؒ کا مزار ۱۳۸
مولانا وجیہہ الدین پائلی ؒ کا مزار ۱۳۸
خواجہ ضیاالدین برنی ؒ کا مزار ۱۳۸
شیخ نظام الدین شیرازی ؒ کا مزار ۱۳۹
شیخ موید الدین کرہ ؒ کا مزار ۱۳۹
شیخ نجیب الدین فردوسی ؒ کا مزار ۱۳۹
شیخ عثمان سیاح ؒ کا مزار ۱۳۹
شیخ شہاب الدین حق گو ؒ ۱۴۰
شیخ فخرالدین ؒ کا مزار ۱۴۰
شیخ صدر الدین حکیم ؒ کا مزار ۱۴۰
سید یوسف بن سید جمال الحسینی ؒ کا مزار ۱۴۰
قاضی عبدالمقتدر ؒ کا مزار ۱۴۰
شیخ زین الدین ؒ کا مزار ۱۴۱
مسعود بک ؒ کا مزار ۱۴۱
مولانا سماالدین ؒ کا مقبرہ ۱۴۱
شاہ عبداللہ قریشی ؒ کا مزار ۱۴۱
شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری ؒ کا مزار ۱۴۲
شاہ جلال شیرازی ؒ کا مزار ۱۴۲
شیخ سلیمان ؒ کا مزار ۱۴۲
شیخ امجد دہلوی ؒ کا مزار ۱۴۲
شیخ ادھن دہلوی ؒ کا مزار ۱۴۲
شیخ یوسف قتال ؒ کا مزار ۱۴۳
مولانا شعیب ؒ کا مزار ۱۴۳
ملک زین الدین ؒ اور وزیرالدین ؒ کے مزار ۱۴۳
شیخ جمالی ؒ کا مقبرہ ۱۴۳
شیخ عبدالحی حیاتی ؒ کا مزار ۱۴۴
سید حسین بلے مناری ؒ کا مزار ۱۴۴
شیخ علاالدین ؒ کا مزار ۱۴۴
میر سید ابراہیم ؒ کا مزار ۱۴۴
میر سید عبدالاول ؒ کا مزار ۱۴۵
شیخ عبدالعزیز بن حسن طاہر ؒ کا مزار ۱۴۵
مولانا درویش محمد طاہر ؒ کا مزار ۱۴۵
مولانا بختی ؒ کا مزار ۱۴۵
شیخ حسن بودلہ ؒ کا مزار ۱۴۶
بی بی سارہ ؒ کا مزار ۱۴۶
بی بی فاطمہ سام ؒ کا مزار ۱۴۶
بی بی زلیخا ؒ کا مقبرہ ۱۴۶
بی بی اولیا ؒ کا مزار ۱۴۷

Marfat.com

منتخب التواریخ

دلّی میں قطب کی لاٹ، مسجد قوۃ الاسلام وغیرہ کی تعمیر ۱۴۸
شہرِ نو ۱۵۱
غیاث پور (بستی نظام الدین) ۱۵۱
امیر خسروؒ کا مزار ۱۵۱
قلعۂ تغلق آباد ۱۵۲
افغان پور کا محل ۱۵۲
فیروز آباد کی تعمیر ۱۵۵
مقبرہ سلطان فیروز شاہ تغلق ۱۵۵
شہر مبارک آباد ۱۵۵
شیر شاہ سوری کا شہر ۱۵۶
شیر منڈل ۱۵۶
مقبرہ ہمایوں ۱۵۶

تاریخ داؤدی

سلطان بہلول لودی کا مقبرہ ۱۶۰
قلعہ شیر گڑھ ۱۶۳
شیر شاہ کی عمارتیں ۱۶۳

خزائن الفتوح

دار العدل ۱۶۴
مسجد قوۃ الاسلام ۱۶۵
علائی لاٹ ۱۶۵
شہر کی فصیل ۱۶۵
ایک اور قلعے کی تعمیر کا ذکر ۱۶۷
پرانی مسجدوں کی تعمیر ۱۶۷
حوض شمسی ۱۶۸

تاریخِ مبارک شاہی

افغان پور۔ نئے محل کی تعمیر اور غیاث الدین تغلق کی موت ۱۴۹
کوٹلہ فیروز شاہ ۱۵۰

تاریخِ شاہی

شیر شاہ کی دلّی ۱۷۳
سلیم گڑھ ۱۷۳

قانونِ ہمایونی

دین پناہ ۱۷۴

تاریخِ فرشتہ

دلّی کے آباد ہونے کا ذکر ۱۷۷
مسجد قوۃ الاسلام ۱۷۸
حوض شمسی ۱۷۸
دلّی کے محلے ۱۸۱

Marfat.com

دارالامان ۱۸۱
کیلوکھڑی کے محل کی تعمیر ۱۸۱
کیلوکھڑی میں شہرِ نو ۱۸۱
کوشک لعل ۱۸۲
سیدی مولا کی خانقاہ ۱۸۲
مغل پورہ (بستی نظام الدینؒ) ۱۸۳
قصر ہزار ستون ۱۸۳
علاالدین خلجی کے عہد کی عمارتیں ۱۸۳
قلعہ تغلق آباد ۱۸۴
افغان پور کا قلعہ ۱۸۴
فیروز آباد ۱۸۷
فیروز شاہ تغلق نے پُرانے بادشاہوں کی عمارتوں کی مرمت کرائی ۱۸۷
فیروز شاہ تغلق کی عمارتیں ۱۸۸
سلطان ناصرالدین محمد شاہ کا مزار ۱۸۸
سکندر شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ کا مزار ۱۸۸
شہر مبارک آباد ۱۸۸
قلعۂ دین پناہ ۱۹۱
دین پناہ کے گرد فصیل ۱۹۱
ہمایوں کا کتب خانہ ۱۹۱

تاریخِ فرشتہ (جلد دوم)

حوض شمسی ۱۹۲
حضرت نظام الدینؒ کا مزار ۱۹۳
حضرت امیر خسرو کا مزار ۱۹۳

مآثر الامرا (جلد اوّل)

دارا شکوہ کا مزار ۱۹۵
شاہ جہاں آباد اور لال قلعہ ۱۹۶
دِلّی کی نہر ۱۹۸
لال قلعے کی آرائش ۱۹۸
قلعے کے آس پاس کی عمارتیں ۲۰۰
شہر کی فصیل ۲۰۰
چاندنی چوک ۲۰۳
جامع مسجد ۲۰۳
حویلیاں اور باغ ۲۰۳
چوک سعد اللہ خاں اور روشن الدولہ کی مسجدیں ۲۰۵
قدیم دِلّی ۲۰۵

تاریخ فیروز شاہی

شہر فیروز آباد کا آباد کرنا ۲۰۷
حصار فیروزہ میں نہریں ۲۱۰
شہر فیروز آباد کی تعمیر ۲۱۰
طاس گھڑیال کی ایجاد ۲۱۱
فیروز شاہ کے باغات ۲۱۲

Marfat.com

دلّی کے سنگین منارے ۲۱۲
دوسرے منارے کا قصّہ ۲۱۸
فیروز شاہ کی عمارتیں ۲۱۸
سلطان فیروز شاہ نے مقبروں کی مرمت کرائی ۲۱۹

سیر المتاخرین

صوبہ دلّی ۲۲۱
حصار شہر ۲۲۵
کیلوکھڑی ۲۲۵
شہرِ نَو ۲۲۶
سیّدی مولا کی خانقاہ ۲۲۷
قلعہ تغلق آباد ۲۲۷
قصر افغان پور ۲۲۷
سلطان فیروز شاہ کی تعمیرات ۲۳۱
فیروز شاہ کی لاٹھ ۲۳۱
مسجد موٹھ ۲۳۱
ہمایوں کا مقبرہ ۲۳۲
لال قلعہ ۲۳۲
شاہ جہاں آباد کی جامع مسجد ۲۳۳
دارا شکوہ کا مزار ۲۳۳
شاہ سرمد کا مزار ۲۳۴

سیر المتاخرین (جلد سوم)

عالمگیر ثانی کا مزار ۲۳۵

طبقاتِ اکبری

حوض شمسی ۲۳۶
سلطان غیاث الدّین بلبن کا مدفن ۲۳۹
کیلوکھڑی ۲۳۹
شہرِ نَو (کیلوکھڑی) ۲۳۹
سیّدی مولا کی خانقاہ ۲۴۰
مغل پور (مغل پورہ) ۲۴۰
دلّی کی فصیل بہ عہدِ سلطان علاؤالدّین خلجی ۲۴۰
سلطان علاؤالدّین خلجی کی عمارتیں ۲۴۱
تغلق آباد ۲۴۱
قصر افغان پور ۲۴۱
شہر فیروز آباد ۲۴۲
شہر فیروز آباد کا گنبد ۲۴۲
سلطان فیروز شاہ کی عمارتیں ۲۴۲

ظفر نامہ

حوض خاص ۲۴۴
قصر ہزار ستون ۲۴۴

عالمگیر نامہ

موتی مسجد ۲۴۵

فتوحات فیروز شاہی

آثارِ قدیمہ کی مرمت ۲۴۶

Marfat.com

سلطان معز الدین سام کی جامع مسجد ۲۴۷
سلطان معز الدین سام کا مقبرہ ۲۴۷
سلطان معز الدین سام کا مینارہ (قطب کی لاٹھ) ۲۴۷
حوض شمسی ۲۴۷
حوض علائی ۲۴۷
سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ ۲۴۸
سلطان فیروز الدین کا مقبرہ ۲۴۸
سلطان رکن الدین کا مقبرہ ۲۴۸
سلطان جلال الدین کا مقبرہ ۲۴۸
سلطان علاؤ الدین کا مقبرہ ۲۴۸
سلطان قطب الدین وغیرہ کا مقبرہ ۲۵۱
حضرت نظام الدین اولیاؒ کا مقبرہ ۲۵۱
تاج الملک کافوریؒ کا مقبرہ ۲۵۱
دار الامان ۲۵۱
جہاں پناہ ۲۵۲
مدرسوں، مقبروں اور مزاروں کے لیے مستقل آمدنی ۲۵۲
دار الشفا ۲۵۲

عجائب الاسفار

دلی۔ تغلق آباد، سیری اور جہاں پناہ ۲۵۵
قدیم دلی کے دروازے ۲۵۶
مسجد قوت الاسلام ۲۵۹
قطب مینار ۲۵۹
علائی لاٹھ ۲۵۹
سیری کی مسجد ۲۶۰
حوض شمسی و حوض خاص ۲۶۰
قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مزار ۲۶۳
فقیہہ نور الدین کرمانیؒ اور فقیہہ علاؤ الدین کرمانیؒ کے مزارات ۲۶۳
التمش کے قلعے کے دروازے کے شیر ۲۶۳
رضیہ سلطان کی قبر ۲۶۴
افغان پور کا محل ۲۶۷
تغلق آباد ۲۶۷
دارِ سرا — شاہی محل کا دروازہ ۲۶۸
ہزار ستون ۲۶۹
مقبرہ سلطان قطب الدین ۲۶۹
کتابوں کی فہرست جن کے اقتباسات شامل کیے گئے ۲۷۵

اشاریہ

۲۷۷

تصویریں

مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۱۹
مسجد خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۲۳
مزار حضرت نظام الدین اولیا ۲۷
درگاہ عارف علی شاہ ۳۱
درگاہ شیخ جمالی ۳۵

Marfat.com

مدرسہ و مسجد ماہم بیگم	۳۷
مقبرہ اتگہ خاں	۴۱
کربلا کا دروازہ	۴۷
مقبرہ شیخ عبدالحق (محدث دہلویؒ)	۴۹
شاہ جہاں کی جامع مسجد	۵۵
مزار سلطان التمش	۶۵
سنہری مسجد (چاندنی چوک)	۶۵
مسجد روشن الدولہ (دریا گنج)	۶۹
درگاہ شاہِ مرداں	۷۳
فخر المساجد	۷۵
مقبرہ صفدر جنگ	۷۹
مقبرہ مرزا نجف خاں	۸۱
مجلس خانہ عشرت علی خاں	۸۵
نقار خانہ شاہِ مرداں	۸۷
قصر ہزار ستون (مقبرۂ فیروز شاہ تغلق کے سامنے)	۹۳
لال قلعہ	۹۷
مقبرہ ہمایوں	۱۰۳
بائی کوکلدی کا مزار	۱۰۷
دیوانِ عام لال قلعہ	۱۱۹
مسجد فتحپوری	۱۲۷
مزار امیر خسرو	۱۴۹
مقبرہ فیروز شاہ تغلق	۱۵۳
شیر منڈل	۱۵۷
نیلا برج	۱۶۶
کوٹلہ فیروز شاہ	۱۷۱
مسجد قوت الاسلام کا دروازہ	۱۷۹
قلعہ تغلق آباد	۱۸۵
پرانا قلعہ	۱۸۹
ماہ خانم کی قبر	۲۰۱
فیروز شاہ کی لاٹھ	۲۱۳
قلعہ سیری	۲۲۳
مسجد موٹھ	۲۲۹
غیاث الدین بلبن کا مزار	۲۳۷
مزار شمس الدین التمش	۲۴۹
قطب مینار	۲۵۳
علائی لاٹھ	۲۵۷
مسجد قوت الاسلام کا اندرونی منظر	۲۶۱
رضیہ سلطان کا مزار	۲۶۵
سلیم گڑھ	۲۷۱

Marfat.com

Marfat.com

حرفِ آغاز

ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی تاریخ کا سب سے بڑا ماخذ وہ فارسی تاریخیں ہیں جو اس عہد میں لکھی گئی۔ بدنصیبی ہے کہ ہمارے زمانے میں فارسی کا چلن بہت کم ہوگیا ہے۔ اس لیے ہمارے مورخین اور عام لوگ فارسی تاریخوں سے استفادہ نہیں کر پاتے۔ اردو اکادمی کی تحقیقی و اشاعتی کمیٹی نے جب فیصلہ کیا کہ دلّی کی تہذیبی اور سماجی زندگی پر کتابیں تیار کرا کے شائع کی جائیں تو دلّی کے آثارِ قدیمہ میں خلیق انجم صاحب کی دلچسپی کے پیشِ نظر اُن سے فرمائش کی گئی کہ وہ فارسی تاریخوں میں دلّی کے آثارِ قدیمہ کا جو ذکر آیا ہے اُسے اردو میں ترجمہ کر کے کتابی صورت میں مرتّب کر دیں۔ ان کتابوں تک رسائی کے لیے انجم صاحب کو کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اس کا اندازہ محقق حضرات ہی کر سکتے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ انجم صاحب نے فارسی تاریخوں کے اقتباسات کا اُردو میں ترجمہ کر کے ایک ایسی کتاب مرتّب کر دی ہے جو دلّی آثارِ قدیمہ کے موضوع پر غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔

دلّی کے آثارِ قدیمہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن اس نوعیت کا کام اُردو میں پہلی بار ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دلّی آثارِ قدیمہ پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بہت اہم ثابت ہوگی۔

سید شریف الحسن نقوی
سکریٹری
اُردو اکادمی، دہلی

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

اواخر بارھویں صدی عیسوی سے لے کر انیسوی صدی عیسوی کے آغاز تک مختلف مسلمان خاندانوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ خاندان غلامان سے لے کر مغلوں کے عہد حکومت تک سب ہی کی سرکاری زبان فارسی ہی رہی یہ زبان صرف مسلمانوں ہی کی مرکزی یا صوبائی حکومتوں تک محدود نہیں تھی بلکہ مرہٹوں، مختلف ریاستوں کے ہندو مہاراجاؤں، سکھوں اور اپنے ابتدائی عہد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرکاری اور کاروباری زبان فارسی ہی تھی۔ مختلف مذہبوں، عقیدوں، نسلوں، ذاتوں اور علاقوں کے لوگ فارسی ہی لکھتے پڑھتے تھے۔ اس عہد میں اعلا طبقے کے تخلیقی ادب کی زبان بھی فارسی ہی تھی۔ ہندوستان نے بے شمار صفحۂ اول کے مسلمان اور ہندو فارسی ادیب اور شاعر پیدا کیے۔ فرہنگ نگاری جیسے اہم فن میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ٹیک چند بہار جیسے فرہنگ نگاروں کے نام بھی ملتے ہیں۔ فارسی کا یہ چلن برطانوی حکومت کے لیے زبردست چیلنج تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو یقین تھا کہ اگر ہندوستان کے مختلف علاقوں، فرقوں، خاص طور سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور نفرت پیدا کرنی ہے تو انتظامیہ میں فارسی کا استعمال ختم کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں انگریزوں نے دو خطرناک کام ایسے

Marfat.com

کیے جن کے اثرات سے ہمارے ذہنوں کو آج تک نجات نہیں ملی۔ برطانوی سامراج نے ہندوستانیوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے ہندوستان کی تاریخ کو ہندو اور مسلمان کے خانوں میں تقسیم کر کے مسخ کر دیا۔ غالباً ایلیٹ نے جب اپنی تاریخ مکمل کر لی تو کسی دوست کو خط میں لکھا کہ "اس تاریخ کے ذریعے ہندوستانیوں میں منافرت کا ایسا بیج بو رہا ہوں جس کا پودا تا قیامت لہلہاتا رہے گا۔" ایلیٹ کا مفہوم وہی ہے جو میں نے ابھی بیان کیا، الفاظ البتہ میرے ہیں۔

بارہویں صدی عیسوی سے لے کر انیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک تقریباً تمام تاریخیں فارسی ہی میں لکھی گئی ہیں۔ ان تاریخوں کے مورخین مسلمان بھی تھے اور ہندو بھی۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ہم اصل مورخوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے جو کچھ لکھا وہ فارسی میں ہے۔ اب ہمارا انحصار انگریزوں کی لکھی ہوئی ان تاریخوں پر ہے جن میں سارا زور اورنگ زیب اور شیواجی کے جھگڑوں پر صرف کیا گیا ہے جن میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کے لیے واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے اور جن میں قطب کی لاٹھ اور دوسری تاریخی عمارتوں کے فنِ تعمیر پر توجہ کرنے کے بجائے اس پر زور دیا گیا ہے کہ ان کے بنانے والے ہندو تھے یا مسلمان۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں نفرت کی دیوار کھڑی کرنے کے سلسلے میں دوسرا کام ایسٹ انڈیا کمپنی نے یہ کیا کہ مختلف گروہوں میں لسانی نفاق پیدا کر دیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اٹھارہ سو عیسوی میں کلکتے میں فورٹ ولیم کالج بظاہر اس لیے قائم کیا تھا کہ اس میں صاحبانِ انگریز کو ہندوستانی زبانوں کی تعلیم دی جاسکے۔ لیکن اس کا ایک مقصد اور بھی تھا جسے سید عابد علی عابد نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

"فورٹ ولیم کالج کے بانی لارڈ ولزلی نے یہ بھی محسوس کیا کہ فارسی مسلم بادشاہوں کی درباری زبان تھی۔ ہندو ہوں یا مسلمان، وضع سلطنت کو ملحوظ رکھتے ہوئے فارسی میں اظہارِ خیال کرتے تھے۔ اس لیے فارسی گویا ہندوستان کا ثقافتی محور بنی ہوئی تھی۔ ہندوستانیوں کو اس ثقافتی محور سے ہٹانا ضروری تھا۔ یک زبانی (لسانی)، تمدنی تال میل بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر فارسی کی جگہ دو تین زبانیں ملک میں استعمال ہونے لگیں تو ثقافتی مزاج کی ہم آہنگی و یک رنگی

Marfat.com

متغیر ہو جائے گی۔ اردو، ہندی اور بنگالی تینوں زبانیں انیسویں صدی کے آغاز میں فارسی کی جگہ لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ سیاسی مصلحت اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ ان زبانوں کو علیحدہ علیحدہ پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے تاکہ ہندوستان کے مختلف حصوں کے لوگ اور کچھ نہیں تو لسانی اختلاف کی بنا پر ایک دوسرے سے کٹ جائیں۔ بات یہیں نہیں ختم ہوئی۔ پہلے بمبئی اور مدراس کی پریذیڈنسیوں کی عدالتوں سے فارسی کا اخراج عمل میں آیا۔ فارسی کو نکال کر انگریزی اور مقامی زبانوں کا استعمال شروع کر دیا گیا۔"

دفتروں، عدالتوں اور انتظامیہ سے فارسی کے اخراج کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی نے جو منظم کوششیں کی تھیں اُن کا تفصیلی ذکر ڈاکٹر حکم چند نیر نے اپنی کتاب "اردو کے مسائل" میں کیا ہے اور اس سلسلے میں بہت اہم سرکاری دستاویزیں نقل کی ہیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فارسی سے وہ مقام چھینا تھا، جو نو سو سال سے اُسے حاصل تھا۔ انیسویں صدی کے آغاز میں جب عدالتوں اور دفتروں کی زبان فارسی نہیں رہی تو فارسی کا چلن بہت کم ہو گیا۔ پھر بھی ہندوستان اور خاص طور سے شمالی ہند میں فارسی پڑھنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد خاصی رہی۔ ۱۹۴۷ء تک ہندوستان کے تعلیمی نظام میں فارسی کو خاصا دخل رہا۔ سب تو نہیں لیکن بڑی تعداد میں طالب علم فارسی بحیثیت مضمون پڑھتے تھے۔ آزادی کے بعد طلبا کی یہ تعداد غیر معمولی حد تک محدود رہ گئی اور یہ طلبا بھی صرف مسلمان ہیں۔ فارسی کی اس حالت کا سب سے بُرا اثر ہماری پچھلی نو سو سال کی تاریخ پر پڑا۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں تو ہم انگریزوں کی لکھی ہوئی تاریخیں پڑھتے تھے لیکن آزادی کے بعد بھی ہمارا انحصار انھی تاریخوں پر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ انگریزوں کی لکھی ہوئی تاریخوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی منظم کوشش کی گئی ہے، اس کے باوجود ہمارے مورخین ایسی نئی تاریخیں نہیں لکھتے جو سامراجی حکومت کے نہیں بلکہ ہندوستانیوں کے نقطۂ نظر کو پیش کریں۔ انگریزوں کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی کا آج تک یہ اثر ہے کہ آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا جیسے اہم ترین ادارے کی لائبریری میں ایک بھی شخص فارسی داں نہیں ہے۔ فارسی داں کا ہونا تو دور کی بات ہے۔

Marfat.com

فارسی کی کتابیں تک نہیں ہیں۔ اس لائبریری میں میرے محتاط اندازے کے مطابق پچاس ساٹھ آدمی ملازم ہیں۔ کیا فارسی تاریخوں کا مطالعہ کیے بغیر ہم ہندوستان کی گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ لکھ سکتے ہیں؟

کچھ سال قبل دلّی میں ڈیپارٹمنٹ آف دہلی آرکائیوز کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا ہے جس میں برطانوی حکومت کے زمانے کی اور خاص طور سے اٹھارہ سو ستاون کے انقلاب سے متعلق دستاویزیں محفوظ کی گئی ہیں۔ یہ دستاویزیں نوّے فی صدی اردو اور فارسی میں ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے اسّی نوّے ملازمین میں ایک بھی شخص ایسا نہیں ہے جو فارسی اور تاریخ دونوں پر تھوڑی بہت قدرت رکھتا ہو؟ نتیجہ یہ ہے کہ انگریزی کے دستاویزوں اور کتابوں کی انگریزی میں جو فہرستیں مرتب کی گئی ہیں، ان میں بیشتر فارسی ناموں کی املا غلط ہے اور بعض ناموں کی املا تو اس حد تک غلط ہے کہ اگر آپ اصل نام سے واقف نہیں ہیں اور پچھلے دو سو سال کی تاریخ پر آپ کی نظر نہیں ہے تو آپ نہیں بتا سکتے کہ یہ کس شخص یا کتاب کا نام ہے۔ پچھلے سال جب اردو اکادمی دلّی کی تحقیقی اور طباعتی کمیٹی نے مجھے سرسید احمد خاں کی آثار الصنادید مرتب کرنے کی اجازت دی اور میں نے حواشی لکھنے کے لیے فارسی تاریخوں کا مطالعہ شروع کیا تو مجھے خیال آیا کہ دلّی کے آثارِ قدیمہ سے متعلق ان کتابوں کی عبارتوں کا اردو میں ترجمہ کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ فارسی سے نابلد ہماری نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے گی اور دوسرے آثارِ قدیمہ سے متعلق فارسی تاریخوں کے اقتباسات ایک جگہ اکٹھا ہو جائیں گے۔ زیرِ نظر کتاب میں فارسی کی تمام تاریخوں کے متعلقہ اقتباسات نقل کرنا تو ممکن نہیں تھا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ بیشتر اہم کتابوں کے اقتباسات ضرور شامل ہو گئے ہیں۔

ترجمہ کرتے ہوئے میری کوشش رہی ہے کہ اصل سے بہت قریب رہوں۔ اگر کسی فارسی تحریر میں لفّاظی یا دوراز کار تشبیہوں اور استعاروں یا شاعرانہ اندازِ بیان سے کام لیا گیا ہے تو ان عبارتوں میں سے صرف کام کی بات نکال لی گئی ہے، اگرچہ اس کی ضرورت بہت کم پڑی ہے اور جہاں عبارت ترک کی گئی ہے وہاں نقطے لگا دیے گئے ہیں۔ اگر مورخ

Marfat.com

نے کہیں بادشاہ کی شان میں مدحیہ اشعار کہے ہیں تو انھیں بھی شامل نہیں کیا گیا ہے۔ میری پوری کوشش رہی ہے کہ ترجمہ سادہ، سلیس، عام فہم رہے اور اصل مطلب بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ ہر اقتباس کا ایک عنوان دیا گیا ہے۔ یہ عنوانات مترجم کی طرف سے ہیں۔

اس کتاب کے چھپنے کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ بھی چھاپوں گا۔

انجمن ترقی اردو ہند میں میری دفتری مصروفیات اتنی ہیں کہ کتابوں کی تلاش میں مختلف لائبریری میں جانا ممکن نہیں تھا۔ یہ کام ڈاکٹر نورالاسلام صدیقی نے میرے لیے کیا۔ فارسی تاریخیں اب بہت کم لائبریری میں محفوظ ہیں۔ نورالاسلام صدیقی صاحب نے میری خاطر ایک ایک لائبریری کو چھانا اور گوہر نایاب تلاش کر کے لائے۔ فارسی اور اردو کی بیشتر کتابوں میں اشاریہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اگر کوئی مخصوص عبارت نکالنی ہے تو پوری کتاب کا سطر سطر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ نورالاسلام صدیقی صاحب نے میری یہ مشکل حل کی۔ انھوں نے کتابیں پڑھ کر متعلقہ عبارتوں پر نشان لگا لگا کر دیے اور میں نے ترجمہ کیا۔ میں نورالاسلام صدیقی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں اردو اکادمی دلّی کی تحقیقی اور طباعتی کمیٹی کا بھی ممنون ہوں جس نے مجھے کام کرنے کے لیے سہولتیں فراہم کیں۔ اگر اردو اکادمی دلّی کے سکریٹری جناب سید شریف الحسن نقوی کو علم سے گہرا لگاؤ نہ ہوتا، وہ اس کام کی اہمیت سے واقف نہ ہوتے اور اس کام کے سلسلے میں مجھے بھرپور تعاون نہ دیتے تو یہ کتاب مرتب نہ ہو پاتی۔ میں ان کی عنایتوں کا شکر گزار ہوں۔ احمد سعید صاحب اور پروفیسر نثار احمد فاروقی کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں، ان دونوں حضرات نے اس کام میں میری ہر طرح مدد کی ہے۔

خلیق انجم

Marfat.com

مفتاح التواریخ

مولفہ

طامس ولیم بیل

سلطان رضیہ کا مزار

اس (سلطان التمش) کی وفات کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ ابھی حکومت کو ۶ مہینے اور ۲۶ دن ہی ہوئے تھے کہ امرا ناراض ہوگئے اور انھوں نے اُسے معزول کر دیا۔ التمش کی لڑکی سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ وہ مردانہ لباس پہنتی تھی اور علانیہ ہاتھی پر سواری کرتی تھی۔ آخر ۶۳۷ھ (۱۲۳۹-۱۲۴۰ء) میں قتل کر دی گئی؛ اب تک شاہجہاں آباد میں اُس کا مزار موجود ہے۔ اس کی قبر کے پاس ایک اور قبر ہے جسے شجیعہ بیگم کی بتایا جاتا ہے۔ یہ عمارت درگاہ رجّی تجّی کے نام سے مشہور ہے۔ (ص ۵۶)

درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ:

۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء کو (خواجہ صاحب) کا انتقال ہوا اور دلّی میں مدفون ہوئے۔ .... ان کی قبر دلّی میں ہے، اینٹ اور پتھر سے نہیں بنائی گئی ہے بلکہ کچّی ہے، لیکن زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ شیر شاہ اور اسلام شاہ کے زمانۂ حکومت میں کچھ عزیزوں نے اُن کے مزار کے چاروں طرف دیوار بنائی اور چار بڑے بڑے دروازے تعمیر کیے، جو آج تک موجود ہیں۔ درج ذیل اشعار دروازوں پر کندہ ہیں:

Marfat.com

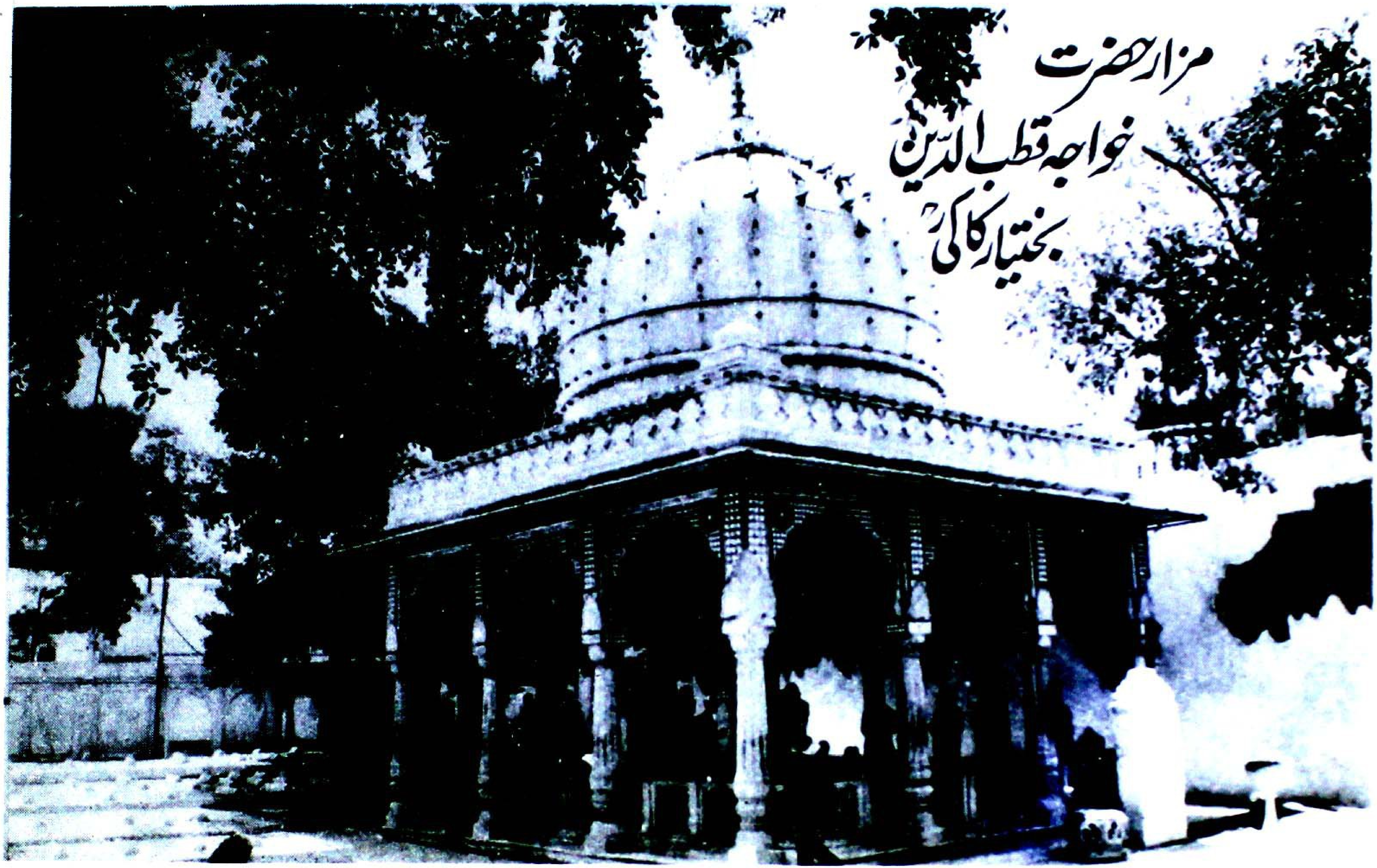

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ بر دروازہ متصل مجلس خانہ

در زمانِ آفتابِ چرخِ دولت شیرشاہ
شاہ را برباب کوکب موکبِ گردون غلام
ایں عظیم القدر درگاہی کہ اندر بابِ او
صادق آمد قول "ھٰذا الباب" من دار السّلام
بود بست و چار و نہصد سال از ہجرت کہ شُد
ز اہتمام شیخِ دیں پرور، خلیلُ الحق بتمام

تاریخ بر دروازہ سمت احاطہ ملاموج

در زمانِ شہِ جہان اسلام
شُد بلند ایں درِ سپہر جناب
گرچہ صد ہست باب جنّت را
لیس باب بمثلِ ھٰذا الباب
کرد شخصی بنا کہ در بابش
یوسف ثانی از حق است خطاب
چوں ز تاریخ نام کردم عرض
گفت "درگاہ خواجۂ اقطاب"

تاریخ بر دروازۂ غربی

خلقی کہ درین گنج سعادت می رفت
آخر گہر نثار شاکر خاں سفت

Marfat.com

گفتم چہ نویسم رقم تاریخش
رضواں بدل اسرار درِ جنت گفت

تاریخ بر دروازہ اندرون

از سعی کمترین غلامانِ شہریار
با اعتقاد معتقدِ کاملُ العیار
رفتند قدسیان بدیارِ بہشتِ عدن
تاریخ یافتند حصارِ بہشتِ عدن

اشعار بر دروازۂ بیرون

از حکم بادشاہ جہاں خسروِ انام
فرخ سیر شہنشہِ نہ آسمان غلام
گرد مزارِ خواجۂ دیں قطبِ نہ فلک
گردد بگرد روضۂ او آدم و ملک
تعمیر شد بحجرۂ زیبا و منتظم
مانند قبلہ اشرف و چوں کعبہ محترم

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تعمیر کردہ مسجد:

اِس درگاہ سے متصل ایک منزلہ مسجد تھی کہ جسے خواجہؒ نے دوستوں کے ساتھ مل کر خود اپنے ہاتھ سے بنایا تھی۔ اس کے بعد اپنے عہد میں اسلام شاہ نے دوسری منزل کا اضافہ کیا اور محمد فرخ سیر نے تیسری منزل تعمیر کی۔ یہ تاریخ اس پر کندہ ہے:

134151

Marfat.com

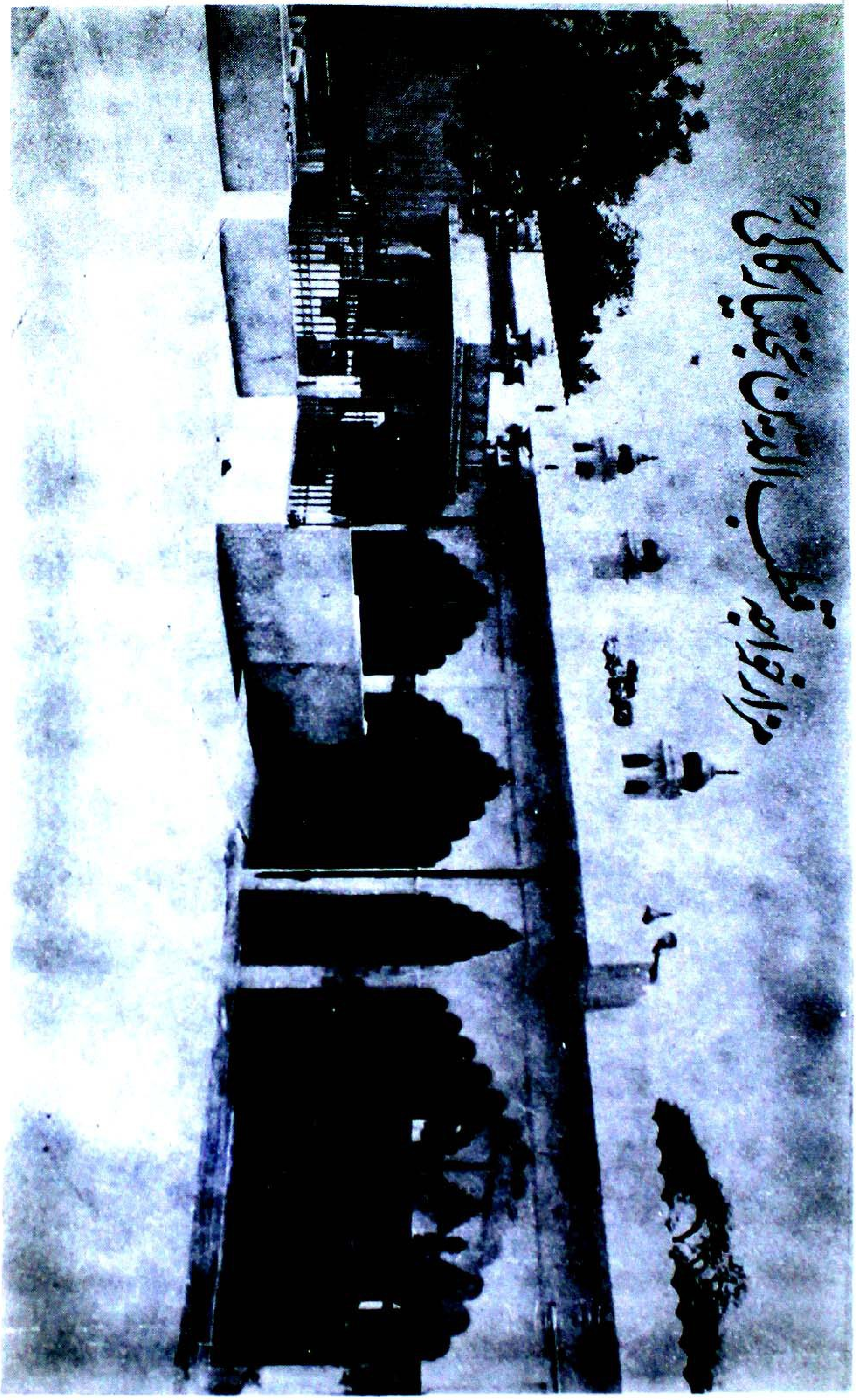

Marfat.com

Marfat.com

مُوردِ لطف و عنایاتِ شہِ والا جناب
خسروِ فرخ سیر شاہنشہ مالک رقاب
ساخت از روی ارادت و زر سوخ اعتقاد
مسجدی زیبا بنا و سجدہ گاہِ شیخ و شاب
با سروشِ غیب ہاتف گفت در گوشِ خرد
سالِ تاریخِ بنایش بیت ربّی مُستجاب

(ص ص ۵۸-۵۹)

قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا مزار:

(قاضی صاحب) سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان معز الدین کیقباد کے زمانے میں تھے۔ ان کا مزار دلّی میں خواجہ بختیار کاکیؒ کے پائیں میں ہے اور ان کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی وفات سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے عہدِ حکومت میں ۶۹۵ھ (۱۲۹۶-۱۲۹۵ء) میں ہوئی تھی۔ یہ لوح جو اُن کے مزار پر لگی ہوئی ہے' ان کی وفات کے ۷۹ سال بعد ۷۷۴ھ (۱۳۷۳-۱۳۷۲ء) میں' یعنی عہدِ سلطان فیروز شاہ میں نصب کی گئی۔ (ص ۷۵)

حضرت نظام الدین اولیا کا مزار:

حضرت نظام الدین کی وفات ۱۸ ربیع الاوّل کو بدھ کے دن ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) میں ہوئی تھی۔ اُن کا مقبرہ موضع غیاث پور میں ہے۔ دلّی میں اُن کے ایک مُرید امیر خسرو نے چھے ماہ بعد اِس دنیا سے رختِ سفر باندھا۔ درجِ ذیل "تاریخ ذشیخ نظام الدین کی وفات پر" سلطان علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ مسجد کی دیوار پر کندہ ہے۔

تاریخ:- نظامِ دو گیتی شہ و ما طیں
سراجِ دو عالم شدہ بالیقیں

Marfat.com

چو تاریخ فوتش بجُستم زغیب
ندا داد ہاتف شہنشاہِ دیں

تاریخ

انتظامِ زمان و اہلِ زمین
شیخِ عالی نسب نظام الدین
نود و چار سال عمرش بوُد
کانزمان شُد بحضرت معبود
چار شنبہ بخُلد نقل نمود
ھفدہم از ربیع الاوّل بوُد
سالِ ترحیل آن ستودہ شیم
زد خرد زبدۂ بہشت رقم

وفات کے دو سو سال بعد تک شیخ کا مقبرہ بس ایک محجر تھا۔ اکبر شاہ بادشاہ کے زمانے میں ۹۷۰ھ (۱۵۶۳-۱۵۶۲ء) میں سیّد فریدوں خاں نے اُن کے مزار کے چاروں طرف ستون کھڑے کر کے ایک گنبد تعمیر کر دیا تھا اور پتھر کی لوح پر کلمہ طیبہ اور گنبد کی تاریخِ تعمیر کندہ کرا کے مزار کے سرہانے نصب کر دی تھی۔

شُکر کہ در روضۂ حضرتِ غوثُ الانام
از پیٔ تعمیر شُد خانِ فلک احتشام
مہرِ نسب را شرف اوج شرف را شہاب
سیّدِ عالی نسب، میر فلک احترام
بانیٔ او ہاشمی سائیٔ او ہاشمی
آن کہ بدورانِ شاں ہست سخن را نظام

Marfat.com

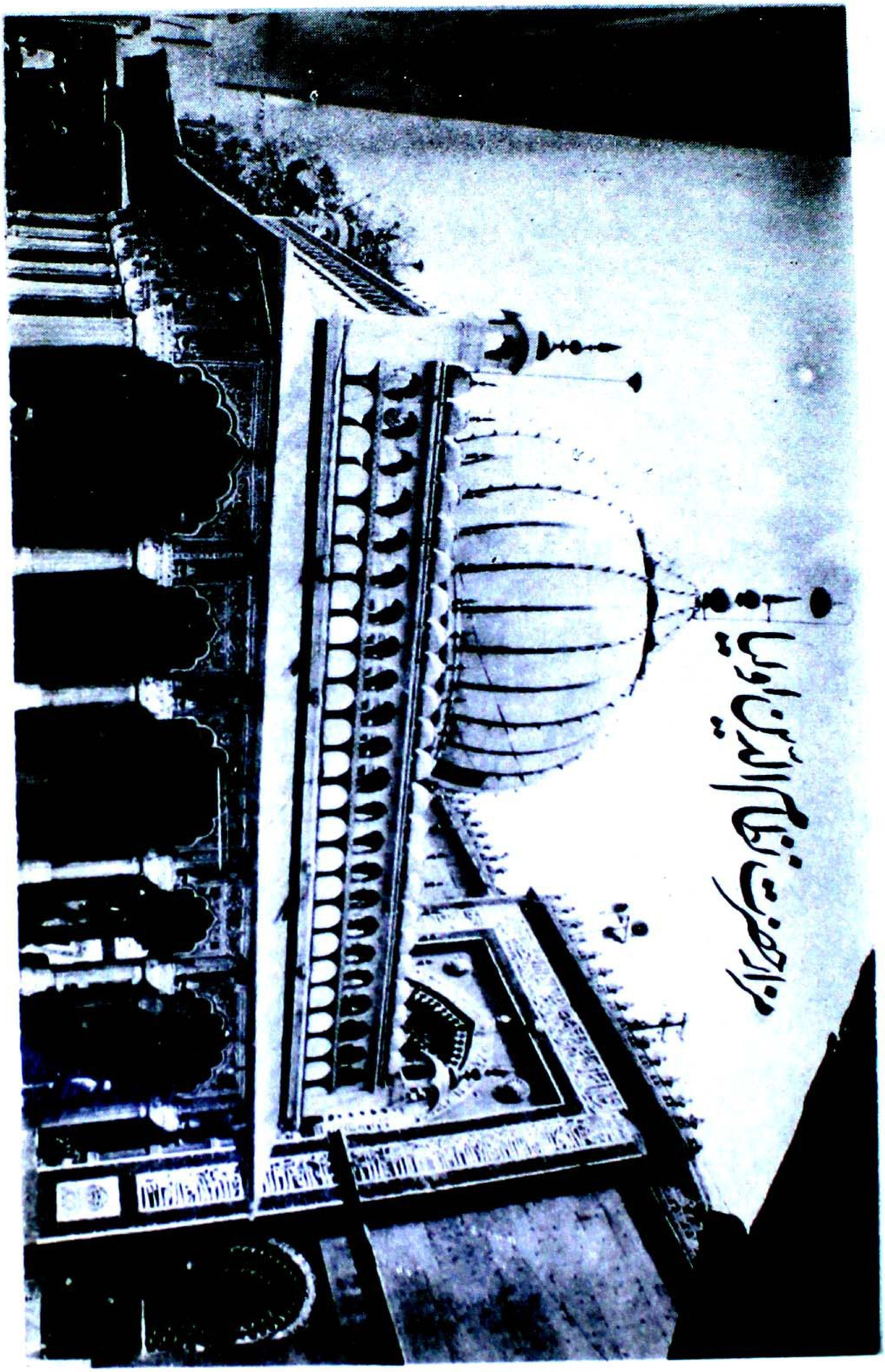

Marfat.com

Marfat.com

از پیٔ تاریخِ آن چوں متفکّر شدم
کلکِ خرد زد رقم قبلہ گیر خاص و عام
روی بدرگاہِ او آر فریدون بصدق
شاید از الطافِ بیر کارِ تو گردد نظام

اس کے ۷۰ سال بعد جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں فرید خاں المخاطب بہ مرتضیٰ خاں نے جس نے فرید آباد، آباد کیا تھا، سیپیوں کا بنا ہوا بہت لطیف اور نفیس چھپر کھٹ چڑھایا، اور تاریخِ وفات کے مندرجہ ذیل اشعار اس پر کندہ کرائے:

تاریخ

شیخِ دہلی نظام را دو فرید
کارِ دنیا و دیں مہیّا کرد
یک فریدش مقامِ فانی داد
یک فریدش مقامِ احیا کرد
مرتضیٰ خان فرازِ مرقدِ او
قبّۂ چوں سپہر برپا کرد
ابرِ فیروزی از جہاں برخاست
درِّ یک دانہ در صدف جا کرد
ہر جہاں کعبۂ مربع او
چار در از چہار حد وا کرد
عرشۂ مرقدِ مبارکِ او
بر زمین کارِ عرش اعلیٰ کرد
عرش در پای چار قائمہ اش
چار تکبیر بے محابا کرد

Marfat.com

ہر کہ رُخ از مقام او تابید
پشت بر کعبۂ معلّےٰ کرد
وانکہ رو در سجود او آورد
رُخ چو آئینۂ مصفا کرد
خاک روب مقامش ار باشی
می توان کار صد مسیحا کرد
سالِ تاریخ ایں بنا جستم
قبۂ شیخ عقل القا کرد
قدر بانیٔ او رفیع کناد
آنکہ این ہفت سقف خضرا کرد

شاہ جہاں بادشاہ کے زمانے میں ۱۰۶۴ھ (۱۶۵۳ء-۱۶۵۲ء) میں خلیل اللہ خاں نے لال پتھر سے ان کے مزار کے چاروں طرف ایک غلام گردش بنوائی .... عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی کو اُن سے زبردست عقیدت تھی۔ اس نے ۱۱۶۹ھ (۱۷۵۶-۱۷۵۵ء) میں اُردو میں چند شعر کہہ کے سنگِ مرمر پر کندہ کرائے اور (مزار کے) پائیں کی طرف گنبد کے اندر لگوادیے۔ (ص ۸۱-۸۲)

تغلق آباد:

شاہ جہاں آباد سے جنوب کی طرف چھے کوس کے فاصلے پر سلطان غیاث الدین تغلق نے تغلق آباد کا قلعہ تعمیر کیا تھا ...... یہ مقبرہ تغلق آباد کے علاقے میں موجود ہے۔
(ص ۸۲)

امیر خسرو کا مزار:

امیر خسرو لکھنوی (بنگال) کے سفر سے جب لوٹ کر آئے تو حضرت شیخ نظام الدین کا

Marfat.com

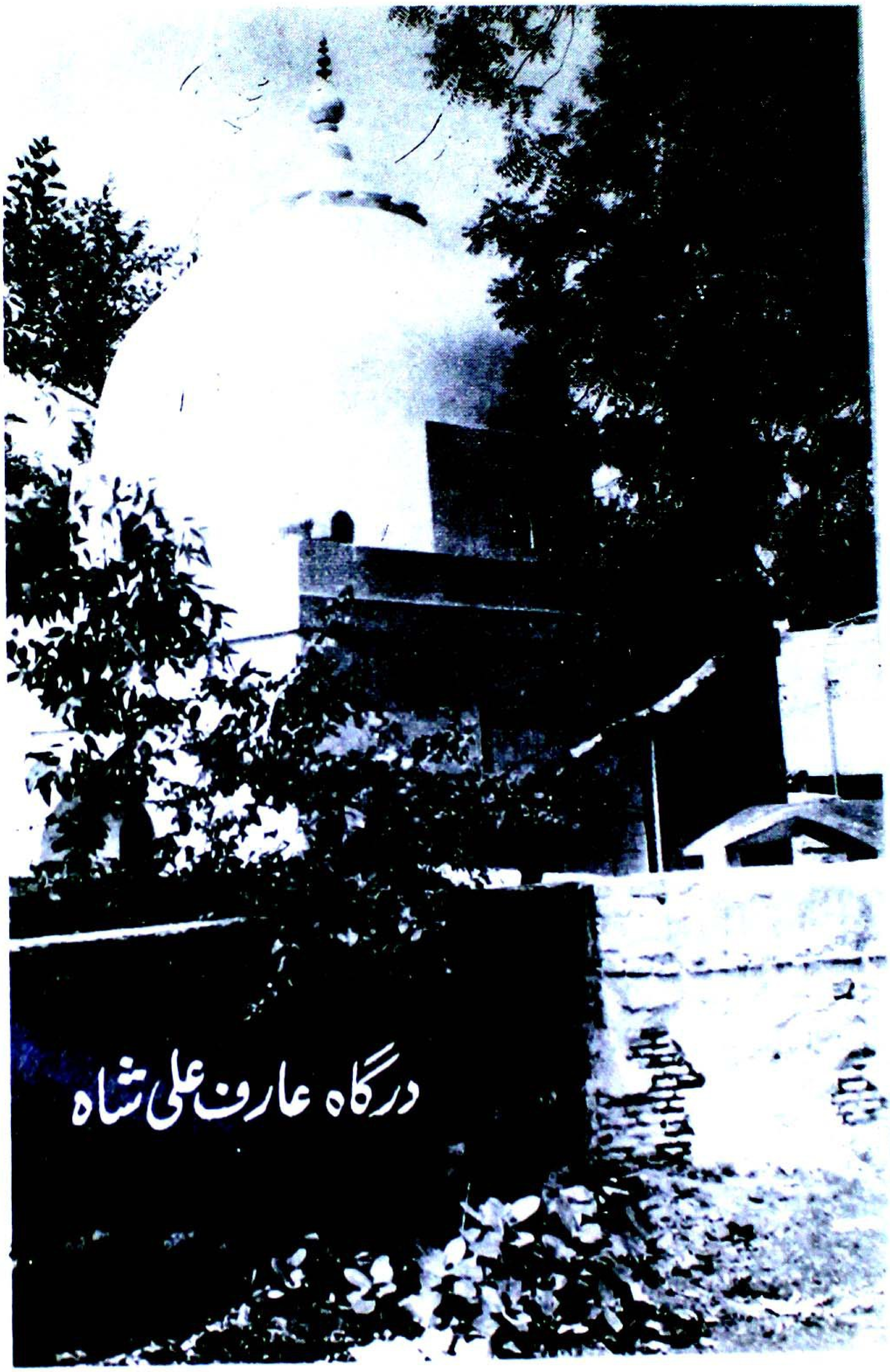
درگاہ عارف علی شاہ

Marfat.com

Marfat.com

انتقال ہو چکا تھا (امیر خسرو) شیخ کے مزار پر پہنچے، وہاں گریہ و زاری کی اور خطیرہ کے سامنے خاک میں لوٹے۔ چھے ماہ میں خدا کو پیارے ہو گئے اور شیخ کے قدموں میں مدفون ہوئے۔ یہ واقعہ ۷۲۵ھ (۱۳۲۲-۱۳۲۱ء) میں واقع ہوا۔ اُن کا عرس ہر سال سترھویں شوال کو ہوتا ہے۔ (ص ۸۳)

ہزار ستون، محمد آباد، عادل آباد:

سلطان محمد تغلق نے ۷۴۴ھ (۱۳۴۴-۱۳۴۳ء) میں ہزار ستون کے نام سے ایک عمارت تعمیر کی۔ اب (یہ عمارت) بالکل خراب اور ویران ہے، لیکن اُس کے نشانات آج تک باقی ہیں۔ اس شان دار عمارت کے آثار قلعۂ تغلق آباد کے پاس موجود ہیں۔ چوں کہ اس عمارت میں ہزار ستون تھے، اِس لیے یہ عمارت ہزار ستون کے نام سے مشہور ہے۔ بعض لوگ اِس عمارت کو محمد آباد اور عادل آباد بھی کہتے ہیں۔ (ص ۸۹)

درگاہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی:-

حضرت چراغ دہلی کی درگاہ سلطان بہلول لودی کے مقبرے کے قریب شاہجہاں آباد سے جنوب کی طرف چھے کوس کے فاصلے پر ہے۔ سلطان فیروز شاہ کو اُن سے بہت عقیدت تھی۔ اُن کی وفات سے قبل ہی اُس (سلطان فیروز شاہ) نے یہ عمارت تعمیر کر دی تھی۔

(ص ۹۰)

کالی مسجد:

شاہ جہاں بادشاہ کی تعمیر کردہ جامع مسجد کے قریب یہ عالی شان مسجد ترکمان دروازے کے قریب ہے۔

یہ کالی مسجد فیروز شاہ کے وزیر جونا نشہ المخاطب بہ خانِ جہاں نے ۷۸۹ھ (۱۳۸۷ء) میں تعمیر کی تھی۔ اِس مسجد کے صحن میں جونا نشہ اور اس کے باپ خانِ جہاں کی قبریں آج تک

Marfat.com

موجود ہیں۔ اُس کے دروازے کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفضل وعنایت آفریدگار در عہدِ دولت بادشاہِ دین دار الواثق بتائید الرحمٰن ابوالمظفر فیروز شاہ السلطان خلد ملکہ ایں مسجد بنا کردہ بندہ زادہ درگاہ جونا نشہ مقبول المخاطب بخانجہاں خدا بریں بندہ رحمت کند ہر کہ دریں مسجد بیاید بدعاے خیر بادشاہِ مسلمانان و ایں بندہ را بفاتحہ و اخلاص یاد کند حق تعالیٰ ایں بندہ را بیا مرزد بحرمتہ النبی و آلہٖ۔ مسجدِ مرتّب شُد بتاریخ دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع وثمانین سبعماۃ ہجری ۷۸۹ء (ص ۱۰۱)

شیخ جمالی کا مزار :

سنہ ۹۴۲ھ (۱۵۳۶ - ۱۵۳۵ء) میں انتقال ہوا۔ پُرانی دلّی میں اُن کا مزار ہے......... اُن کا مقبرہ بہت خوب صورت اور دل کش ہے۔ اُن کی غزلوں میں سے دو غزلیں اور کچھ اشعار چونے سے (مقبرے کے اندر) لکھے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلع ہے:

محوِ ذاتِ خدا جمالی بُود
عاشق و مستِ لاابالی بُود

(ص ۱۵۰)

کھاری باؤلی :

یہ باؤلی شاہ جہاں آباد میں جامع مسجد کے عقب میں لال کنواں کے پاس واقع ہے۔ خواجہ عبد اللہ لاذر قریشی نے شیر شاہ کے بیٹے اسلام شاہ یعنی سلیم شاہ کے پہلے سالِ جلوس میں اس کی بنیاد رکھی تھی اور ۹۵۸ھ (مطابق ۱۵۵۱ء) میں اس کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ ابھی تک اس کے آثار موجود ہیں اور عربی خط میں چند عبارتیں دروازے اور دیواروں پر کندہ ہیں۔ دیواروں اور دروازے پر یہ عبارت کندہ ہے :

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

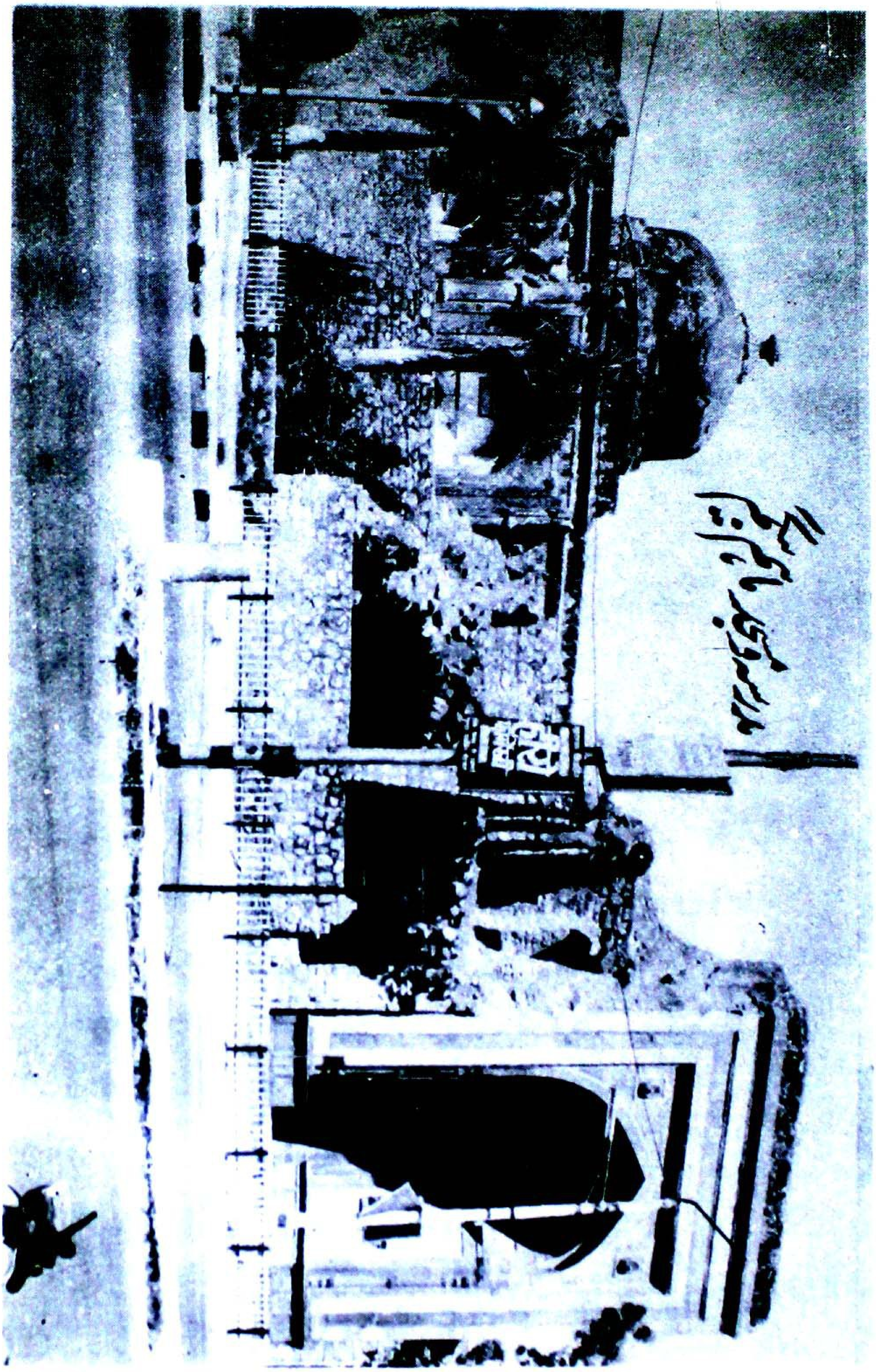

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در عہد و زمان شاہ سلطان السلاطین والمظفر اسلام شاہ بن شیر شاہ سلطان خلداللہ ملکہ و سلطانہ بنا کردہ ایں چاہ بتوفیق اللہ و بروح رسول اللہ ملک عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ لاذر قریشی بدار الملک حضرت دہلی فی سنہ اثنی و خمسین[۹۵۲] و تسعمات فقط۔

(ص ۱۵۴)

مقبرہ ہمایوں اور شیر منڈل :

ہمایوں نے دِلّی پر فتح حاصل کی۔ اُس کے سات مہینے بعد کتب خانہ کی اُوپر کی منزل کے برآمدے میں تھے۔ جو لوگ جامع مسجد میں جمع تھے، انھیں سعادتِ کورنش سے مشرف کیا۔ کچھ لوگ حجاز کے سفر سے تازہ تازہ واپس ہوئے تھے، اُن سے حرمین شریف کے حالات پوچھے۔ جب شام ہوگئی تو بادشاہ چاہتے تھے کہ نیچے اُتر آئیں۔ ابھی وہ دوسری سیڑھی پر تھے کہ موذن نے اذان دینی شروع کردی۔ اذان کی تعظیم کے لیے وہیں بیٹھنے کا ارادہ کیا کہ ناگاہ پوستین کے دامن میں پاؤں اٹک گیا اور عصا پھسل گیا اور (حضرت) گر پڑے۔ اِس حادثے کے دو دن بعد گیارہ ربیع الاوّل ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ - ۱۵۵۵ء) کو اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انھیں کیلوکھڑی میں کہ جسے دلّی میں دریائے جمنا کے کنارے شہر سے دو کوس کے فاصلے پر سلطان معزّالدین کیقباد نے بنایا تھا، مدفون کردیا۔ ہمایوں بادشاہ کی بیوی نواب حاجی بیگم نے پندرہ لاکھ روپے کے خرچ سے مقبرہ اور شان دار عمارت تعمیر کی۔

(ص ۱۶۴ - ۱۶۵)

مدرسۂ و مسجد ماہم بیگم :

یہ مدرسہ اور مسجد دہلی کے قلعۂ کہنہ میں، جسے دین پناہ کہتے ہیں، واقع ہے۔ انھیں اکبر شاہ بادشاہ کے زمانے میں ۹۶۹ھ (۱۵۶۲ - ۱۵۶۱ء) ماہم بیگم نے بنایا تھا۔ اگرچہ

Marfat.com

اب یہ دونوں عمارتیں بہت خستہ حالت میں ہیں لیکن وہ کتبہ جس سے تاریخِ تعمیر کا پتا چلتا ہے ابھی تک باقی ہے اور وہ یہ ہے :

بدورانِ جلال الدین محمد
کہ باشد اکبر شاہانِ عادل
چو ماہم بیگم عصمت پناہی
بنا کرد ایں بنا بہرِ افاضل
ولی شد ساعیِ ایں بقعۂ خیر
شہاب الدین احمد خان باذِل
زہی خیریت ایں بقعہ خیر
کہ شد تاریخ او خیرُ المنازل
۹۶۹

(ص ۱۷۱-۱۷۲)

مقبرہ اتگہ خاں :

اتگہ خاں کا لقب شمس الدین محمد خان تھا۔ غزنی کے رہنے والے تھے اور ہمایوں بادشاہ اور اکبر کے خوانین میں شامل تھے ۔ جب ہمایوں بادشاہ جوسا قصبے کے قریب شیر خان افغان سے شکست کھا کر میدانِ جنگ سے فرار ہوا اور دریائے گنگا میں چھلانگ لگا دی تو قریب تھا کہ دریا میں غرق ہو جائے کہ میر شمس الدین نے دستگیری کی اور خطرناک بھنور سے نکال کر کنارے پر سلامت لے آیا۔ بادشاہ نے اس خدمت کے بدلے میں (خانِ اعظم کو مناصب بلند اور مراتبِ ارجمند عنایت کیے۔ اُس نے اکبر شاہ کے زمانے میں زبردست ترقی کی۔ (ص ۱۷۲)

نیلی چھتری :

یہ نواب نوبت خاں کا مقبرہ ہے۔ یہ مقبرہ شاہ جہاں بادشاہ کی عمارت خاص محل سے متصل

Marfat.com

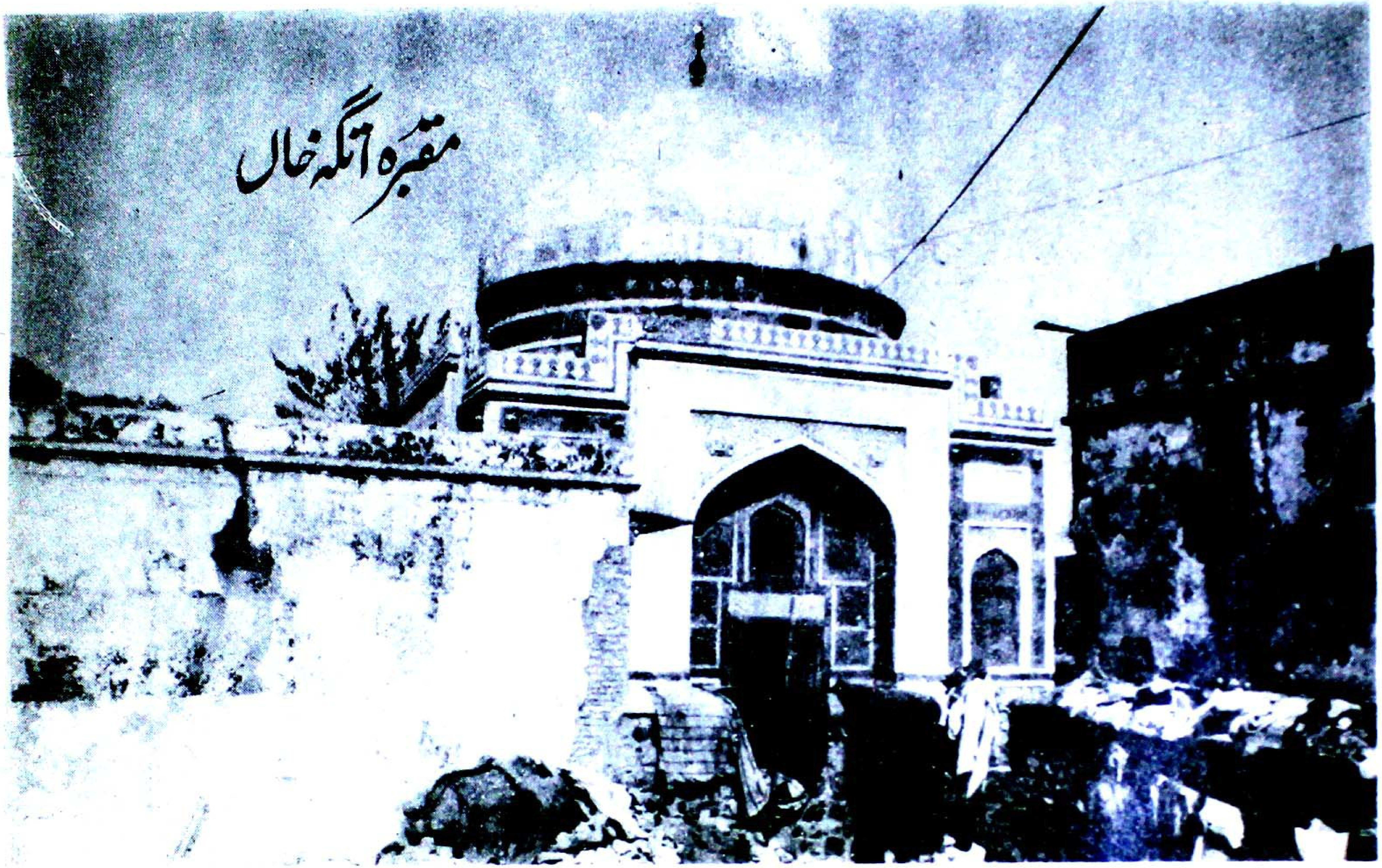

Marfat.com

Marfat.com

پرانی دلّی میں ہے۔ ۹۷۳ھ (۱۵۶۶-۱۵۶۵ء) میں تعمیر ہوا تھا۔ اب خستہ حالت میں ہے۔ چوں کہ گنبد کے اوپر نیلی چھتری بنائی ہے، اس لیے (یہ عمارت) نیلی چھتری کے نام سے مشہور ہے۔ اِس عمارت کے دروازے پر یہ تاریخ کندہ ہے:

به بین خوش منظرِ عالی مقامے
دریں عالم ندیدہ چشمِ ایام
پئے تاریخِ اتمامش خبر دار
چو پرسیدم بگفتا "یافت اتمام"

(ص ۱۷۴)

درگاہ خواجہ باقی باللہؒ:

خواجہ باقی باللہ نقش بندیہ سلسلے کے اولیائے کبار میں سے تھے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ (۱۶۰۳ء) کو انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت عمر چالیس سال تھی۔ دلّی میں قدم شریف سے متصل ان کی درگاہ ہے اور اُن کے مقبرے کے جنوبی دروازے پر یہ تاریخ کندہ ہے جس میں لفظ "نقشبند" سے سالِ وفات نکلتا ہے۔

خواجہ باقی آن امامِ اولیا
عارف باللہِ اسرارِ نہفت
نکہتِ بستان سرای انبیا
از نہالِ جعفری خوش گل شگفت
چوں کہ بود مشرب فنا اندر بقا
محوِ حق گشتہ ز اسرار نہفت
رخت بستہ زیں سرای بے بقا
چوں ندای ارجعی از حق شنفت

Marfat.com

سالِ تاریخ وصالش خسروے
فی البدیہہ نقشبندِ وقت گفت

مزار کے سرہانے کی دیوار پر ۱۵ بیت کا قصیدہ لکھا ہوا ہے جس سے سالِ وفات نکلتا ہے۔ (ص ۲۰۷)

عرب سرائے:

عرب سرائے دلّی میں ہمایوں بادشاہ کے مقبرے کے متصل ہے۔ اسے حمیدہ بانو بیگم (ملقب بہ مریم مکانی، مشہور بہ حاجی بیگم) نے بنایا ہے۔ اسے عرب سرائے اس لیے کہتے ہیں کہ جب بیگم حج پر گئیں تو تین سو عربوں کو اپنے ساتھ لائیں۔ (انھوں نے) یہ عمارت انہی کے لیے تعمیر کی تھی۔ (ص ۲۰۸)

بارہ پلہ:

یہ پُل شاہ جہاں آباد سے دو سو کوس کے فاصلے پر ہے اور بارہ پُلے کے نام سے مشہور ہے۔ جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں مہربان آغا نے ۱۰۲۱ھ (۱۶۱۳-۱۶۱۲ء) میں یہ پل بنایا تھا اور پُل پر یہ تاریخ مرقوم ہے۔

تاریخ

از جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ
آنکہ عدلش ضیا است عالم کل
دوستان را چو ہدہد است افسر
دشمنان را بسانِ فاختہ غل
ہند را در زمان سلطنتش!
عبدہ می نوید استنبل

Marfat.com

بوستانیست حضرت دہلی
بوے از گل گرفتہ رنگ از مُل
سالِ ہفتم ز عہدِ سلطنتش
کہ بنالد زجور گل بلبل
مخلصِ خاصِ مہربان آغا
خادمِ قصرِ شاہ محرم کل
کرد تعمیر ایں پل از شفقت
کہ شود دستگیرش آں سرکل
سال تاریخش از فلک جستم
گشت رویش زخرمی گل گل
گفت .بردار خامہ و بنویس
بستہ از راہِ مہربانی پُل

(ص ۲۲۱ - ۲۲۲)

قلعہ سلیم گڑھ کا پل:

یہ پُل سلیم گڑھ (جو اب نور گڑھ کے نام سے مشہور ہے) کے قلعے اور قلعہ شاہجہاں آباد کے بیچ میں بنا ہوا ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے ۱۰۳۱ھ (مطابق ۱۶۲۱ء) میں اسے تعمیر کیا تھا۔ پُل کے دونوں طرف یہ تاریخ منقوش ہے۔

کتبہ سمت مغرب

بحکمِ بادشاہِ ہفت کشور
شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر

Marfat.com

جہانگیر، ابنِ شاہنشاہِ اکبر
کہ شمشیرش جہاں را کرد تسخیر
چون این پل گشت در دہلی مرتّب
کہ وصفش را نشاید کرد تحریر
پئے تاریخ اتمامش خرد گفت
پلِ شاہنشہ دہلی جہانگیر

کتبہ سمت مشرق

شد بحکم شاہ نورالدین جہانگیر عظیم
سال و تاریخش مبارک آں صراطِ مستقیم

(ص ۲۲۹-۲۳۰)

مقبرہ خانخاناں:

عبدالرحیم خانخاناں، بیرم خاں خانخاناں کا لڑکا تھا ....
۱۴ر صفر ۹۶۴ھ (۱۵۵۶ء) میں لاہور میں پیدا ہوا اور ۱۰۳۶ھ (۱۶۲۷-۱۶۲۶ء) میں ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کا مقبرہ دلی میں درگاہ نظام الدین اولیا سے متصل ہے اور آج تک موجود ہے لیکن بہت خستہ حالت میں ہے اور گر رہا ہے۔

(ص ۲۳۲)

شاہ جہاں بادشاہ کا خاص محل:

پُرانی دِلّی میں شاہ جہاں بادشاہ کے عہد میں گلال باڑی کے قریب یہ عمارت ۱۰۴۲ھ (۱۶۳۳-۱۶۳۲ء) میں تعمیر ہوئی تھی اور آج کل بہت خستہ حالت میں ہے، مگر اس عمارت کے دروازے پر یہ کتبہ ابھی تک باقی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

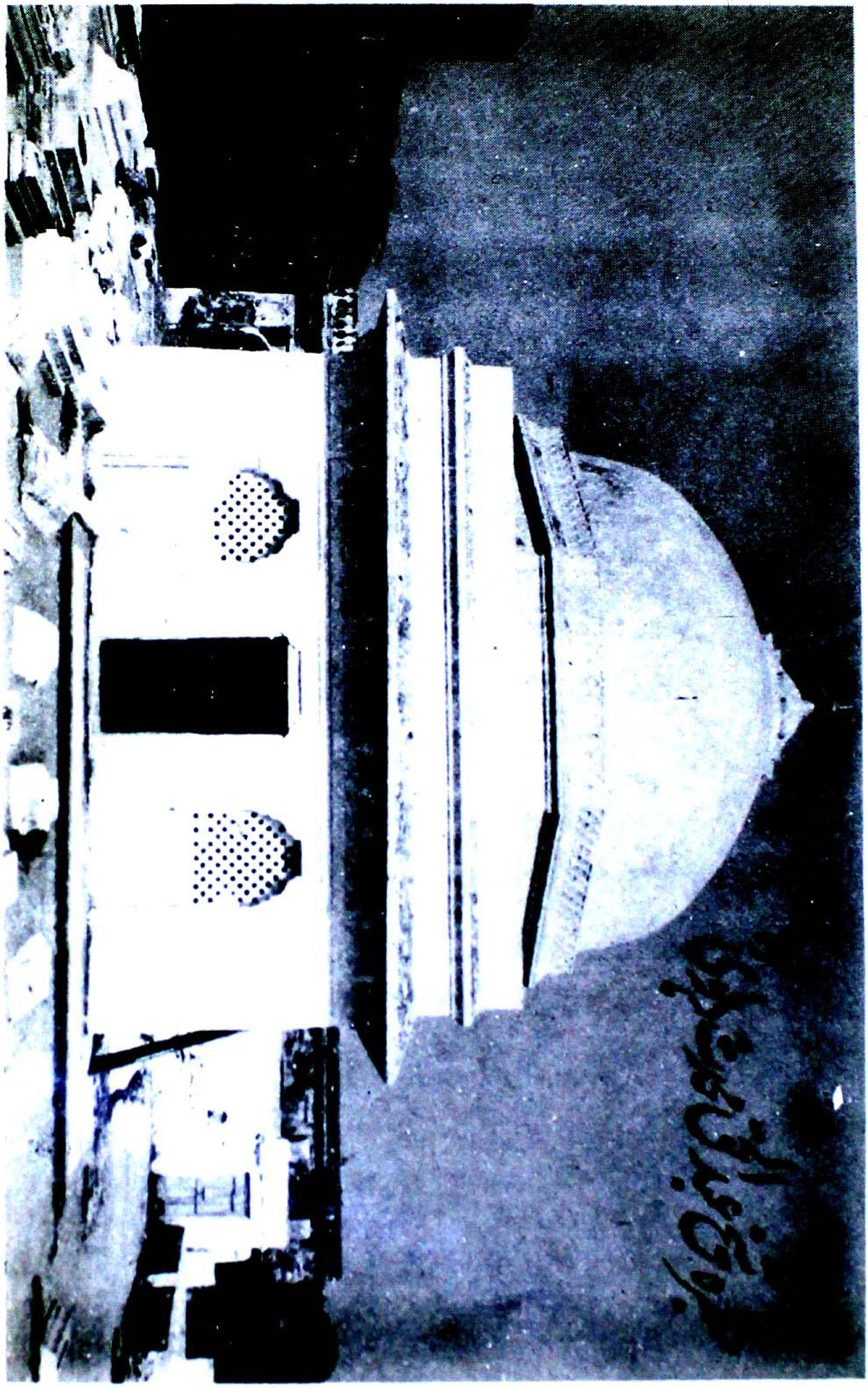

Marfat.com

Marfat.com

کتبہ تاریخ

بدور شاہ جہان صاحب قران ثانی
کہ در جہاں است جہان پرور و سپہر جناب
بنا نہاد جہین زمانہ خاص محل
دریں زمین بکرم بنت زینجان دریاب
ہمیشہ باد بزیر سپہر بو قلمون
ہمی ضمیر منیرش پیٔ صلاح وصواب (کذا)
اگر ز سال بنایش شود سوال ترا
حساب کن بسرای محلّ خاص جواب (ص ۲۴۰)
۱۰۴۶ھ

مقبرہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی:

ہندوستان کے اولیائے کبار میں سے تھے۔ محرم ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) میں ولادت پائی، اور ۱۰۵۲ھ (۴۳-۱۶۴۲ء) میں انتقال فرمایا۔ ان کا مقبرہ دلّی میں حوض شمسی کے کنارے ہے۔ (ص ۲۴۶)

مزار جہاں آرا بیگم:

شاہجہاں بادشاہ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ اُن کی ولادت بُدھ کے دن ۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۴ء) میں ہوئی۔ ....

۳ رمضان ۱۰۹۲ھ (۱۶۸۱ء) میں خدا کو پیاری ہوگئیں۔ نظام الدین اولیا کی درگاہ میں دفن ہوئیں۔ .... جہاں آرا بیگم نے زندگی ہی میں اپنا مجر تعمیر کر لیا تھا۔ ان کی لوحِ مزار پر خطِ نسخ میں یہ شعر اور عبارت لکھی ہوئی ہے:

ہوالحی القیوم ؎

بغیرِ سبزہ نپوشد کسے مزار مرا — کہ قبر پوش غریبان ہمیں گیاہ بس است

Marfat.com

الفقیر الفانیہ جہاں آرا مرید خواجگان چشت بنتِ شاہجہاں بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ ۱۰۹۲ھ۔

(ص ۲۴۷۔ ۲۴۸)

مزار سید جلال بخاری:

سیّد جلال بخاری کا، شہر پناہ نو کے دلّی دروازے کے باہر، مزار ہے۔
(ص ۲۵۱)

قلعہ شاہجہاں آباد (لال قلعہ):

یہ شاندار قلعہ شہاب الدّین محمد صاحب قران شاہ جہاں بادشاہ کے مبارک عہد میں تعمیر ہوا۔ جمعے کی رات ۱۲ یا ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۹ء) میں .... اس قلعے کی بنیاد رکھی۔ یہ عظیم الشان قلعہ عزّت خاں، اللہ وردی خاں اور مکرمت خاں کے اہتمام میں اور باقی تمام دوسری عمارتیں بھی؛ مثلاً امتیاز محل معروف بہ رنگ محل، شاہ محل معروف بہ دیوانِ خاص و دیوانِ عام، خواب گاہ، تسبیح خانہ، نقار خانہ، حمام اور باغِ حیات بخش وغیرہ ۹ سال اور ۳ مہینے کے عرصے میں لاکھوں روپے کے خرچ سے ۲۴ ربیع الاوّل ۲۱ ویں سال جلوس موافق ۱۰۵۸ھ (۱۶۴۸ء) میں مکمل ہوا اور شاہ جہاں آباد کے نام سے موسوم ہوا۔

کتبہ بر محراب جنوبی:

سبحان اللہ ایں چہ منزلہاست رنگین و نشیمن ہای دل نشین قطعہ بہشت بریں بچون گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنانِ اطراف و اکناف بسان بیتُ العتیق بطوافش آیند رواست و اگر نظارگیانِ انفس و آفاق مثل حجرِ اسود بہ تقبل آستان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعہ والا کہ از کاخ گردون برتر است و رشک سدِ اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش

Marfat.com

که در منازل چون روح در بدن است وشمع در انجمن و نهر اطهر که آب صافش بینا را آئینہ جہان نماست و دانا را از عالمِ غیب پردہ کشا و آبشار ہا که ہر یک گوئی سپیدۂ صبح دم است بالوحہ اسرار لوح و قلم و فوارہ ہا که ہر کدامش پنجۂ نور است ۔

برمحراب شمالے :

بہ مصافحہ آسمانیان مائل بالا لی متلالی است بانعام زمینیان نازل وحوض که ہمہ از آب زندگانی پربصفا رشک نور و چشمۂ خور ۔ دوازدہم ذی الحجہ سال جلوس دوازدہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نوید کامرانی داد و انجامش که بصرف پنجاہ لک روپیہ صورت پذیرفت بست و چہارم ربیع الاوّل سال بست و یکم جلوس ہمایوں موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفرّ قدوم میمنت لزوم گیتی خدیو گیہان خداوند بانی ایں مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحب قرانِ ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی درفیض بروے جہانیاں بکشاد ۔

ابیات که بآب زر مرقوم اند

شہنشاہِ آفاق شاہِ جہان
باقبالِ ثانیِ صاحبِ قران
در ایوانِ شاہی بصد احتشام
چو خورشید برچرخ بادا مدام
اساس ست تا ناگزیر ایں بنا
بُود قصرِ اقبالِ او عرش سا
زہی دل نشیں قصر بیراستہ
بہشتی بصد خوبی آراستہ

Marfat.com

شرافت یکی آیہ در شانِ او
سعادت در آغوش ایوانِ او
سجود در این سرائے سرور
کند سرنوشتِ بد از جبہہ دور
بپایش سرِ صدق ہرکس کہ سود
چو دریائے جون آبرویش فزود
زمانہ چو دیوارِ او بر فراشت
بہ پیشِ رخِ مہر آئینہ داشت
زبس روے دیوارش آراست است
ز نقاشِ چین رو نما خواست است
چنان بر سرش دست ایام کرد
کہ گردوں بلندی ازو وام کرد
ز فوارہ و حوضِ دریا نشان
بآبِ زمین شستہ رو آسمان
چو جائے شہنشاہِ عادل بود
ازان بادشاہِ منازل بود

و اندرون دیوان خاص بآبِ زراین کتبہ مرقوم است۔

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

(ص ۲۵۲ – ۲۵۴)

مسجد جامع مشہور بہ مسجد جہاں نما:

اِس شان دار مسجد کا ثانی نہیں ہے۔ شاہ جہاں آباد کے قلعے سے ہزار گز بادشاہی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کے فاصلے پر مغرب کی طرف بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کی خوبی اور لطافت تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتی۔ شاہ جہاں بادشاہ کے حکم سے۔ ا۔شوال ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۰ء) مطابق ۲۴ویں جلوس شاہ جہانی کو .... سعد اللہ دیوان اعلیٰ اور فاضل خاں خانساماں کی موجودگی میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور چھے سال کی مدت میں دس لاکھ روپے کے خرچ سے عمارت مکمل ہوئی اور یہ کتبے اس کے دروازوں پر منقوش ہیں:

کتبہ بر دروازہ اول از جانب شمال:

بفرمانِ شہنشاہِ جہان بادشاہِ زمین و زمان گیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند گردون توان مؤسسِ قوانینِ عدل و سیاست، مشیدارکانِ ملک و دولت، بسیار دان، عالی فطرت، قضا فرمان، قدرِ قدرت، فرخندہ رائی خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر، آسمان حشمت انجم سپاہ، خورشید عظمت، فلک بارگاہ۔

بر دروازہ دوم

مظہر قدرت الٰہی مورد کرامت نامتناہی مظہر کلمۃ اللہِ العُلیا مُروِّجُ الملّۃ الحنیفۃ البیضا ملجاء الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدلِ الاعظم والقا ان الاجل اکرم ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ واعداحضرتہ مقہورۃ کہ دیدۂ بصیرت حق بینش از شعشہ انوار ہدایت اِنّما یَعمُرُ مَساجدَ اللہِ۔

بر دروازہ سوم

مَنْ آمن باللہ وبالیوم الآخر مستنیر است و آئینہ ضمیر صدق گر بنش از اشعۂ مشکات روایت احب البلاد والی اللہ مساجدہا فروغ پذیر ایں مسجد کوہ اساس گردون مماس کہ کریمہ لمسجد اسس علے التقوی بیان بنیان پائدار اوست و بنیہ والتق

Marfat.com

فی الارض رَواسِیَ اَن تمید بحکم کتابہ ایوانِ استوار او، قبہ و قبہ فلک شانش از طبقاتِ آسمان گزشتہ و شرفۂ طاقِ سپہر نشانش باوجِ کیوان پیوستہ۔

بر دروازہ چہارم

گر ز طاق و قبۂ مقصورہ اش جوئی نشان
ہیچ نتواں گفت غیر از کہکشاں و آسمان
فرد بودی قبہ گر گردون نبودی ثانیش
طاق بودی طاق گر جفتش نبودی کہکشاں

فروغِ شمۂ بیش طاق جہاں نمائش روشنی بخش مصابیحِ سموات پرتوِ کلس گنبدِ عالم آرایش نور افزاے قنادیلِ جنّات منبرِ سنگِ مرمرش چون صخرہ مسجدِ اقصیٰ مرقات۔

بر دروازہ پنجم:

مقامِ قابَ قوسَینِ اَو اَدنیٰ محراب فیض گسترش مانندِ صبحِ صادق کشادہ پیشانی بشارت رسان وَلَقَد جَاءَہُم مِّن رَّبِّہِمُ الہُدیٰ ابوابِ رحمت آمایش صلاے وَاللہُ یَدعُوا اِلیٰ دَارِ السَّلَام بمسامعِ خاص و عام رسانیدہ منارِ سپہر مدارش ندای وَیَجزِی الَّذِینَ اَحسَنُوا بِالحُسنیٰ از بہ رواقِ گنبدِ فیروزہ فام گذرانیدہ سقفِ رفیع باصفایش تماشا گاہِ روحانیانِ کرۂ افلاک۔ بر دروازہ میانہ کتبہ یا ہادی بخطِ طغرا نوشتہ است۔

بر دروازہ ہفتم:

صحنِ وسیعِ دلکشایش سجدہ گاہِ پاک نژادان معمورۂ خاک روح فضای فیض انتما و طیبِ ہواے روح افزائش از روضۂ رضوان حکایت کردہ و عذوبتِ مارِ معینِ حوضِ دل نشینِ لطافت آمایش از چشمۂ سلسبیل خبر دادہ، در روزِ جمعہ دہم شہرِ شوالِ سالِ ہزار و شصت ہجری موافق سالِ چہارم از دورِ سیوم جلوسِ میمنت مانوس

بساعتِ خجستہ۔

بر دروازہ ہشتم:

وطالعِ شایستہ سرمایۂ ابتنا و پیرایۂ تاسیس یافت و در عرصِ مدتِ شش سال بحسن سعی کار پردازان کاروان کارگذار و فرطِ اعتنا و اہتمام کارفرمایانِ صاحبِ اقتدار و بذلِ جدّ و جہدِ استادانِ ماہرِ دانشور و وفور کوششِ پیشہ کاران چابک دست صاحب ہنر و انفاق مبلغِ دہ لکھ روپیہ صورتِ انجام و طرازِ اختتام پذیرفت و مقارنِ اتمام در روزِ عیدِ فطر۔

بر دروازہ نہم:

بفرِ قدومِ اقدس بادشاہ ظلِ اللہ صافی نیت خدا آگاہ زیب و زینت گرفت و باقامتِ نمازِ عید وا دای وظائفِ اسلام چوں مسجد الحرام در روزِ عید الضحیٰ مرجع طوایفِ انام گردید و مبانی اسلام و ایمان را متانت و رضانت کرامت فرمود و سیاحانِ ربعِ مسکون و مسالک نوردانِ کوہ و ہامون را آراستہ عمارتی باین رفعت و حصانت در آئینہ بصر۔

بر دروازہ دہم:

و مرآۃ خیال مرتسم نگشتہ و حقایق گذرانِ وقایعِ دہر و فکرت پردازانِ نظم و نثر را کہ سوانح نگارانِ بدایعِ اربابِ ملک و دولت و صنایع شناسانِ اصحابِ مکنت و قدرت اند، افراختہ بنای باین شکوہ و عظمت بر زبان قلم و قلم زبان نگزشتہ فرازندۂ کاخِ ہستی و طرازندۂ بلندی و پستی این بنیانِ رفیع را کہ قرۃ العین بینش و زینت بخشِ کارخانۂ آفرینش است۔

Marfat.com

بر دروازہ یازدہم:

پایدار داشتہ صدائے تسبیح متجانش را ہنگامہ آرای ذاکران مجامع ملکوت و زمزمۂ تہلیل مہللانش را نشاط افزای بر معتکفان جوامع جبروت دارا و دروس منابر معمورۂ جہان را بخطبۂ دولت جاوید طراز ایں پادشاہ داد گر دین پرور کہ بمیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن و امان بر روی روزگار کشادہ است آراستہ دارلہ بحق الحق و اہلہ کتبہ نور اللہ احمد۔ قطعہ تاریخ ایں مسجد چنین یافتہ اند۔

تاریخ

من نگویم کعبہ لیکن ایں قدر گویم کہ ہست
جبہۂ او تا د عاشق سجدۂ ایں آستان
پرتو انوار او چوں عالم افروزی کند
صبح را گردد نفس، انگشت حیرت در دہان
مسجد از دین است می زیبد امامش جبرئیل
خلوت روحانیان را شمع باید بے دخان
دست استاد قضا تا از رخامش ساختہ
رو سفید ے آمدہ آمادہ گشت از بہر کان
نیست دروے حاصل اوقات اہل طاعتش
جز دعائے ثانی صاحب قران شاہ جہان
در بنائے خیر این سعی کہ دارد ہمتش
حاصل کاں جملہ خواہد گشت آخر حرف کان
تا ہمیشہ قبلۂ اسلام سمت کعبہ است
قبلہ گاہ آرزو بادا جنابش جاودان

Marfat.com

مسجدِ کاں کعبۂ ثانی است تاریخش بود
قبلۂ حاجات آمد مسجدِ شاہ جہان

ابجد کے حساب کی رو سے مادۂ تاریخ کے عدد ۱۰۶۷ھ (۱۶۵۷-۱۶۵۶ء) ہیں، جبکہ اس کی تکمیل ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۶-۱۶۵۵ء) میں ہوئی، لیکن چونکہ حتکا کی اور جِلا کا تھوڑا سا کام باقی تھا، اس لیے بادشاہ کے حکم سے تاریخ ۱۰۶۷ھ (۱۶۵۷ - ۱۶۵۶ء) اس سال کی کہی گئی۔ (ص ص ۲۶۱ - ۲۶۳)

دارالشفا اور دارالبقا:

مسجد کے باہر جنوبی اور شمالی حصّوں میں دارالشفا اور مدرسہ بہت خوبی سے بنایا گیا ہے۔
(ص ۲۶۳)

Marfat.com

موتی مسجد لال قلعہ

یہ پوری مسجد سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ عالمگیر بادشاہ کے حکم سے سنہ ۲ جلوس میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے کے خرچ سے تعمیر کی گئی۔ (ص ۲۶۸)

پل سلیم گڑھ

۱۰۷۳ھ (مطابق ۱۶۶۲-۱۶۶۳ء) میں عہدِ خلافتِ عالمگیر بادشاہ میں نورگڑھ، جو سلیم گڑھ کے نام سے مشہور ہے، پل تعمیر کیا گیا۔ (ص ۲۷۰)

بائی کوکلدی کا مزار

دہلی میں شیخ نظام الدین اولیا کی باؤلی کے متصل ایک سنگِ مرمر کا برج ہے۔ اس برج میں اسی پتھر کی ایک قبر ہے کہ جس پر قرآن کی آیتیں اور خدا کے ننانوے نام بہت خوب صورت خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس تاریخ اور عبارت سے ایک ہزار اسی برآمد ہوتے ہیں۔ تاریخ یہ ہے:

تاریخ

سال تاریخ فوت او جستم
از دل صاف نیز پاک سرشت
آہ سردے کشید وگفت بگو
بادہمدم بحوریانِ بہشت

۱۰۸۰

بائی کوکلدی بنت ملایم خاں ۱۰۸۰ ھجری

(ص ۲۷۴)

Marfat.com

زینتُ المساجد

عالمگیر بادشاہ کی پانچ لڑکیاں تھیں۔ پہلی زیبُ النسا بیگم، دوسری زینتُ النسا بیگم، تیسری زبدۃ النسا بیگم، چوتھی بدر النسا بیگم اور پانچویں مہر النسا بیگم ــــ زینت النسا بیگم نے اپنی زندگی ہی میں ایک مسجد تعمیر کی تھی، جو زینتُ المساجد کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شاندار مسجد سُرخ پتھر کی بنی ہوئی ہے اور موضع دریا گنج میں واقع ہے۔ بیگم نے اپنے بھائی بہادر شاہ (اوّل) کے عہد میں ۱۱۲۲ ہجری، مطابق (۱۷۱۰۔ ۱۷۱۱ء) میں انتقال کیا، اور اسی مسجد کے صحن میں دفن ہوئیں۔ قبر کے سرہانے آیت قُل یَا عبادی الذین اور یہ شعر اور عبارت مرقوم ہے:

کتبہ

مونس مادر لحد، فضلِ خدا، تنہا بس است
سایۂ از ابرِ رحمت، قبر پوشِ مابس است

امیدوارِ حسن فاتحہ خاتم زینت النسا بیگم بنتِ بادشاہ محی الدین محمد عالمگیر غازی اَنارَ اللہ برھانہٗ ۱۱۲۲ ھ (ص ۲۹۷)

بہادر شاہ اوّل کا مزار

بہادر شاہ کا پورا مجر سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ شاہ جہاں آباد میں موتی مسجد سے متّصل خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار کے قریب واقع ہے۔ یہ مسجد بھی سرتاپا سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اسی بادشاہ (بہادر شاہ اوّل) نے تعمیر کرائی تھی۔ اور یہ شعر ان کے مزار کے سرہانے کندہ ہے۔ اس کے دوسرے مصرعے سے تاریخ وفات نکلتی ہے:

تاریخ

در نورِ نیّت بامِ مصطفےٰ
شاہِ عالم را بود جنّت جزا
۱۱۲۴

Marfat.com

ان کے مجرے سے متصل عالی گہر شاہ عالم بادشاہ کی بھی قبر ہے۔

(ص ۲۹۸)

مسجد قطب الاقطاب

یہ مسجد خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہ سے متصل ہے اور تین منزلہ ہے۔ پہلی منزل، جو کچی ہے، خواجہ موصوف نے اپنی زندگی میں تعمیر کی تھی۔ دوسری منزل اسلام شاہ (شیر شاہ سوری کا لڑکا) نے بنائی تھی؛ اور تیسری منزل، فرخ سیر بادشاہ نے ایک ہزار ایک سو تیس ہجری میں تعمیر کی۔ اس پر یہ تاریخ کندہ ہے:

تاریخ

موردِ لطف و عنایاتِ شہِ والا جناب
خسروِ فرخ سیر شاہنشہِ مالک رقاب
ساخت از روی ارادت وز رسوخِ اعتقاد
مسجدے زیبا بنا و سجدہ گاہی شیخ و شاب
ہاسروشِ غیب ہاتف گفت در گوشِ خرد
سالِ تاریخِ بنایش بیت ربّی مستجاب

۱۱۳۰

(ص ۳۰۳)

رفیع الدرجات کی قبر

تخت نشینی کے تین مہینے گیارہ دن بعد ۱۹ ر رجب ۱۱۳۱ھ مطابق (۱۷۱۹ء) کو اس کا انتقال ہوا، اور خواجہ قطب الدینؒ کی درگاہ میں اسے دفن کر دیا گیا۔ اس کی ماں کا نام نور النسا تھا۔

(ص ۳۰۴)

Marfat.com

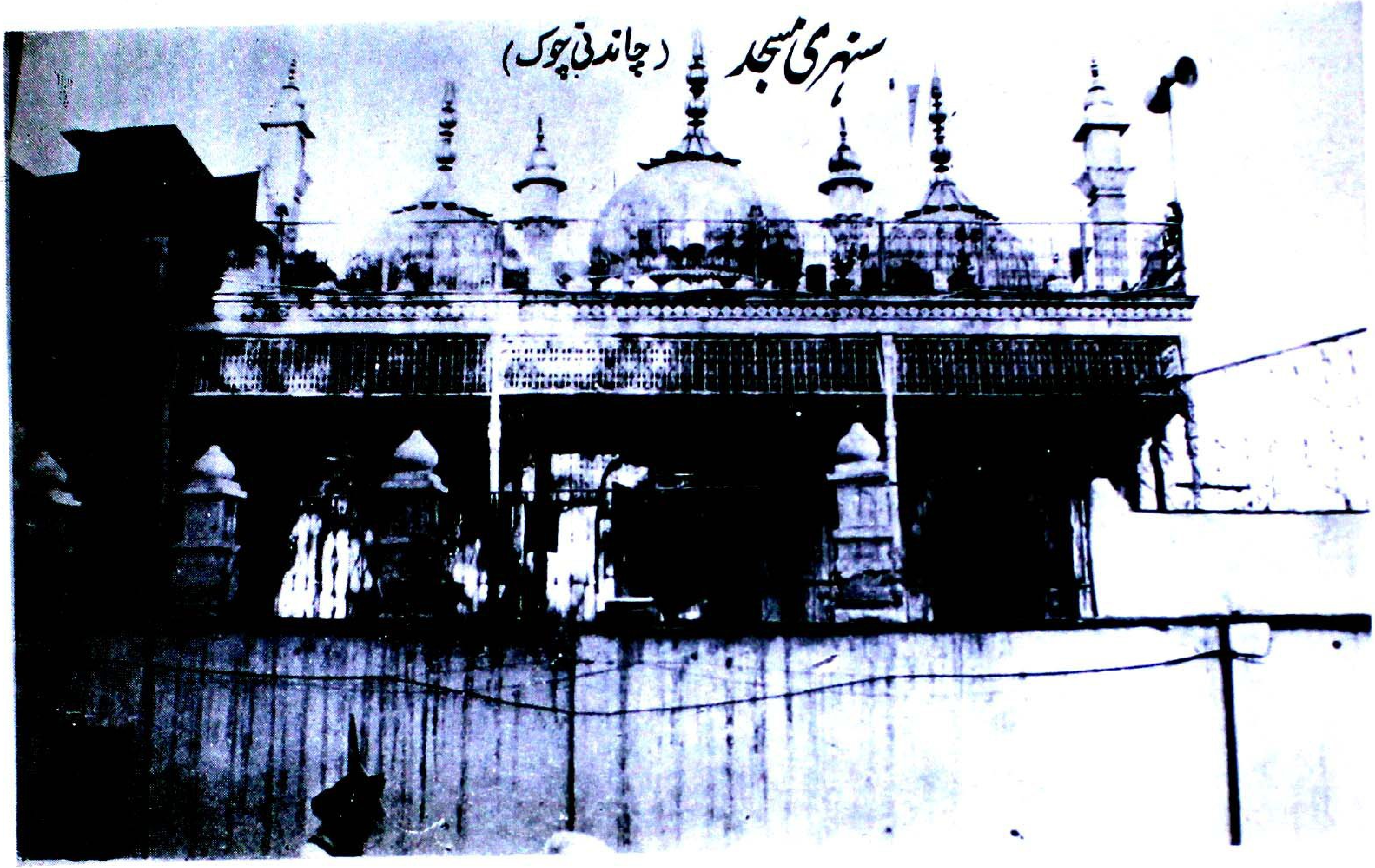

سنہری مسجد (چاندنی چوک)

Marfat.com

Marfat.com

شمس الدین رفیع الدولہ محمد شاہ جہاں ثانی (رفیع الدرجات کے بڑے بھائی) کا مزار

سات ذیقعدہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری (مطابق ۱۷۱۹ء) کو اکبر آباد میں انتقال ہوا۔ ..... اس کی لاش کو دہلی لایا گیا اور درگاہ قطب الدین (بختیار کاکیؒ) میں اس کے بھائی کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔

(ص ۳۰۵)

سنہری مسجد

یہ مسجد اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔ اسے نواب روشن الدولہ محمد شاہی نے ۱۱۳۴ ہجری، مطابق (۲۲-۱۷۲۱ء) میں شاہ جہاں آباد میں تعمیر کیا۔ اس عمارت کے بُرج طلائی ہیں، اس لیے سنہری مسجد کے نام سے مشہور ہو گئی ہے۔ کوتوالی چبوترے کے قریب واقع ہے اور اس کی پیشانی پر یہ تاریخ مرقوم ہے:

تاریخ

بعہدِ بادشاہِ ہفت کشور
سلیماں فر، محمد شاہِ داور
بہ نذرِ شاہ بھیکہ آن قطبِ آفاق
شد این مسجد بزینت در جہاں طاق
خدا با نیست لیک از روی احسان (کذا)
بنام روشن الدولہ ظفر خان
بتاریخش ز ہجرت تا شمار است
ہزار و یکصد و سی و چہار است
۱۱۳۴

(ص ۳۰۸)

Marfat.com

شرف الدّولہ کی مسجد

یہ مسجد اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے برج پتھر کے بنائے گئے ہیں۔ اس مسجد کے پاس مدرسہ ہے اور یہ مسجد اور مدرسہ نواب شرف الدولہ نے ۱۱۳۵ ہجری (مطابق ۲۳-۱۷۲۲ء) میں عہدِ محمد شاہ میں بنایا تھا۔ یہ مسجد شاہ جہاں آباد کے بازار دریبے میں واقع ہے۔ مسجد کی پیشانی پر تاریخ کے یہ اشعار منقوش ہیں۔

تاریخ

در زمانِ شہِ خورشید سریر
ظلِّ حق ماہِ زمیں شاہِ زمان
ناصرالدّین کہ محمد شاہ است
تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدّولہ بنا فرمودہ
مسجد و مدرسۂ عالی شان
این دو بیت الشرفِ علم و عمل
ہمچو سعدین فلک کردہ قرآن
سالِ تاریخِ بنا، گفت خرد
قبلۂ حجِ ارادت کیشان

۱۱۳۵

(ص ۳۰۸)

مسجد روشن الدّولہ

یہ مسجد بہت نفیس و لطیف ہے۔ سراپا طلائی تھی۔ نواب روشن الدولہ نے عہد محمد شاہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بادشاہ میں ۱۱۳۷ ہجری (مطابق ۲۵-۱۷۲۴ء) میں تعمیر کی۔ شاہ جہاں آباد کے موضع قاضی واڑے کے قریب واقع ہے۔ یہ وہی مسجد ہے کہ جس میں بیٹھ کر نادر شاہ نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ یہ چند شعر اس کی پیشانی پر بہ طورِ تاریخ مرقوم ہیں :

تاریخ

شکر حق کز یمن فیض سیدِ عرفان پناہ
شاہ بھیکہ آن مرشدِ کامل ولایت دستگاہ
در زمانِ شاہ اسکندر نشان جمشید قدر
معدلت گستر، محمد شاہِ غازی بادشاہ
روشن الدولہ ظفر خاں صاحبِ جود و کرم
کرد تعمیرِ طلائی مسجدِ عرش اشتباہ
مسجدے کاندر فضاءِ صحن قدرش آسمان
کردہ از تارِ شعاعِ مہر جاروبِ نگاہ
حوض صاف او نشان از چشمۂ کوثر دہد
ہر کہ از آبش وضو سازد شود پاک از گناہ
سالِ تاریخش رسائے یافت از الہامِ غیب
مسجدے چوں بیتِ اقصیٰ، مہبطِ نورِ الٰہ

(ص ۳۰۹)

شاہِ مرداں

دہلی میں ایک عمارت ہے کہ جہاں ایک پتھر پر قدم کا نشان بنا دیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے قدم کا نشان ہے اور اس نقشِ پا کو سنگِ مرمر کے حوض

Marfat.com

میں نصب کیا ہے۔ اس کے گرد خواجہ حافظ کا یہ شعر منقوش کر دیا ہے:

بیت

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

۱۱۳۷

ہر مہینے کی بیس تاریخ (چاند کی) کو مسلمان زیارت کے لیے جاتے ہیں اور وہاں عورتوں اور مردوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ اس عمارت کا احاطہ پختہ ہے اور اس کے شمالی دروازے پر جو گیارہ سو باسٹھ ہجری میں تعمیر ہوا تھا، یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

قال محمد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ۱۱۶۲ھ در عہدِ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی بہ موجب ارشاد نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانیہ باہتمام نواب بہادر جاوید خاں صاحب بسر براہے خاکسار لطف علی خاں تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد۔

(ص ص ۳۰۹-۳۱۰)

باغ ناظر روز افزوں۔

یہ باغ عہدِ محمد شاہ میں غالباً ۱۱۳۹ ہجری (مطابق ۱۷۲۶-۱۷۲۷ء) میں تعمیر ہوا تھا۔ باغِ مذکور شاہ جہاں آباد میں روضۂ قطب (درگاہ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ) میں واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف چہار دیواری بنائی ہے اور اس میں بہت خوب صورت مکان بنائے ہیں۔ باغ کے دروازے پر یہ تاریخ کندہ ہے:

تاریخ

بفرمانِ محمد شاہِ عادل
کہ بر فرقش بود تاجِ مبارک

Marfat.com

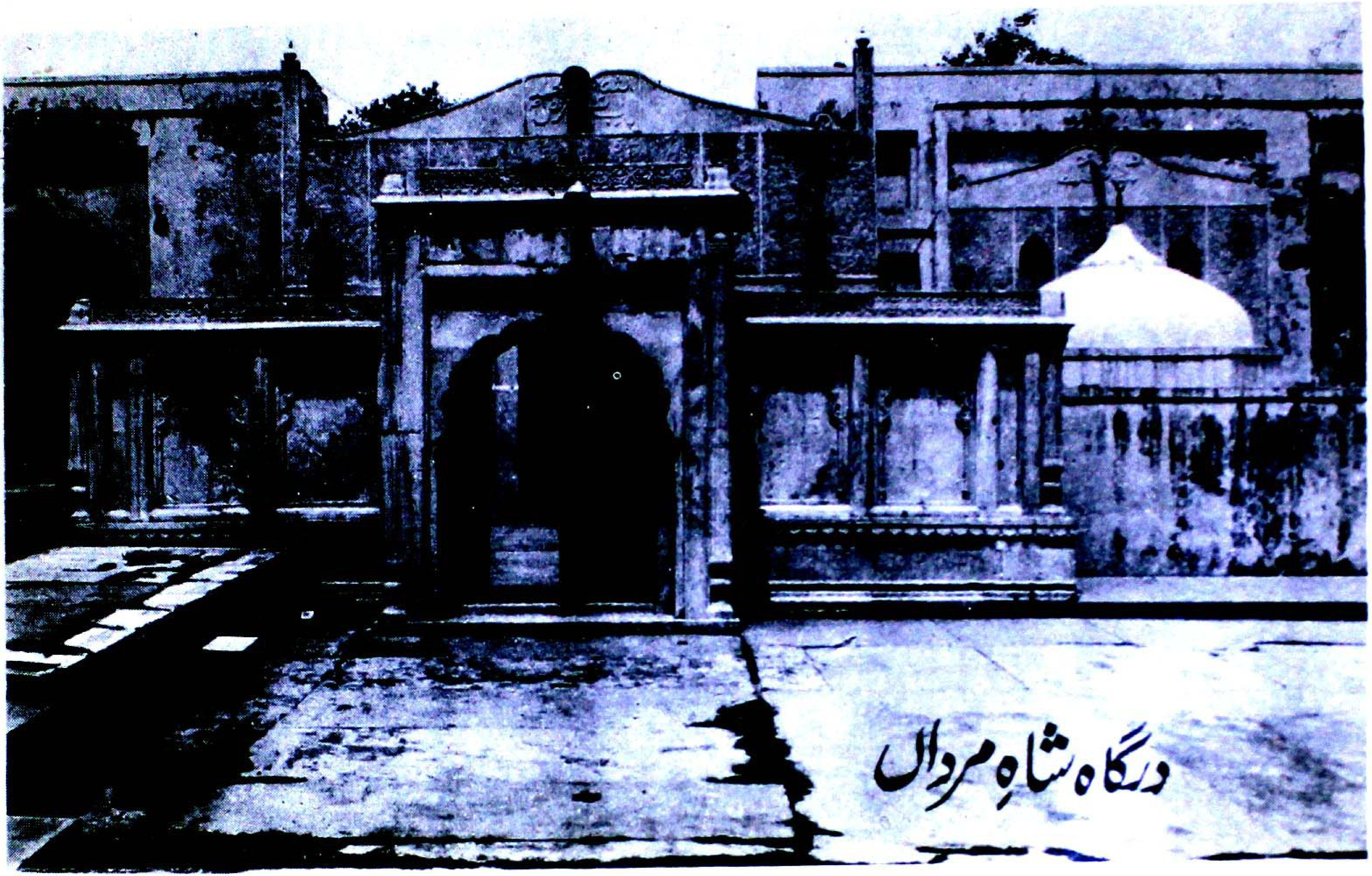

Marfat.com

Marfat.com

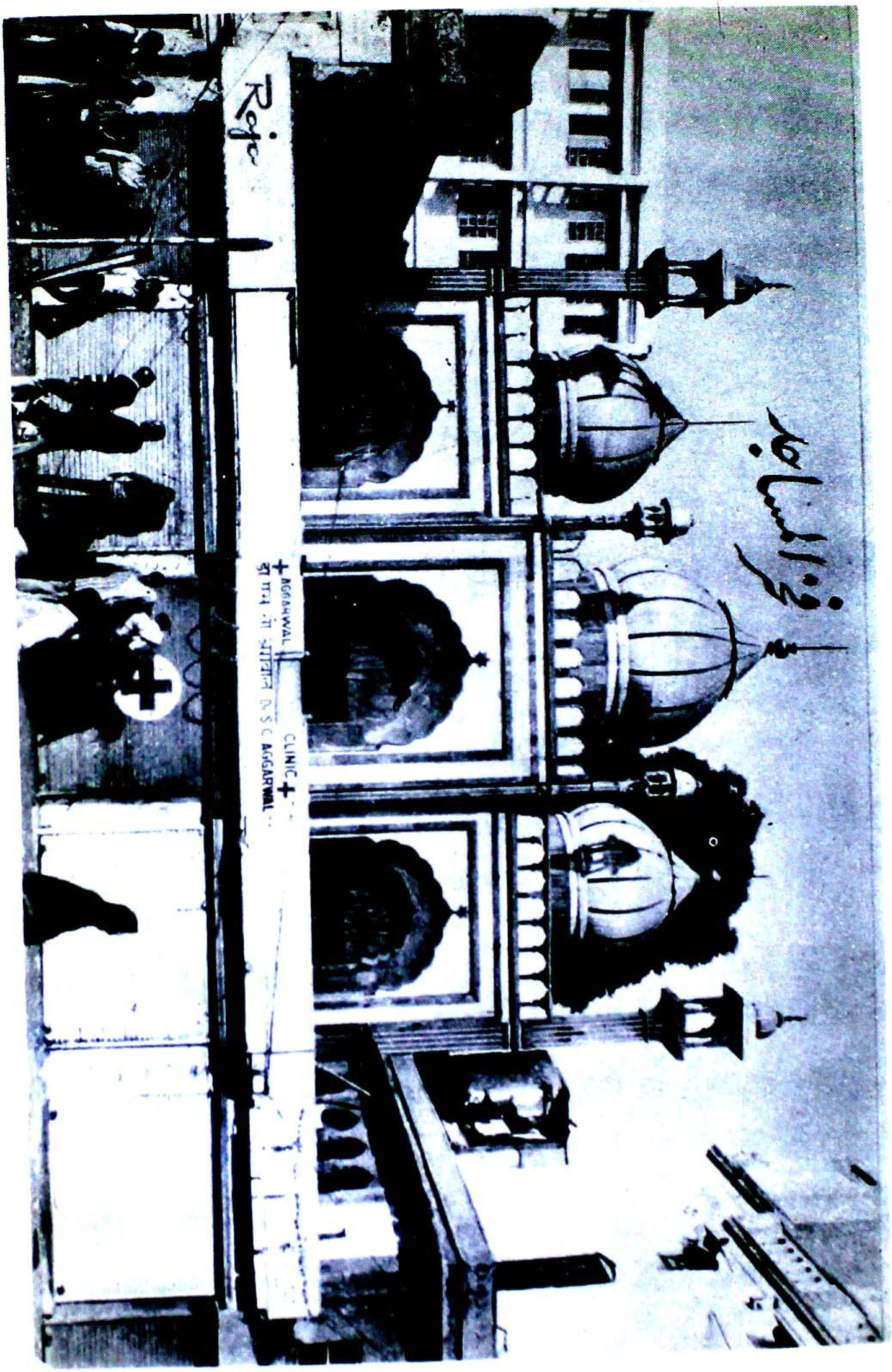

Marfat.com

Marfat.com

"

بنائے گلشنے در قطب گر دید
کہ گلہایش زند رضوان تبارک
بود سرسبز دایم روز افزوں
بحقِ سورۂ صاد و تبارک
پئے تاریخِ سالش، گفت ہاتف
خدایا ایں بود باللہ مبارک

(ص ۳۱۴)

فخر المساجد

اس خوب صورت مسجد کو نواب شجاعت خاں کی بیوہ فخر النسا بیگم نے شوہر کی وفات کے بعد ایک ہزار ایک سو اکتالیس ہجری مطابق ۱۷۲۸ - ۲۹ء میں بنایا تھا۔ شاہ جہاں آباد میں کشمیری بازار کے قریب واقع ہے۔ مسجد کے باہر کے دروازے پر فخر المساجد کندہ ہے، اور مسجد کی پیشانی پر یہ شعر لکھے ہوئے ہیں:

خانِ دین پرور، شجاعت خاں بہ جنت یافت جا
با رضائے حق تعالیٰ، از طفیلِ مرتضیٰ
صدر خاتونان کنیز فاطمہ فخرِ جہاں
یادگارش ساخت ایں مسجد بہ فضلِ مصطفیٰ

(ص ۳۱۴)

محمد شاہ کی قبر

محمد شاہ (محمد شاہ بادشاہ) کا مجر، بے نہایت لطیف اور نفیس بنایا ہے۔ ان کی والدہ کی قبر کے برابر، نظام الدین اولیاؒ کے مزار کے پائیں میں احاطے کے اندر ہی واقع ہے۔

(ص ۳۲۷)

Marfat.com

مقبرہ صفدر جنگ

صفدر جنگ دلّی سے صوبۂ اودھ کی طرف جا رہے تھے۔ ابھی وہ پاپڑ گھاٹ میں تھے اور ابھی صوبۂ اودھ سے تین منزل کے فاصلے پر تھے کہ ان کے پھوڑے میں شدید درد ہوا۔ برہان الملک کے بھی ایسا ہی پھوڑا نکلا تھا۔ ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ ہجری (مطابق ۱۷۵۴ء) میں ان کا انتقال ہو گیا۔ کچھ دن کے لیے ان کی لاش فیض آباد کے گلاب باڑی میں بطور امانت دفن کی گئی۔ اس کے بعد شاہجہاں آباد لائی گئی۔ ان کا مقبرہ درگاہ شاہِ مرداں کے متصل ایک شاندار عمارت میں ہے جس میں رنگین پھولوں سے بھرے ہوئے باغ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقبرے کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ مقبرے میں یہ تاریخ کندہ ہے:

تاریخ

چو آں صفدرِ عرصۂ مردمی
زدارِ فنا گشت رحلت گزیں
چنیں سالِ تاریخ اوشد رقم
کہ بادا مقیمِ بہشتِ بریں

(ص ۳۳۵)

عزیز الدّین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ غازی کا مزار

۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری (مطابق ۱۷۵۹ء) کو انھیں قتل کیا گیا اور ان کی لاش اوپر سے دریا کی طرف جمنا کی ریتی میں پھینک دی گئی۔ چھے گھڑی بعد ان کی لاش ایک کسان کو ملی۔ ہمایوں کے مقبرے میں انھیں دفن کیا گیا۔

(ص ۳۴۱)

Marfat.com

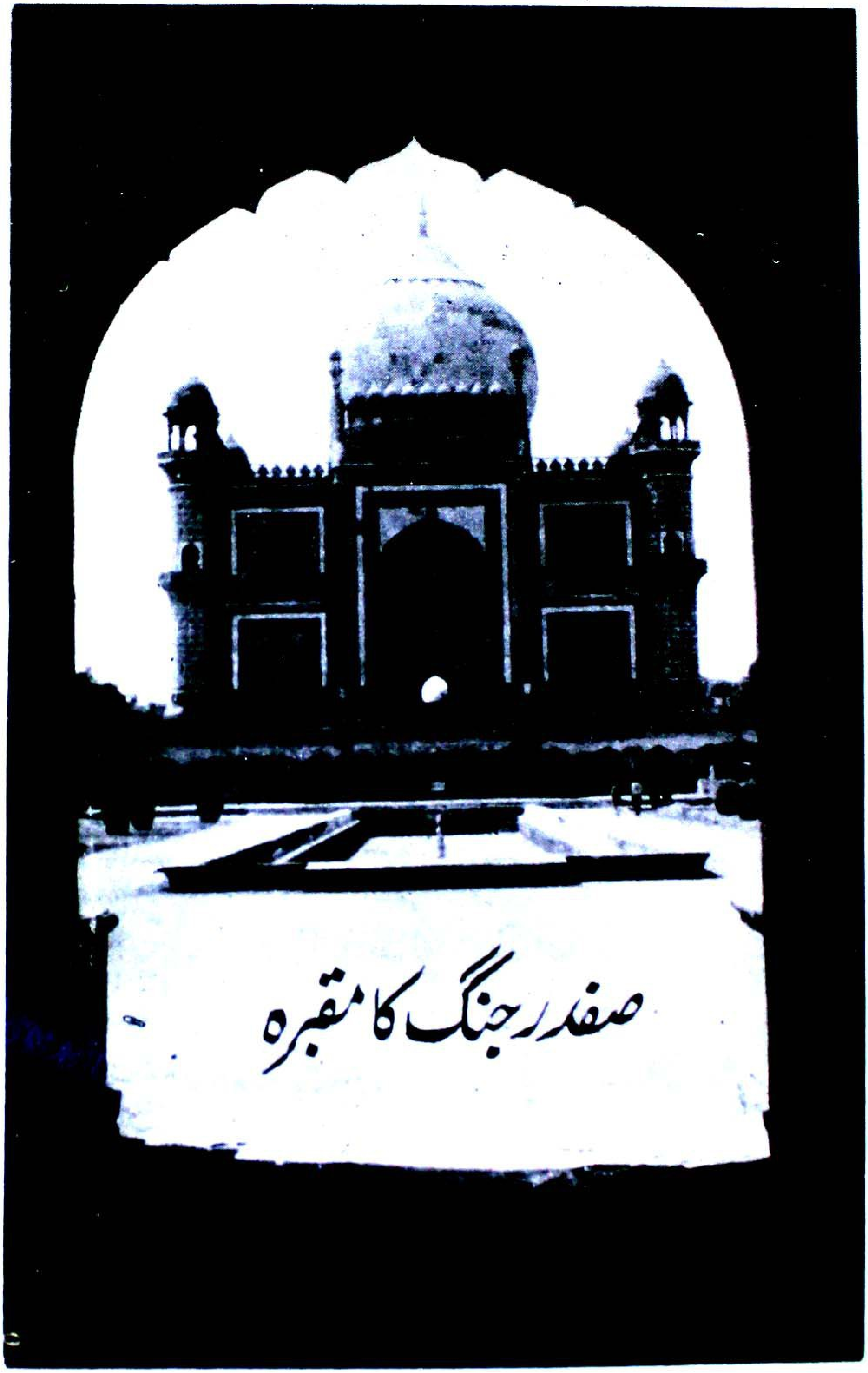

صفدر جنگ کا مقبرہ

Marfat.com

Marfat.com

مقبرہ مرزا نجف خاں

Marfat.com

Marfat.com

مرزا مظہر جانِ جاناں کا مزار

ان کا مزار شاہ جہاں آباد میں شاہ غلام علی کی خانقاہ میں ہے۔ ۱۱۹۴ ہجری یا ۱۱۹۵ ہجری (مطابق ۱۷۸۰ ۔ ۱۷۸۱ء) کے ماہ محرم میں انھیں قتل کیا گیا۔

(ص ۳۵۸)

مرزا نجف خاں کا مزار

۸ ر جمادی الآخر ۱۱۹۶ ہجری مطابق ۲۲ ر اپریل ۱۷۸۲ء میں انچاس سال کی عمر میں شاہ جہاں آباد میں انتقال ہوا۔ انھوں نے شاہ مرداں کے قریب زمین خریدی تھی، وہیں مدفون ہوئے۔

(ص ۳۵۹)

مولانا فخر الدین کا مزار

ان کا مزار سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے، اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہ کے دروازے کے قریب مسجد کے عقب میں ہے۔ ان کے مزار پر جو تاریخ مرقوم ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ ان کا ۱۱۹۹ ہجری (مطابق ۱۷۸۴ ۔ ۱۷۸۵ء) میں انتقال ہوا۔ تاریخ یہ ہے:

تاریخ

بگذاشت فخرِ دیں چوں مہمان سرائے فانی
بر آستانہ جا داد آں قطبِ جاودانی
سالِ وصالِ آں ماہ از غیب چوں بجستم
تاریخ گفت ہاتف "خورشید دو جہانی"

۱۱۹۹ھ

(ص ۳۶۰)

Marfat.com

شاہ عالم بادشاہ کا مزار

ان کا مزار شاہ عالم بہادر شاہ کے مجحر کے متصل دہلی میں ہے اور ان کے سرہانے تاریخِ وفات کے یہ اشعار کندہ ہیں:

شد مہرِ اوجِ تاجوری در حضیضِ خاک
دردا کہ از غبارِ کسوفِ اجل نہاں
یعنی کہ شاہِ عالم عالم پناہ کرد
زیں عالم انتقال بہ نزہت گہِ جناں
سید نوشت خامۂ معجز طرازِ من
بیتی کہ سال آنست زہر مصرعی عیاں
دلے آفتاب روے زمین بودہ پیش ازیں
شد آفتاب زیرِ زمیں آہ واہماں

۱۲۲۱ھ

(ص ۳۷۵)

مجلسِ خانہ

دہلی میں درگاہ شاہِ مرداں کے قریب یہ عمارت ہے۔ اسے محمد اکبر شاہ ثانی کے حکم پر عشرت علی خاں ناظر نے ۱۲۲۳ ہجری (مطابق ۱۸۰۸-۱۸۰۹ء) میں تعمیر کیا تھا۔ ہر سال محرم میں مسلمان یہاں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرثیہ پڑھتے ہیں۔ اس وجہ سے اس عمارت کو مجلس خانہ کہا جاتا ہے۔ اس عمارت کی درج ذیل تاریخِ تعمیر وہاں نصب ہے:

تاریخ

بہ درگاہِ شاہنشہِ دوسرا ے
علی شاہِ مرداں ولیِ خدا ے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بہ حکمِ شہِ اکبرِ نام ور
چو عشرت علی خاںؔ بیاراست جائے
زسید شدم سائلِ سالِ آں
ہمیں زد رقم داد ناظر بنائے

۱۲۲۳ھ

(ص ۳۷۶)

نقار خانہ

اِس عمارت (مجلس خانہ) کے سامنے نقار خانے کا دروازہ ہے جسے صادق علی خاں نے ۱۲۳۷ ہجری میں تعمیر کیا تھا

(ص ۳۸۰)

شہزادہ مرزا جہانگیر کا مزار

۱۲۳۶ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء میں الٰہ آباد میں انتقال ہوا۔ ان کی لاش دہلی لائی گئی۔ ان کا مزار مسجد نظام الدین اولیا کے صحن میں مجر محمد شاہ بادشاہ کے متصل ہے۔ ان کا اور محمد شاہ بادشاہ دونوں کے مجر سنگِ مرمر کے اور ایک ہی انداز کے ہیں۔

(ص ۳۷۹)

شاہ محمد آفاق کا مزار

یہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں اور شیخ ضیا الدین کے خلیفہ تھے۔ ۷ محرم ۱۲۵۱ ہجری (مطابق ۱۸۳۵ء) کو ان کا انتقال ہوا۔ شاہ جہاں آباد کے مضافات میں مغل پورہ میں مدفون ہوئے۔

(ص ۳۹۱)

Marfat.com

اکبر شاہ ثانی کا مزار

ان کا اور ان کے باپ کا مزار شاہ عالم بہادر شاہ کے مجحر کے قریب دلّی میں ہیں۔

(ص ۳۹۴)

Marfat.com

خلاصۃ التواریخ

مولّفہ

منشی سجان رائے بھنڈاری

صوبۂ دار الخلافت شاہجہاں آباد:

ہندی (غالباً سنسکرت سے مُراد ہے) اور فارسی تاریخوں کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ پُرانے زمانے میں ہندوستان کے فرمانرواؤں کی تخت گاہ ہستنا پور تھی۔ (یہ شہر) دریائے گنگا کے کنارے تھا۔ اس زمانے میں یہ شہر بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ اگرچہ اب تک آباد ہے لیکن زیادہ آبادی نہیں ہے۔ (ص ۲۸)

شہر اندرپت:

پانڈوں اور کوروں کی فرمانروائی کے زمانے میں ان دونوں فریقوں میں اختلاف اور تنازع پیدا ہو گیا۔ پانڈو ہستنا پور سے دریائے جمنا کے کنارے اندرپت شہر میں آگئے اور (اس شہر کو) اپنا دارُالسلطنت بنا لیا۔ (ص ۲۸)

شہر دلّی:

عرصۂ دراز کے بعد ۴۴۰ بکرماجیت میں راجا انگ پال نے اندرپت کے قریب شہر دلّی

Marfat.com

آباد کیا۔ (ص ۲۸)

قلعہ رائے پتھورا:

اس کے بعد سنہ ایک ہزار دوسو اور کچھ بکرما جیت میں اپنے نام سے قلعہ اور شہر بنایا۔
سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش قلعہ رائے پتھورا میں رہے۔

(ص ۲۸)

مرزغن:

(اس کے لغوی معنی دوزخ اور قبرستان کے ہیں)

سلطان غیاث الدین بلبن نے ۶۶۶ھ (۱۲۶۸۔۱۲۶۷ء) میں ایک اور قلعے کی بنیاد رکھی۔
اور اسے مرزغن کے نام سے موسوم کیا۔ (ص ۲۸)

شہر کیلو کھڑی:

۶۸۶ھ (۱۲۸۸۔۱۲۸۷ء) میں معزالدین کیقباد نے دریائے جمنا کے کنارے ایک اور
شہر آباد کیا جو دل کشا عمارتوں پر مشتمل تھا اور کیلو کھڑی اس کا نام رکھا۔ چناں چہ کتاب "قران السعدین"
(معزالدین کیقباد کی فرمائش پر امیر خسرو نے یہ مثنوی لکھی تھی جس میں کیقباد اور کیلو کھڑی کی مختلف
عمارتوں کی تعریف ہے) میں امیر خسرو اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (ص ۲۸)

کوشک لعل اور کوشک سیری:

سلطان جلال الدین خلجی نے شہر کوشک لعل اور سلطان علاءالدین نے کوشک سیری نام سے
شہر آباد کیا اور ان کو دارالسلطنت بنایا۔ (ص ۲۸)

تغلق آباد:

۷۲۵ھ (۱۳۲۵۔۱۳۲۴ء) میں سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے تغلق آباد نام سے

Marfat.com

قصر ہزار ستون

Marfat.com

Marfat.com

شہر بنایا۔ (ص ۲۸)

قصر ہزار ستون:

(غیاث الدین تغلق) کے بیٹے سلطان محمد فخر الدین جونا نے (محمد شاہ تغلق) ایک اور شہر کی بنیاد رکھی اور ہزار ستون نام سے ایک بہت بلند قصر تعمیر کیا اور سنگِ رخام (سنگِ مرمر کے انداز کا سفید پتھر۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ سنگِ مرمر ہی ہوتا ہے) سے اسے بنایا۔ (ص ۲۸)

فیروز آباد:۔

۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں فیروز شاہ تغلق نے فیروز آباد نام سے ایک بڑا شہر آباد کیا اور جمنا کو کاٹ کر قریب لے آیا۔ فیروز آباد میں ایک کوشک تعمیر کیا اور اس میں مینارۂ جہاں نما بنایا۔ (یہ منارہ) اب تک ایک چھوٹی سی پہاڑی پر قائم ہے۔ عوام اس کو فیروز شاہ کی لاٹھ کہتے ہیں۔

(ص ۲۸)

مبارک آباد:

سلطان مبارک شاہ نے مبارک آباد (نام کا شہر) آباد کیا۔

(ص ص ۲۸ - ۲۹)

دین پناہ:

حضرت نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے ۹۳۸ھ (۳۲-۱۵۳۱ء) میں اندر پت کے قلعے کی مرمت کی اور اس میں کچھ نئی تعمیرات کیں۔ دین پناہ نام رکھا اور اسے دار الخلافہ مقرر کیا۔

(ص ۲۹)

شیر شاہ کا شہر:

شیر شاہ افغان نے شہر علائی کو کہ کوشک سیری کے نام سے مشہور تھا، ویران کر کے

Marfat.com

ایک اور شہر کی بنیاد رکھی۔ (ص ۲۹)

قلعہ سلیم گڑھ:

۹۵۳ھ (۱۵۴۶-۱۵۴۷ء) میں اس (شیر شاہ سوری) کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڑھ تعمیر کیا کہ جو آج تک دریائے جمنا کے بیچ میں شاہ جہاں آباد کے قلعے کے سامنے موجود ہے۔ اگرچہ ان فرمانرواؤں نے "جو شہر بھی آباد کیا" اسے دارالسلطنت بنا لیا لیکن دوسرے دارالخلافوں (ملکوں) میں ہندستان کے حکمرانوں کا دارُ السلطنت دلّی ہی مشہور تھا۔
(ص ۲۹)

شاہ جہاں آباد:

حضرت شہابُ الدّین محمد شاہ جہاں بادشاہ غازی صاحب قِران ثانی نے اپنے بارہویں سال جلوس مطابق ۱۰۴۸ھ میں دلّی کے قریب ایک شہر آباد کیا اور شاہ جہاں آباد اس کا نام رکھا۔ اس شہر کے آباد ہونے سے قدیم بادشاہوں کے بنائے ہوئے تمام شہروں کی رونق ماند پڑ گئی اور (تمام شہر اس میں شامل ہو گئے) شاہ جہاں آباد نام سے مشہور ہو گئے۔ جس طرح کہ دریائے گنگا میں جب دوسرے دریا گرتے ہیں تو اُن کا نام بھی دریائے گنگا ہو جاتا ہے۔ (ص ۲۹)

لال قلعہ:

(اس شہر کا) قلعہ سنگِ سُرخ سے بہت مضبوط بنایا گیا۔ اور اس قلعے کی پاکیزہ اور طرح طرح کی فرحت بخش عمارتیں اور نشیمن اور عظیم الشان ایوان، بہتی ہوئی نہریں، بڑے بڑے تالاب، وسیع حوض، اونچے اونچے فوّارے، سدا بہار باغ، پھلوں سے لدے درخت ـــــ ہر چیز جنّت کی یاد دلاتی ہے اور ہر قطعۂ فردوس معلوم ہوتا ہے۔ ہر قصر، قصرِ قیصری سے زیادہ خوبصورت لگتا ہے، اور اس کا ہر ایوان، ایوانِ کسریٰ کی طرح دل کو لبھاتا ہے۔ ے

Marfat.com

لال قلعہ۔ دِلّی دروازہ

Marfat.com

Marfat.com

چو جنت بر زمینش ہر مکانی
بُود در ہر مکانی، بوستانی
خیابانش چناں عشرت سرشت است
کہ گویا کوچہا، راہِ بہشت است
ہوایش دل کشاؤ دل نشین است
طراوت خانہ زادِ ایں زمین است

(قلعے کے گرد) ایک چوڑی خندق ہے جو اتنے صاف و شفاف پانی سے بھری ہوئی ہے کہ اندھیری رات میں ریت کا ایک ایک ذرہ نظر آتا ہے (خندق کی) گہرائی کا یہ حال ہے کہ مچھلیاں ماہی زمین سے باتیں کرتی ہیں۔ ؎

درتہہ آبش، ز صفا، ریگ خورد
کور تواند، بدلِ شب شمرد
عمق درو کار بجای رسید
کز تہہِ آن گشت زمیں ناپدید

مشرق کی طرف جمنا قلعے کی پابوسی کا شرف و افتخار حاصل کرتی ہے اور ہزار ہا آب و تاب کے ساتھ بہتی ہے۔ کوہ سرمور کے پاس سے جمنا سے ایک نہر کاٹ کر لائی گئی ہے اور وہ کوچوں اور بازاروں سے گزر کر شہر کی رونق بڑھاتی ہے اور اہل شہر کو فیض پہنچاتی ہے۔ شاہی محل (لال قلعہ) میں داخل ہوکر یہ نہر تالابوں اور حوضوں کو بھرتی ہے اور باغوں کو شاداب کرتی ہے۔ یہ نہر فواروں کے راستے باہر نکل کر عجیب و غریب منظر پیش کرتی ہے۔

(ص ۲۹)

حصار شہر پناہ:

شہر کی فصیل اینٹ اور پتھر سے بنائی گئی ہے۔ جس کا گھیرا اتنا بڑا ہے کہ قیاس میں بھی نہیں آسکتا۔ اس فصیل کے باہر اور اندر کی آبادی اتنی زیادہ ہے کہ بیان سے باہر ہے

Marfat.com

روم وزنگ، شام و فرنگ، انگلستان (سجان رائے نے یہاں انگریز لکھا ہے) ولندیز، یمن و عربستان، خراسان و خوارزم، ترکستان و کابل، زابلستان، خطا و ختن، چین، کاشغر، قلماستان، تبت و کشمیر اور ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ ان سب لوگوں نے یہاں کی وہ زبان سیکھ لی ہے، جو ہندوستان کی اصل زبان ہے اور اپنے پیشوں میں مصروف رہتے ہیں (غالباً سجان رائے کی مُراد یہ ہے کہ یہاں کی زبان سیکھ کر اپنے کاروبار میں استعمال کرتے ہیں) یہاں آبادی کی ترتیب نثر کے ان فقروں کی طرح ہے، جو باہم مربوط ہوتے ہیں اور آبادی کا طریقہ نظم کے شعروں کی طرح ہے، جو ایک دوسرے سے پیوست ہوتے ہیں۔ اس کی دل کشا عمارتیں بہت خوب صورت اور تعمیرات فرح بخش جاں فزا ہیں۔

(ص ۳۰)

دلی کے گلی کوچے:

اس کے کوچے خیابانِ گلشن کی طرح سجے ہوئے اور ہر محلّے کے چوک باغ کی طرح خوب صورت اور دل فریب نظر آتے ہیں۔ ہر گھر میں سدا بہار باغ لگے ہوئے ہیں اور ہر کوچے میں پانی سے لبریز نہریں ہیں۔ اس کے بازار کی سڑکیں کہکشاں کی طرح دل آویز اور خوب صورت اور اس کی دُکانیں دلبروں کی ابروؤں کی طرح طربناک ہیں۔ (ص ۳۰)

دلّی کے بازار:

بازاروں میں ہر ملک کی نادر اور بہترین چیزیں اور ہر بندرگاہ کا سامان اور دنیا کی عجیب وغریب چیزیں موجود ہیں۔ بدخشاں کے لعل، یاقوت، مروارید، مرجان، بہترین موتی اور چمکتے ہوئے قیمتی پتھروں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اور طرح طرح کے ہتھیار، کھانے پینے کا سامان، قسم قسم کی دوائیں، عطریات اور آلات کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور ہر ملک کے طرح طرح کے خشک و تر میوے کھانے پینے کا شوق رکھنے والے لوگوں کے ذوق کی آسودگی ہوتی ہے۔ عجیب و غریب ہاتھی، بادرفتار گھوڑے، باربردار اور تیز رفتار ساڈنیاں ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتی ہیں اور روز خرید و فروخت

Marfat.com

کا ہنگامہ گرم رہتا ہے۔ گاہکوں اور دُکان داروں کی غیر معمولی بھیڑ ہوتی ہے اور تجملاتِ بادشاہی کا سامان اور سلطنت کے کارخانہ جات کی ضروریات ایک ہی دن میں خریدی جاسکتی ہیں۔ ہزاروں ں کا ساز و سامان ذراسی دیر میں خریدا جاسکتا ہے۔ (یہاں چار فارسی شعر دیے گئے ہیں' یں ترک کیا جاتا ہے) (ص ۳۰)

جامع مسجد:

اگرچہ ہر کوچہ و بازار میں مسجدیں، عبادت گاہیں، خانقاہیں اور مدرسے تعمیر کیے گئے ہیں، جہاں لوگ دنیا و عقبیٰ کا سامان حاصل کرتے ہیں، لیکن ۱۰۶۰ھ مطابق ۲۴ سال جلوس شاہجہانی میں شہر کے بیچوں بیچ سُرخ پتھر سے ایک بڑی مستحکم جامع مسجد بنائی گئی ہے۔ (یہ مسجد اتنی بلند اور رفیع ہے کہ مؤذن کی آواز فرشتوں کے کانوں تک پہنچتی ہے اور اتنی وسیع ہے کہ اس میں ایک دُنیا سما جائے۔ اس کے منبر کی بلندی سے شریعت کو عروج حاصل ہے، اس کی محراب سجدہ گاہِ اہلِ طریقت ہے، اس کے گنبد، گنبدِ آسمان کی طرح بلند، اس کے مینار آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہیں۔ اس کے در اہلِ ہمت کے دروازوں کی طرح کشادہ، اس کے حجرے اربابِ ریاضت کی عبادت گاہ، اس کے برج اور نشیمن طالب علموں کی درس گاہ، اس کا صحن کدورت سے پاک صاف لوگوں کے دل کی طرح اور اس کا حوض حوصلہ مند لوگوں کی طرح فیض پہنچانے والا (یہاں فارسی کے تین شعر ہیں جنھیں چھوڑا جاتا ہے) (ص ۳۱)

بادشاہی حمام:

سجان رائے نے حمام کی صرف شاعرانہ تعریف کی ہے اور کوئی کام کی بات نہیں بتائی اس لیے وہ عبارت ترک کی جاتی ہے۔ خلیق) (ص ۳۱)

شاہ جہاں آباد کی تعریف میں:

القصہ یہ ایک شہر ہے جو بہت وسیع ہے اور دار الخلافہ ہے اور ہفت اقلیم کے سیاحوں کا

Marfat.com

مرکز ہے۔ دنیا کی سیر کرنے والوں نے اتنا بڑا اور اتنی زیادہ آبادی والا شہر روئے زمین پر نہیں دیکھا۔ روم کا دارالسلطنت استنبول اپنی وسعت کی وجہ سے مشہور ہے لیکن (شاہ جہاں آباد) کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔ قزوین اور اصفہان جیسے شہر جو والیِ ایران کے دارالخلافہ ہیں، لطافت و خوبی میں اُن کی بہت شہرت ہے۔ اس کے ایک محلّے کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہاں کے شعرائے مظہر بلاغت وکمال اور فصحائے ارباب حال وقال نے اس شہر کی خوبیوں میں بے مثال نظم ونثر لکھی ہیں (منشی سجان رائے نے یہاں دس فارسی شعر نقل کیے ہیں جنھیں ہم نے ترک کر دیا ہے)۔

(ص ۳۲)

مقبرہ ہمایوں:

اس بڑے شہر کے اطراف میں پرانے بادشاہوں کے بہت سے مقبرے ہیں لیکن سب سے زیادہ مشہور مقبرہ حضرت نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کا ہے جو کیلوکھڑی کیقباد میں جمنا کے کنارے واقع ہے۔ (ص ۳۳)

درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین محمد بختیار کاکیؒ:

اپنے زمانے کے مشہور ومعروف امرا، وزرا، علما اور فضلا کے مقبرے، جن کے ساتھ باغ ہیں اور اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان کی گنتی نہیں کی جا سکتی۔ غرض گزرے ہوئے لوگوں کے خواب گاہوں کی ایک جُداگانہ بستی ہے اور اسی طرح بہت سے اولیا کے متبرک مزارات اتنی زیادہ تعداد میں ہیں کہ انھیں ضبطِ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ انھی میں سے شہر سے دو تین کوس کے فاصلے پر خواجہ قطب الدین محمد بختیار کاکیؒ بن خواجہ کمال احمد موسیٰ کی درگاہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کا اصلی وطن فرغانہ ہے، لڑکپن ہی میں جذبۂ الٰہی سے سرشار ہو گئے تھے۔ حضرت خضر سے ملاقات کا موقع ملا، جس کی وجہ سے دل کے آئینہ پر صیقل ہو گیا۔ اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ خواجہ معین الدین چشتی نے خواب میں انھیں اپنی خلافت کا رتبہ عطا کیا۔ (حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے) مسافرت اختیار کر لی۔ بغداد پہنچے اور شہر کے بہت سے

Marfat.com

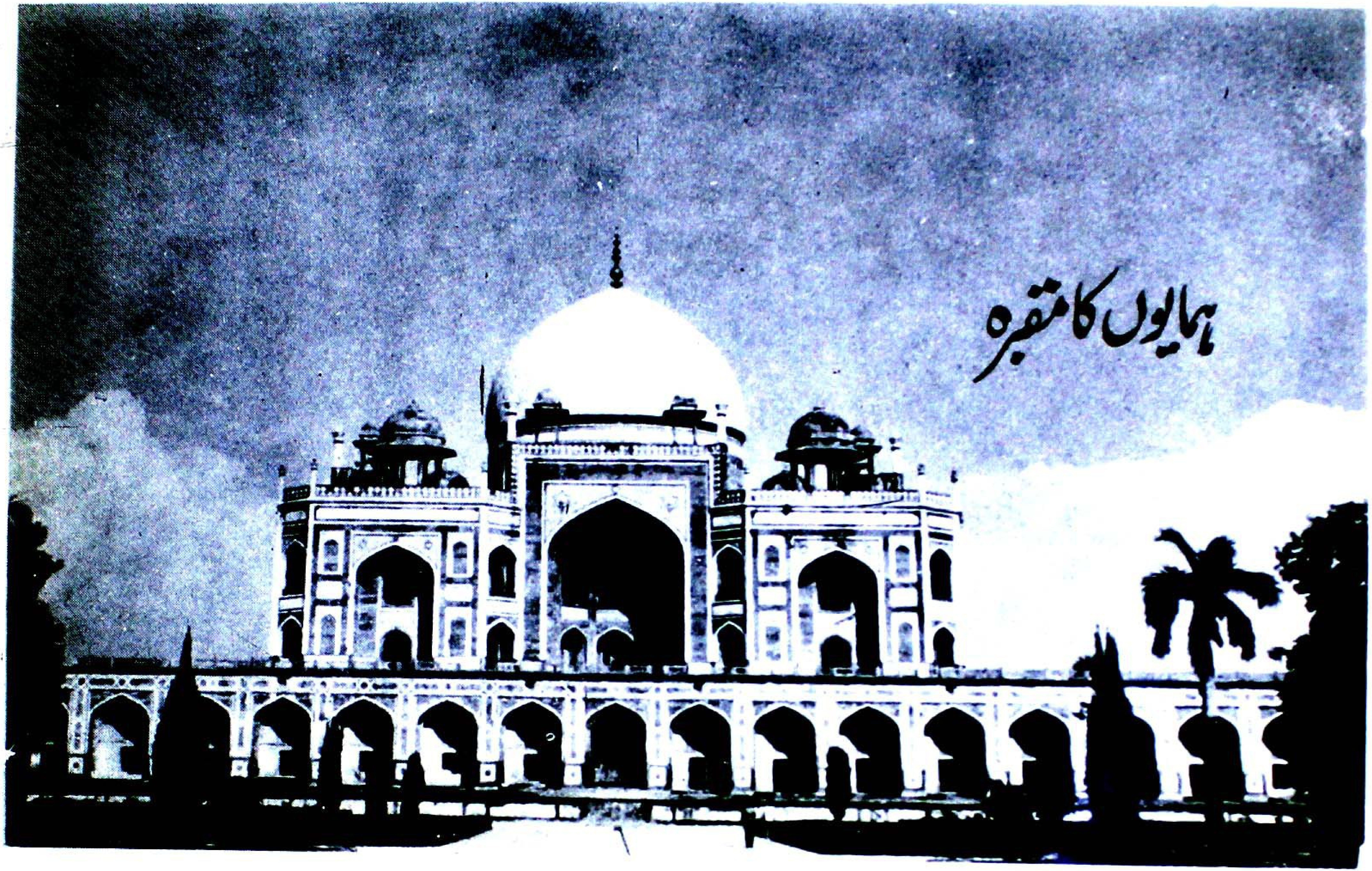

Marfat.com

Marfat.com

اولیا سے فیض پایا اور پھر ملتان آ گئے۔ یہاں شیخ بہاءُ الدین زکریا سے ملاقات ہوئی۔ سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں اپنے مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دیدار کی آرزو پیدا ہوئی اور دلی آ گئے۔ مرشد حقیقی کو بھی الہام ربانی ہوا اور وہ ملاقات کے لیے اجمیر سے دلی تشریف لے آئے۔ درگاہ الٰہی میں باریابی نے والے ایک دوسرے سے مل کر خوش ہوئے اور کچھ دن تک ساتھ رہے اور پھر خواجہ معین الدینؒ اجمیر چلے گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دلی ہی میں سکونت اختیار کر لی، اور لوگوں کو فیض پہنچایا۔ ایک مدت بعد ۱۴ ربیع الاول کی صبح ۶۳۳ھ میں اس دنیا کو خیر باد کہا۔ (ص ۳۳)

مزار حضرت شیخ نظام الدین اولیا:

اس کے نزدیک ہی شیخ نظام الدین اولیاؒ عرف محمد بور احمد دانیال (شیخ محمد احمد بن دانیال المعروف بہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ) کا مزار مظہر انوار ہے۔ آپ کی غزنین میں ۶۳۳ھ (۳۶-۱۲۳۵ء) میں ولادت ہوئی۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے تو بعض اتفاقات کی وجہ سے بدایوں آ گئے۔ یہاں علوم رسمی حاصل کیے۔ چوں کہ بحث و مباحثے میں وہ غالب رہتے تھے اس لیے نظام محفل شکن کے نام سے مشہور ہو گئے اور بیس سال کی عمر میں قصبہ اجودھن (پاک پٹن) پہنچے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر کے مرید ہو گئے۔ اس طرح گویا گنجینۂ معنوی کی چابی ہاتھ آ گئی۔ لوگوں کی رہنمائی کے لیے دہلی جانے کی اجازت حاصل کر لی۔ بہت سے طالبوں نے ان سے فیض پا کر اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔ چناں چہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ، دلی میں امیر خسرو، بنگالہ میں شیخ علاء الحق اخی سراج، چندیری میں شیخ یعقوب، مالوہ میں شیخ کمال، دھار میں مولانا غیاث الدین، اُجین میں مولانا مغیث، گجرات میں شیخ حسام الدین اور دکن میں شیخ برہان الدین اور خواجہ حسن اور دیگر مقامات پر ان کے بہت سے دوسرے خلیفہ مشہور ہیں۔ ابھی تک ان میں سے ہر ایک کے خلیفہ اور اولاد ان علاقوں میں عوام کی رہنمائی میں مصروف ہیں۔ مختصر یہ کہ بدھ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) کی صبح دن چڑھے آپ انتقال فرما گئے۔ (ص ۳۴)

Marfat.com

تورکِ جہانگیری

مولفہ

مرزا محمد ہادی

سلیم گڑھ:

۱۸ر تاریخ کو جمعرات کے دن ہم دلّی پہنچے۔ سلیم خاں افغان نے اپنے عہدِ حکومت میں دریائے جمنا کے بیچ میں ایک عمارت تعمیر کی تھی اور سلیم گڑھ اس کا نام رکھا تھا۔ ہم نے اس میں قیام کیا۔ ہمارے والدِ بزرگوار نے وہ، مرتضیٰ خاں کہ جن کا وطنِ اصلی دلّی تھا، کو یہ عمارت دے دی تھی حضرت جنّت آشیانی (ہمایوں بادشاہ) کے حکم سے خان مذکور نے دریا کے پاس پتھر کی ایک عمارت تعمیر کی جو بہت لطیف خوبصورت اور خوشنما ہے۔ اس عمارت کے نچلے حصّے میں پانی سے متصل ایک مربع چوکھنڈی بنائی گئی ہے، جس پر کاشی کاری کا کام ہے۔ ایسی ہوا دار جگہیں بہت کم ہیں۔ جن دنوں حضرت جنّت آشیانی دہلی میں تشریف رکھتے تھے تو اکثر اوقات اپنے مصاحبوں اور ہم نشینوں کے ساتھ وہاں بیٹھتے۔ میں چار دن اس عمارت میں رہا اور اپنے مقربوں اور دوستوں کے ساتھ شراب کی محفلیں سجائیں اور دادِ عیش و کامرانی دی۔

دہلی کے حاکم معظم خاں نے نذریں پیش کیں۔ دوسرے جاگیرداروں اور دوسرے لوگوں نے اپنی حیثیت کے مطابق نذریں پیش کیں۔

ہم چاہتے تھے کہ بلدۂ مذکور کے مضافات پرگنۂ پالم میں، جو شکار کے لیے مقرر ہے، ہانکہ ڈال کر شکار کریں اور کچھ دن اس شکار میں مشغول رہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ آگرے پہنچنے کی

Marfat.com

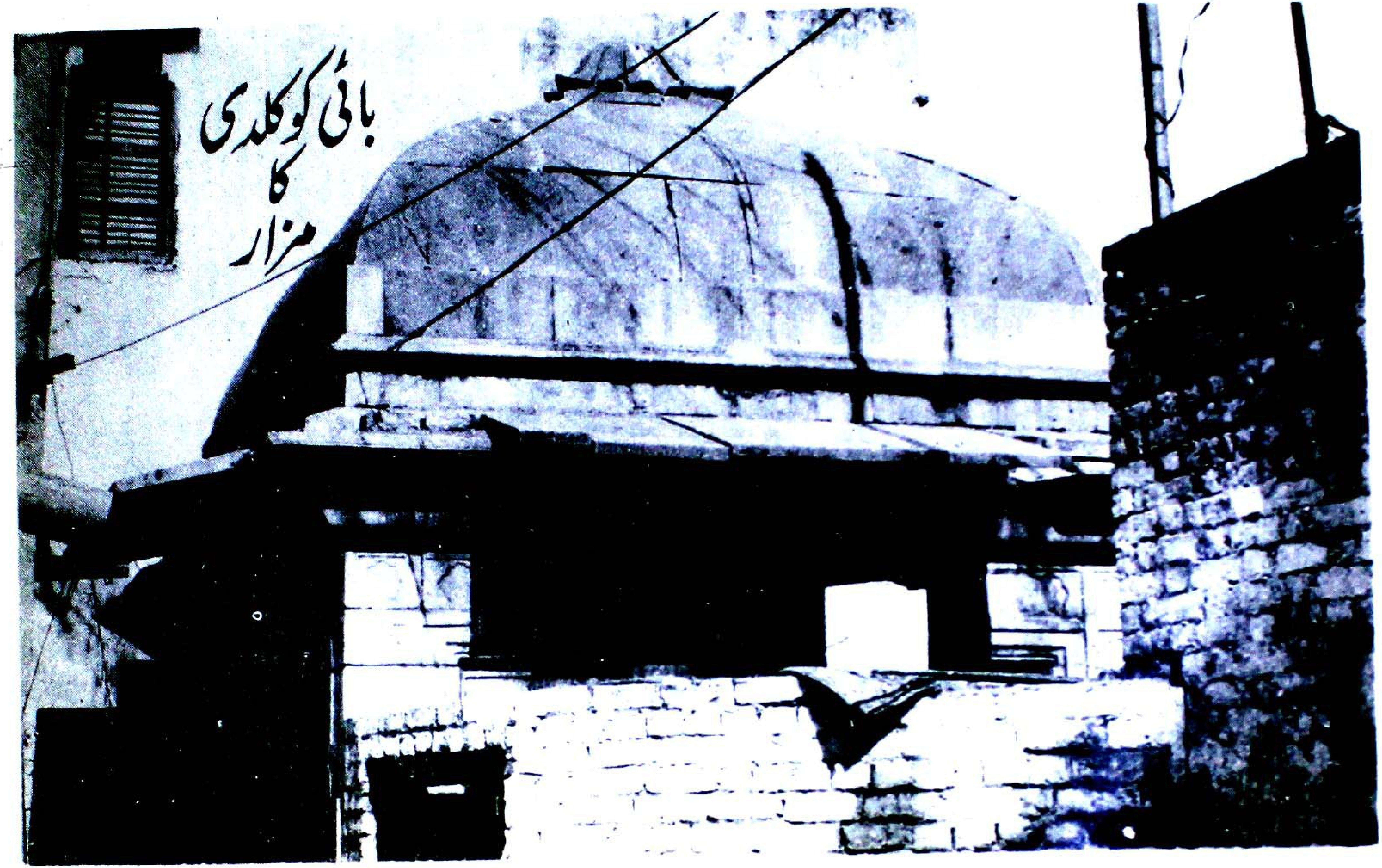

Marfat.com

Marfat.com

گھڑی (جیوتش کے حساب سے) بہت قریب آگئی ہے اور پھر قریبی زمانے میں وہ گھڑی نہیں آئے گی۔ ہم نے (شکار کا) ملتوی کر دیا اور کشتی میں بیٹھ کر دریا کے ذریعے (آگرے کے لیے) روانہ ہو گئے۔

(ص ۶۵)

Marfat.com

عملِ صالح

المؤسوم بہ

شاہ جہاں نامہ

(جلد سوم)

تصنیف : محمد صالح کنبو

ترتیب و تحشیہ : ____________ ڈاکٹر غلام یزدانی

ترمیم و تصحیح : ____________ ڈاکٹر وحید قریشی

اور

اُردو ترجمہ : ____________ ڈاکٹر ناظر حسن زیدی

دلّی کی نہر

سلطان فیروز شاہ (تغلق) نے اپنے عہدِ حکومت میں پرگنہ خضر آباد سے سفیدوں، جو اس کی شکارگاہ تھی، تک ایک نہر بنائی تھی۔ یہ نہر تیس کوس لمبی تھی۔ فیروز شاہ کی وفات کے بعد وقت گزرتا گیا۔ (نوبت یہاں تک پہنچی کہ نہر مٹی سے اٹ گئی) اور بند ہوگئی۔ حضرت عرش آشیانی (اکبر بادشاہ) کے عہد میں دہلی کے صوبے دار شہاب الدین خاں نے نہر مذکور کی مرمت کرا کے اسے جاری کیا۔ اس کے

Marfat.com

انتقال کے بعد کسی اور نے (نہر کی) تعمیر اور ترمیم کی طرف توجہ نہیں کی (بادشاہ) کے حکم سے کے مطابق منبع سے لے کر شاہجہاں آباد تک نہر کے راستے میں اونچی نیچی زمین کو ہموار کیا اور اُس کے کناروں کو سفیدوں تک کہ تیس کوس کا قدیمی فاصلہ ہے لائے اور وہاں (سفیدوں) نئی نہر کھود کر (شاہجہاں آباد کی) عمارتوں تک پہنچا دیا۔

(ص ص ۲۱-۲۲)

شاہجہاں آباد کی عمارتیں

بنیاد رکھنے کی تاریخ سے لے کر پندرہ جمادی الاوّل سال مذکور ۱۰۴۹ ہجری (مطابق ۱۶۳۹ء) میں چار مہینے دو روز تک غیرت خاں نے بڑی محنت اور تاکید سے کام کروایا۔ مسالہ اکٹھا کیا گیا اور بعض جگہوں پر بنیادیں اٹھائی گئیں۔ جب ٹھٹے کی صوبے داری پر اس کا تقرر ہوا تو اللہ وردی خاں دلی کا صوبے دار مقرر ہوا۔ اس کے زمانے میں دریائے جمنا کی طرف قلعے کی دیوار بارہ ذراع (گز) اٹھا دی گئی اور اس کے بعد مکرمت خاں کی صوبے داری کا زمانہ آیا۔ اس نے اپنے زمانے میں بڑی کوششوں سے جلوس کے بیسویں سال میں اس مبارک کام (عمارتوں کی تعمیر) کو مکمّل کر دیا۔ اس وقت شاہ جہاں بادشاہ کابل میں تھے، انھیں عمارتوں کی تکمیل کی اطلاع دی گئی، انھوں نے حکم دیا کہ نجومیوں سے کوئی مبارک ساعت نکلوا کر عرض کریں تاکہ بادشاہ اس گھڑی دلّی کے قلعے میں داخل ہوں .... ماہر اختر شناسوں نے بہت غور و فکر کے بعد چوبیس ربیع الاوّل مطابق ۲۰ فروری ۱۰۵۸ ہجری (مطابق ۱۶۴۸ء) تجویز کی۔ چوں کہ تجویز کردہ تاریخ میں ابھی دن تھے اس لیے بادشاہ کابل سے دلّی آئے۔

(ص ۲۲)

شاہ جہاں آباد

(ایک دن شاہ جہاں نے سوچا کہ دو بڑے شہر آگرہ اور لاہور ہیں۔ ان میں رومۃ الکبریٰ کی عظمت اور قسطنطنیہ کی شوکت ہے لیکن ان دونوں شہروں میں کچھ نقص ہیں۔ جمنا کے کنارے آباد ہوتے

Marfat.com

کی وجہ سے آگرہ شہر میں نشیب و فراز بہت ہیں۔ لاہور کا بھی تقریباً یہی حال ہے۔ یہ شہر کسی منصوبے کے تحت آباد نہیں کیا گیا تھا، اس لیے جس کو جہاں جگہ ملی مکان بنا لیا، پھر دونوں شہروں کے قلعے بہت چھوٹے ہیں۔ جب کوئی شاہی تقریب ہوتی ہے تو سب لوگ ان میں نہیں سما پاتے۔ ان حقائق کے پیش نظر بادشاہ کو خیال آیا کہ . . . . . . ایک ایسا شہر آباد کیا جائے کہ جس کے قلعے میں آنے جانے اور دربار میں حاضر ہونے میں لوگوں کو پریشانی نہ ہو اور ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق مکان بنا کر زندگی کا لطف اُٹھا سکے . . . . . . اس نے اپنے انجنیروں کو حکم دیا کہ اِن دو شہروں (لاہور اور آگرہ) کے درمیان زمینِ دل نشیں اور بہشت نشاں کا ایک ٹکڑا دیکھیں، جس کی آب و ہوا معتدل ہو، سطح ہموار ہو اور جس کی وضع بہت دل نشیں ہو۔ معماروں اور انجنیروں نے دہلی میں جمنا کے کنارے نور گڑھ کے متصل جگہ منتخب کی۔۔ . . . . پچیس ذی الحجہ مطابق نہم اردی بہشت، بارھویں سال جلوس مطابق ایک ہزار اڑتالیس ہجری جمعہ کی رات کو پانچ گھڑی گزرنے کے بعد مبارک ساعت میں (بادشاہ) نے حکم دیا کہ ممتاز ترین معمار استاد احمد کی نگرانی اور غیرت خاں کے اہتمام میں . . . . بنیادیں کھودی جائیں۔ پانچ ساعت اور بارہ دقیقے کے بعد جمعہ کی رات کو نو محرم ایک ہزار اُنچاس ہجری (مطابق ۱۶۳۹ء) مطابق سوم اردی بہشت کو . . . . . . ان عمارتوں کی بنیاد رکھی گئی اور جہاں کہیں مشہور اربابِ ہنر، بے مثل سنگ تراش، پرچین ساز، منبت کار، نجار، ماہر معمار ملک میں تھے وہ بادشاہ کے حکم سے وہاں آکر کام میں مشغول ہو گئے۔"

(ص ۲۰-۲۱)

قلعہ (لال قلعہ)

یہ بات بغیر کسی مبالغے کے کہی جا سکتی ہے کہ جب سے یہ دنیا وجود میں آئی ہے کسی نے اس شان و شکوہ کا قلعہ تعمیر نہیں کیا۔ اس قلعے کی بلندی کا یہ حال ہے کہ اس کا کنگرہ ساتویں آسمان سے ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی خندق اتنی گہری ہے کہ تیرنے والے کا خیال بھی وہاں تک نہیں جا سکتا۔ ایسی عمارتیں آج تک کسی بادشاہ کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئی تھیں۔

Marfat.com

..... بادشاہ نے بڑے سلیقے سے عالی شان اور اونچی اونچی عمارتیں، محل اور عجیب وغریب نشیمن اور خوب صورت باغ بنائے، وہاں نہریں جاری کیں اور درخت لگائے .... اس قلعے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب اس کی بنیاد رکھی گئی تھی، اس وقت سے لے کر آٹھ سال تک بڑی جدّ وجہد کے بعد یہ مکمل ہوا۔ اب تک اس کی تعمیر پر پچاس لاکھ روپے اور اتنی ہی رقم قلعۂ مبارک کی دوسری عمارتوں پر خرچ ہوا ہے۔ اس قلعے کے چار دروازے، دو کھڑکیاں اور اکیس بُرج ہیں۔ ان بُرجوں میں سے سات گول اور چودہ ہشت پہلو ہیں فصیل کا انداز بغدادی مثمن کا ہے۔ ہزار گز لمبی، چھے سو گز چوڑی اور پچیس گز زمین سے اونچی ہے۔ اس کی وسعت چھے لاکھ گز اور اس کا محیط چھے ہزار تین سو گز ہے۔ فصیل، آسمان سے باتیں کرتے ہوئے۔ بُرج، کنگرے اوپر سے نیچے تک سب لال پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ سنگتراشوں نے اس طرح سلوں کو ایک دوسرے سے پیوست کیا ہے کہ ناخن سے ٹٹولنے کے باوجود دراز محسوس نہیں ہوتی۔

(ص ۲۴)

لال قلعے کی اندر کی عمارتیں

بادشاہ کے محل کی تمام عمارتیں یعنی شمالی بُرج، باغِ ازم کے انداز پہ بنا ہوا باغِ حیات بخش اور بادشاہ کی آرام گاہ مقدس یعنی شاہ محل، طلائی بُرج، امتیاز محل اور اُس کے پاس کی دوسری عمارتیں، نواب قدسیہ کی خواب گاہ، زمان بیگم اور دوسری بیگمات کے مکانات ایک راستے پر ترتیب سے واقع ہیں۔ مشرق کی طرف سے (فصیل) بارہ گز اونچی ہے اور دریا اور صحرا کے قریب ہے اور مغرب کی طرف باغ، باغیچے، نہریں، مکمل سنگِ مرمر کے بنے ہوئے صاف شفاف تالاب بنے ہوئے ہیں۔ ہر تالاب کا فرش رنگین، پرچین کار پتھروں سے بنا ہوا ہے اور ہر ایک (عمارت کی) چھت اور دیوار اس طرح سنہری، منقش اور رنگین بنایا ہے کہ اس کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں .... ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین پر جنت اتر آئی ہے بلکہ یہ عمارتیں روشِ بہشت ہیں .... شیش محل کی چمک دمک کا یہ حال ہے کہ فرشتوں کی نظریں بھی پھسل جاتی ہیں۔

(ص ۲۵)

Marfat.com

شاہ نہر

نہر کوثر کی طرح (قلعے کی) نہر کو بادشاہ کے حکم سے نہر بہشت کہتے ہیں۔ شاہ نہر کی طرح تمام باغوں کے درمیان سے گزرتی ہے اور آب حیات کی طرح فیض پہنچاتی ہے۔ ہر . . . . نشیمن کے باہر اور اندر حوضوں میں آبشار بن کر گرتی ہے اور فوارہ بن کر نکلتی ہے۔ . . . . . ہر نشیمن کے آگے ہرے بھرے باغ جن پر سبزے کا فرش بچھا ہوا ہے۔

(ص ۲۶)

غسل خانہ

ان عمارتوں سے متصل غسل خانے کی عمارت ہے جو بہت وسیع اور کشادہ ہے . . . . . . اس کے قریب نفیس حمام ہے . . . . غسل خانے کی عمارت کی چھت کو فرنگ اور روم کے انداز کی بیلوں سے سجایا ہے . . . . اس کی تعمیر پر نو لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ دیواروں پر بہت خوب صورت نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔

(ص ۲۷)

(میں نے یہاں تک ترجمہ کیا تھا کہ 'عمل صالح' کا وہ اردو ترجمہ مل گیا جو ڈاکٹر ناظر حسن زیدی نے کیا ہے اور جو ۱۹۷۴ء میں لاہور سے شایع ہوا تھا۔ چوں کہ 'عمل صالح' کی متعلقہ عبارت بہت گنجلک اور شاعرانہ ہے، اس لیے میں نے جو ترجمہ کیا تھا اس کے بعد ناظر حسین زیدی صاحب کا ترجمہ شامل کر دیا ہے جو یہاں سے شروع ہوتا ہے ـــ خلیق انجم)

باغِ حیات بخش

باغِ حیات بخش جنت کے باغوں کا نمونہ ہے۔ اس کی کشادہ روشیں سرسبز و شاداب درخت،

Marfat.com

لالہ وگل کی رونق اور ایوانوں کی دلفریبی کا یہ عالم ہے کہ باغ بہشت نظر سے گر جاتا ہے۔ نہروں کا پانی ہر طرف پڑا بہتا ہے۔ جا بہ جا چشمے ہیں جن کے سامنے چشمۂ حیواں کو ہیچ سمجھیے۔ راقم نے پہلے بھی اس کا کچھ حال لکھا تھا، لیکن زبانِ قلم تھک گئی اور الفاظ کوتاہی کر کے رہ گئے۔ اب بھی یہی کیفیت ہے تاہم بطور اختصار دو چار جملے لکھنا مناسب ہے۔ نہایت خوش وضع بوستاں ہے، جس کا سبزہ لہلہا کر پھولوں کا منھ چومتا ہے۔ پتہ پتہ اتنا شاداب کہ مخمل کی نرمی اُس کے آگے خجل۔ سبزۂ نورستہ کی طراوت نوجوانوں کے سبزۂ خط کو یاد دلاتی ہے، یا یوں سمجھیے کہ صفحۂ قرطاس پر کسی ماہر خوش نویس نے خطِ غبار میں عبارت تحریر کر دی ہے۔ باغ میں اس سرے سے اُس سرے تک پھولوں سے لدے ہوئے درخت سر جوڑے کھڑے ہیں جو کثرتِ گل کے سبب گلدستہ معلوم ہوتے ہیں۔ ہر چمن میں سنبل کے پودے اس طرح زلفیں بکھیرے ہوئے ہیں کہ نازنینانِ نازک بدن کی الجھی ہوئی زلفیں نظر میں پھر جاتی ہیں۔ اونچے اونچے پھل دار درخت شانے سے شانہ ملا کر یوں کھڑے ہوئے ہیں کہ آسمان نظر نہیں آتا۔ سیر کرنے والے گھنٹوں یہاں پھرتے ہیں لیکن جی نہیں بھرتا۔ دل چاہتا ہے کہ قیامت تک یہیں رہ جائیے، کیوں نہ ہو، سیاحوں نے سیکڑوں ملکوں کی سیر کی، لیکن ایسا خوش وضع باغ، سبزۂ شاداب، گھنے اور تناور درخت، سبزہ وگل کے درمیان بہنے والی کوثر و تسنیم جیسی نہریں، غرض یہ بے نظیر مناظر کہیں نظر نہ آئے۔ حضرت صاحب قران ثانی کی طبع خداداد اور حُسنِ نیت کی برکت سے یہ باغ اتنا دلفریب ہے کہ تصوّر نہیں ہو سکتا۔ سیاح گواہی دیتے ہیں کہ ایسا خوش منظر باغ روے زمین پر کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اشعار (آزاد ترجمہ)

چمن سے بھرا باغ، گل سے چمن
کہیں نرگس و گل، کہیں یاسمن
چمن آتشِ گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا
پڑی آب جو ہر طرف کو بہے
کریں قمریاں سرو پر چہچہے

Marfat.com

گلوں کا لبِ نہر پر، جھومنا
اُسی اپنے عالم میں منہ چومنا
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
نشے کا سا عالم، گلستان پر
صدا قرقروں کی بطوں کا وہ شور
درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور

(اردو ترجمہ ص ۵۰۴)

حوض اور نہریں

اس باغ کا جو قدرتِ خدا کا بہترین نمونہ ہے۔ ایک وصف یہ ہے کہ ہر جگہ چھوٹی چھوٹی نہریں بہتی ہیں۔ آبشاروں کی صدا آتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے باغِ بہشت کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جا بہ جا حوض اور تالاب ہیں جنھیں دیکھ کر کوثر و تسنیم پانی پانی ہو جائیں۔ بالخصوص ساٹھ گز مربع وسطی حوض جو چشمۂ آفتاب سے زیادہ پُرنور ہے، اُسے دیکھیے تو قدرتِ پروردگار نظر آتی ہے۔ چاروں طرف رنگ رنگ کے پھول کھلے ہیں۔ جن کا عکس پانی میں پڑ کر نگار خانۂ چین کو شرماتا ہے۔ صاف ستھرا پانی ذائقے میں اتنا شیریں کہ دجلہ و فرات آ آ کر اُس سے زکوٰۃ کے طالب ہوتے ہیں۔ نتھرا ہوا پانی آبِ حیواں سے زیادہ پاکیزہ۔ حوض کے اندر چاندی کے ۴۹ فوارے ہیں، جن کا پانی اُچھل اُچھل کر سحابِ رحمت کی طرح موتی لٹاتا ہے۔ دیکھنے والے کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حوض کے گرداگرد ۱۱۲ فوارے اور ہیں۔ جو حوض پر جھکے ہوئے ہیں۔ اُن کا پانی اُچھل کر خم دار دھار سے حوض میں گرتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سیکڑوں ہلال ہیں جو چشمۂ آفتاب پر جھک رہے ہیں۔ باغ کے چاروں ضلعوں پر سُرخ پتھر کی بیس بیس گز چوڑی روشیں ہیں جن کے پہلو میں چھے گز چوڑی صاف شفاف نہر جاری ہے۔ اس میں بھی تیس فوارے ہیں جن کا پانی اُچھل اُچھل کر موتی برساتا ہے۔ نہر کی آب و تاب کی یہ کیفیت کہ کہکشاں اُس سے کسبِ نور کرتی ہے۔ ہر شخص اسے دیکھ کر محوِ حیرت رہ جاتا ہے۔ اس فردوس منظر باغ کے دائیں بائیں بازوؤں میں دل فریب عمارتیں اس خوش نمائی

Marfat.com

کی ہیں کہ انھیں دیکھ کر بلقیس کا تخت اور سلیمان علیہ السلام کا سریر یاد آتا ہے۔ اتنی خوش وضع و دل کش ہیں کہ روے زمین پر جواب نہیں۔ ان کے برابر سے نہروں کا پانی یوں بہتا ہے جیسے جبرئیل امین کے لبوں سے چشمۂ زندگی جاری ہو۔ دونوں عمارتوں کے درمیان حوض ہیں، جن کے پانی کو دیکھ دیکھ کر چشمۂ حیواں دست افسوس ملتا ہے۔ حوضوں کا پانی چبوتروں کے اوپر سے بہہ کر آبشار کی صورت میں ڈیڑھ گز نیچے گرتا ہے۔ یہاں طاقوں میں دن کے وقت طلائی پھولوں سے بھرے ہوئے گلدان اور رات کو کافوری شمعیں روشن رہتی ہیں۔ پانی کی چادر میں سے ان گلدانوں کا سنہرا رنگ اور شمعوں کی روشنی پھوٹ پھوٹ کر یوں نکلتے ہیں کہ نظر کام نہیں کرتی۔ دیکھنے والے ٹھٹھک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چمک دمک کا یہ حال ہوتا ہے کہ دانا اور نادان سب بے خود ہو کر رہ جاتے ہیں۔

نظم (ترجمہ)

آبشار کا پانی اور شمعوں کی چمک دیکھنے کے بعد نگاہ یہ چاہتی ہے کہ آنکھ میں نہ جائے بلکہ وہیں جم جائے۔ اس کی آب و تاب دیکھ کر آفتاب کی آنکھ روشن ہوتی ہے۔ آئینے پر عکس پڑ جائے تو سورج کی مانند چمکنے لگے۔ پانی کی صفائی کے سبب تہ کی چیزیں صاف نظر آتی ہیں۔ شیشے بلکہ حباب کی طرح شفاف ہے۔

(اردو ترجمہ ص ص ۵۰۴۔۵۰۵)

مشرق کی طرف چھبیس گز چوڑا باغیچہ ہے جو فصیل کے طول تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی دیواریں ڈیڑھ گز اونچی ہیں۔ اس میں عین لب دریا تین عمارتیں ہیں جو صاف و شفاف سنگ مرمر کی بنی ہیں۔ ان کی صباحت صبح کی سفیدی کو شرماتی ہے۔ یہاں کی فضا اتنی پاکیزہ و لطیف ہے اور یہ عمارتیں ایسی خوش وضع ہیں کہ دیکھنے والے فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ سنگ مرمر کی دیواریں اور چھتیں آئینے کی طرح چمک دار اور سیم بر معشوقوں کے سینے کی مانند دلفریب ہیں۔ تینوں عمارتوں کی دیواروں اور چھتوں پر ماہر چابک دست نقاشوں نے ایسے نزاکت بھرے بیل بوٹے بنائے ہیں اور اس کاریگری اور ہنرمندی سے کام کیا ہے کہ حسینوں کے خال و خط کی خوبصورتی

Marfat.com

اُن کے آگے ہیچ ہے۔ نہ زبان کو یہ قدرت ہے نہ قلم کو یہ طاقت کہ ان رنگین منقش عمارات کی تعریف کر سکے، جو آرائش وزیبائش میں چرخ نیلی فام سے کہیں زیادہ خوشنما ہیں۔

نظم (ترجمہ)

ان مکانوں کی دل کشائی کے سامنے بہشت کی رونق ہیچ
معلوم ہوتی ہے۔ درو دیوار پر اتنے خوشنما گل بوٹے نقش ہیں
کہ یہاں آکر دیوار کی طرف منھ کر کے بیٹھنا مناسب ہے۔
ان کے تین طرف باغات ہیں، چوتھی جانب جمنا بڑے
لطف سے بہتی ہے۔ اس کی موجیں حسینوں کی زلفوں کی طرح
دل فریب ہیں۔

دریائے جمنا کی کیا تعریف کی جائے۔ پانی اتنا شفاف ہے کہ اس کی لطافت دیکھ دیکھ کر جیحوں اور فرات اشکِ ندامت بہاتے ہیں۔ پاٹ اتنا چوڑا ہے کہ دریائے نیل اور سندھ اس کے سامنے پانی بھریں۔ درمیانی عمارت کے وسط میں حوض ہے۔ گہرائی تو کم ہے لیکن اس کی وضع جو تقریباً مدور ہے۔ کمال خوش نمائی رکھتی ہے۔ کئی بند ہیں جن کے سوراخوں سے پانی اُچھل کر بہتا ہے۔ فواروں کا تماشا ایسا دل فریب ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حوض کے چاروں حاشیوں پر سے پانی بہ بہ کر آبشار کی شکل میں ایک اور حوض میں گرتا ہے، جو سنگِ مرمر کی ایک چٹان میں سے سالم تراشا گیا ہے۔ اس کے حاشیوں پر خوش نما پر جبین کاری کی گئی ہے۔ آبِ رواں اس حوض کو لبا لب کرتا ہوا زیریں نہر میں آملتا ہے۔ یہ صاف شفاف حوض سنگِ مرمر کی جس چٹان میں سے تراشا ہے وہ مکرانہ کی کان میں سے نکلی تھی۔ حضرت کے حسبُ الحکم اس میں سے چار گز لمبا، چار گز چوڑا، ڈیڑھ گز گہرا حوض تیار کیا گیا جو عجیب وغریب شے ہے بمکرانہ سے دہلی تک سو کوس فاصلہ ہے۔ سیکڑوں منصوبوں اور حکمتوں سے یہ راستہ طے کر کے اُسے یہاں لا کر نصب کیا۔ قصر شاہی میں بہت سے حوض ہیں لیکن ان میں یہ بات کہاں۔ فرہادفن سنگ تراشوں نے اس خوبی سے تراشا ہے کہ سالہا سال کی محنت کے بعد بھی اس کی نظیر تیار ہونا ممکن نہیں۔ دولت خانے کے نشیمنوں اور دوسری عمارتوں میں بھی شاہ نہر (نہر بہشت) کے پانی سے حوض اور آبشار

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

لبریز رہتے ہیں۔ امتیاز محل کا بڑا حوض اور باغِ حیات بخش کا حوض بھی خوش نمائی و خوش وضعی میں شہرۂ آفاق ہیں اور ان کی مکرر تعریف بے محل ہوگی، لیکن دریاے جمنا کے کنارے والی یہ عمارتیں، حوض اور آبشار اتنے دل کش ہیں کہ انھیں رونق و بہر کہنا زیبا ہے۔ ایسی پاکیزہ، صاف ستھری، دلفریب عمارات دنیا میں تو کیا بہشت میں بھی نہ ہوں گی۔ انھیں تمام نشیمنوں پر فوقیت حاصل ہے۔

(اُردو ترجمہ ص ص ۵۰۵۔۵۰۷)

امتیاز محل

دولت خانے کی سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے۔ یہ مکان پچاس گز لمبا، چھبیس گز چوڑا ہے۔ اس کی زیب و زینت، نقش و نگار کی دل فریبی، کرسی کی بلندی، غرض ہر لحاظ سے اتنا خوش نما ہے کہ بہشت کے غرفے اور قصور اس کی ہمسری سے قاصر ہیں۔ گنبد اور کلس جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے، خوش نمائی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس میں ایک طرف درشن کا جھروکا ہے جس میں بیٹھ کر حضرت اپنا درشن دیتے اور رعایا کی آنکھوں کو روشن کرتے ہیں۔ اس کے نیچے ذرا فاصلے سے جمنا بہتی ہے۔ دوسری طرف جھروکۂ خاص و عام واقع ہے۔ اس کی صفات تحریر کرنا امکان سے باہر سمجھ کر بارگاہِ خاص و عام، چھتے ہوئے بازار اور شہر کی آبادی کا حال لکھتا ہوں۔

(اردو ترجمہ ص ۵۰۷)

دیوانِ عام

دیوانِ عام، امتیاز محل سے مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ مکان جو بارگاہِ سلیمانؑ اور ایوانِ نوشیرواں پر فوقیت رکھتا ہے اور امتیاز محل کے باغیچے سے متصل ہے؛ سراسر سنگِ سرخ سے بنا ہے۔ اس پر سفید سنگِ مہتابی کی سلیں چڑھائی گئی ہیں جنھیں ماہر معماروں نے رگڑ کر ایسا چمکا دیا ہے کہ منھ نظر آتا ہے۔

(اُردو ترجمہ، ص ۵۰۷)

Marfat.com

جھروکۂ خاص و عام

دیوانِ عام کی چھت سے ملا ہوا جھروکۂ خاص و عام ہے، جہاں اہلِ عالم حاضر ہو کر جبینِ نیاز جھکاتے اور اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ یہ جھروکہ چار گز لمبا تین گز چوڑا ہے۔ بنگلے کی سی وضع ہے، جو چار ستونوں پر قائم ہے۔ بنگلے کے پیچھے سات گز لمبی ڈھائی گز چوڑی نشست گاہ ہے، جس میں رنگین پتھروں کی پرچین کاری ہے۔ چابک دست نقاشوں نے اس پر ایسے رنگین خوش وضع بیل بوٹے بنائے ہیں کہ آفتاب و مہتاب شرمندہ ہو کر منھ چھپا لیتے ہیں اور دیکھنے والے ان نقش و نگار کو دیکھ کر سیرِ گلزار سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اس کے تین ضلعوں میں خالص سونے کا جالی دار محجر ہے جو شعاعِ آفتاب کی طرح جھمجھاتا ہے۔ صبح سویرے حضرت یہاں آکر رونق افروز ہوتے ہیں اور اس کا درجہ بیت الشرفِ آفتاب سے بڑھ جاتا ہے۔

(اُردو ترجمہ ص ص ۵۰۷-۵۰۸)

بارگاہِ عالم شاہی

اس کے متصل بارگاہِ شاہی ہے، جو چالیس عالی شان ستونوں پر قائم ہے۔ لمبائی میں ۶۷ گز اور چوڑائی ۲۴ گز دیواروں اور چھت پر دل آویز نقش و نگار ہیں جن کے سامنے مانی و بہزاد کی نقاشی نقش بر آب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کے تین طرف چاندی کا جالی دار قدِ آدم کٹہرا ہے۔ ایوان کے سامنے ۶۰ گز چوڑا ۱۴۰ گز لمبا صحن ہے۔ صحن کے تین طرف سنگِ سُرخ کا کٹہرا نہایت آراستہ ہے۔ اس صحن کے باہر کشادہ اور روشن میدان ہے۔ طول میں ۲۰۴ گز، عرض میں ۱۶۰ گز۔ میدان کے گرداگرد خوش نما، خوش وضع دالان ہیں، تاکہ بارگاہِ والا میں حاضر ہونے والے، بارش اور دھوپ سے محفوظ رہیں۔ یہاں تین دروازے رکھے گئے ہیں۔ مغربی دروانہ اس شان و شکوہ کا ہے کہ اس کے سامنے آسمان پست نظر آئے۔

(اُردو ترجمہ، ص ۵۰۸)

Marfat.com

قلعے کا چوک اور بازار

مغربی دروازے کے باہر جلو خانے کا دو سو گز لمبا ایک سو چالیس گز چوڑا چوک ہے۔ یہاں خوشنما دالان اور حجرے بنے ہیں۔ شمال، جنوب اور مغرب کی طرف اس میں تین دروازے ہیں۔ قلعے کے شمالی پھاٹک سے جنوبی دروازے تک جو راستہ آیا ہے۔ اس پر دونوں طرف چالیس چالیس گز تک نہایت مضبوط اور دل آویز حجرے اور دالان بنے ہوئے ہیں، انھیں دیکھ کر عقل چکرائی ہے۔ ان میں شاہی اصطبل اور دوسرے بادشاہی کارخانے ہیں۔ درمیان میں نہر بہشت جاری ہے۔ مغرب کی جانب سے قلعے کے صدر دروازے تک بہت خوش نما چھتا ہوا دو منزلہ بازار ہے۔ یہاں بڑی بھیڑ بھاڑ رہتی ہے۔ اس کے باوجود نہایت روشن اور پاکیزہ ہے۔ صفائی اتنی کہ آنکھ میں میل ہے اس میں نہیں۔ پہلو بہ پہلو حجرے ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ دوکانیں چشم وابرو کی طرح باہم پیوستہ ہیں قیمتی سامانوں سے مالامال ہیں۔ تیز نظر دلال اور گاہک پلکوں کی طرح شانہ بشانہ آکر سودا کرتے ہیں۔ وہ گہما گہمی رہتی ہے کہ دنیا میں نظیر نہیں مل سکتی۔ غرض اس شان کا بازار ہے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ اس کی زیب و زینت، رونق اور دل کشی کا بیان تو کیا، تصور بھی مشکل ہے۔ ہندوستان میں اس قسم کے چھتے والے بازار کا وجود تک نہ تھا۔ حضرت صاحب قران ثانی کی توجہ اور ایجاد و اختراع کی بدولت یہ دل فریب بازار قائم ہوا۔

اشعار (ترجمہ)

مٹی میں چشمۂ آفتاب کا پانی ملاکر اس عمارت کے
لیے گارا تیار کیا گیا۔ دیکھنے والے اس کا تماشا کر کے
یہ آرزو کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی بھینگی آنکھ والوں
کی طرح ایک چیز کی دو چیزیں دیکھ سکتے۔ بہت
دل آویز مقام ہے۔ اس کے حجروں میں عیش و نشاط
اس طرح مستقل رہتا ہے جیسے چادر یا قالین میں کسی
چیز کی صورت دی جائے حیرت ہوتی ہے کہ اس

Marfat.com

کے ہر دالان اور حجرے میں بے اندازہ عیش و سرور
کس طرح سما گیا۔ اتنا دل کش ہے کہ ہَوا بھی یہاں
آکر آگے نہیں جاتی۔

(اُردو ترجمہ، ص ص ۵۰۸ - ۵۰۹)

قلعے کے دروازے پر ہاتھیوں کے مُجسّمے

بازار سے متصل جو قلعے کا دروازہ ہے، نیز اکبرآبادی دروازے پر پورے قد کے عظیم الجثہ ہاتھیوں کے دو دو مجسّمے تراشے گئے ہیں۔ تناسبِ اعضا اور خوش اندامی کا یہ عالم ہے کہ سنگتراش اور صورت گر اُس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کے فرہادِ فن سنگتراش اور مجسّمہ ساز اپنے تیشوں سے انسانوں اور حیوانوں کی ایسی مورتیں تراشتے ہیں کہ دوسرے ملکوں کے باکمال اُنھیں دیکھ کر محوِ حیرت رہ جائیں بلکہ آتشِ رشک میں جلنے لگیں۔ ان چابک دست کاریگروں نے قلعے کی تیاری، عمارتوں کی تعمیر اور ہاتھیوں کی صورت تراشنے میں ایسی صنعتیں دکھائی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور سوچتی ہے کہ کیا انسان ایسا کام کر سکتا ہے۔

(اردو ترجمہ، ص ۵۰۹)

جمنا کے کنارے حویلیاں

قلعے کے دائیں بائیں دریائے جمنا کے کنارے شاہزادگانِ والاجاہ اور امرائے نامدار نے نہایت عالی شان، خوش نما حویلیاں بنوائی ہیں۔ ہر حویلی اور محل پر ایک لاکھ سے بیس لاکھ روپے تک خرچ ہوئے ہیں۔ معمولی سے معمولی مکان پر بھی ہزاروں روپے اُٹھے ہیں۔ شہر کی رعیت نے، خواہ غریب، خواہ امیر، اپنے اپنے حوصلے اور مقدور کے مطابق صاف ستھرے مکان بنوائے ہیں۔ ہر حویلی آراستہ پیراستہ، سامنے وسیع صحن جس میں سیکڑوں پلنگ بچھ سکیں۔ ہندوؤں کے مکان چھے چھے بلکہ سات سات منزل کے ہیں۔ سب معمور اور وسیع۔ اس اعتبار سے اگر دہلی کو چشمِ عالم کی پتلی کہیے تو بے محل نہیں۔

(اردو ترجمہ، ص ۵۱۰)

Marfat.com

لال قلعے کے گرد باغات

لال قلعے کے گرداگرد کتنے ہی باغ اور بستان سرائیں ہیں جنھیں دیکھ کر بغداد کی وہ عمارتیں جو دجلہ کے کنارے کھڑی ہیں، شرماتی ہیں۔ دریاے جمنا کے سامنے بصرہ کی نہر جو عجائباتِ روزگار میں ہے، پانی پانی ہوئی جاتی ہے۔ نہرِ بصرہ ہی نہیں بلکہ جنت کی نہریں بھی جو دودھ اور شہد سے لبریز ہیں، بے آب و تاب ہو جاتی ہیں۔ باغات کی شادابی اور جمنا کے پانی کا مٹھاس ایسا ہے کہ باغِ بہشت اور کوثر و تسنیم خجل ہیں۔ رضوان کے پاسِ خاطر اور حورانِ خلد کی دل دہی کے خیال سے یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ باغات اور جمنا باغِ بہشت کا جواب ہیں ورنہ درحقیقت لاجواب ہیں۔ (اُردو ترجمہ ص ۵۱۰)

دلّی کے بازار

شہر کی آبادی کا یہ حال ہے کہ سارے جہاں کی آبادی اُس کے آگے ہیچ ہے۔ تمام گلی، کوچے، باغِ خلد کی روشوں کی طرح خوش نما، دلِ کریم کی مانند وسیع ہیں۔ بڑے بازار مثلاً اکبر آبادی اور لاہوری دروازے والے بازار چالیس چالیس گز چوڑے ہیں۔ درمیان سے نہرِ بہشت گزرتی ہے جس کے دونوں طرف ہر قسم کے مال سے بھری ہوئی دکانیں ہیں اُن میں خوش معاملہ دوکان دار نہایت ایمان داری کے ساتھ لین دین میں مصروف رہتے ہیں۔ ہر تاجر زبان کا سچا، دل کا کھرا، گاہکوں کے لیے صلاے عام ہے کہ آئیں اور اپنی مرضی کا سودا خریدیں۔ ملکوں ملکوں کے نادر تحفے، نایاب متاعیں، جواہرات اور لعل و گہر یہاں دستیاب ہیں۔ ہر دوکان میں اتنا مال موجود ہے کہ خریدار اگر گنجِ شائگاں اور دولتِ قارون بھی لے آئیں تو وہ بھی وفا نہ کر سکے۔

نظم (ترجمہ)

بازاروں کی سڑکیں خوش نما ہیں جن پر عید اور نوروز
کی سی چہل پہل رہتی ہے۔ دوکانوں میں خوش رو،
گل اندام دکان داروں اور گاہکوں کی وہ کثرت ہے

Marfat.com

کہ گلشن معلوم ہوتی ہیں جس دوکان پر چلے جائیے
مال و اسباب پر نگاہ جم جاتی ہے۔ ایک ایک
دوکان سے سو قافلوں کے واسطے مال خرید جا سکتا
ہے۔ سب میں نایاب و نفیس سامان کے ڈھیر لگے
ہیں۔ جی چاہے تو بوڑھوں کے لیے جوانی اور مریضوں
کے لیے تندرستی خرید لیجیے۔

لاہوری دروازے والا بازار (چاندنی چوک)، چوڑائی میں چالیس گز اور طول میں ۱۵۲۰ گز ہے۔ اس پر ۱۵۶۰ حجرے اور دالان ہیں۔ آغاز سے کوتوالی چبوترے والے بڑے چوک تک جو ۸۰ گز مربع ہے۔ بازار کا طول ۴۸۰ گز ہے۔ بڑے چوک سے اگلے چوک تک جو سو گز مربع ہے اور بغدادی مثمن وضع کا ہے، ۴۸۰ گز فاصلہ ہے۔ اس چوک کے شمالی جانب نئی طرز کی دومنزلہ سرائے ہے، سو گز لمبی، چھیاسی گز چوڑی۔ اس کے چار برج ہیں اور نوے حجرے۔ ہر حجرے کے سامنے دالان، اس سے ملا ہوا پانچ گز چوڑا چبوترہ۔ یہ سرائے نواب قدسیہ القاب بیگم صاحبہ کے حسب فرمائش تعمیر ہوئی ہے۔ ایک دروازہ بازار کی جانب ہے، دوسرا اس شگفتہ و شاداب باغ کی طرف ہے، جسے صاحب آباد کہتے ہیں۔ یہ خوش منظر باغ ۹۸۲ گز لمبا ۲۴۲ گز چوڑا ہے۔ اس کی دلفریب عمارتیں، خوش نما آبشار، لبریز حوض، اچھلتے ہوئے فوارے نہایت فرحت افزا ہیں؛ فضا بہت دل آویز۔ بازار کے جنوبی پہلو میں ساٹھ گز لمبا، بیس گز چوڑا حمام ہے۔ اس کے نشیمن اور دالان نہایت دل کشا ہیں۔ یہ بھی بیگم صاحب کے حسب الحکم تیار ہوا اور ثواب کی خاطر وقف کر دیا گیا ہے۔

(اردو ترجمہ، ص ص ۵۱۱-۵۱۲)

مسجد فتح پوری

اس چوک اور سرائے سے فتح پوری بی بی والی مسجد اور چوک تک ۵۶۰ گز لمبا بازار ہے۔ مسجد فتح پوری کا طول ۵۴ گز اور عرض ۴۰ گز ہے۔ وسط میں ایک ہی گنبد ہے۔ اس پر سہار کی

Marfat.com

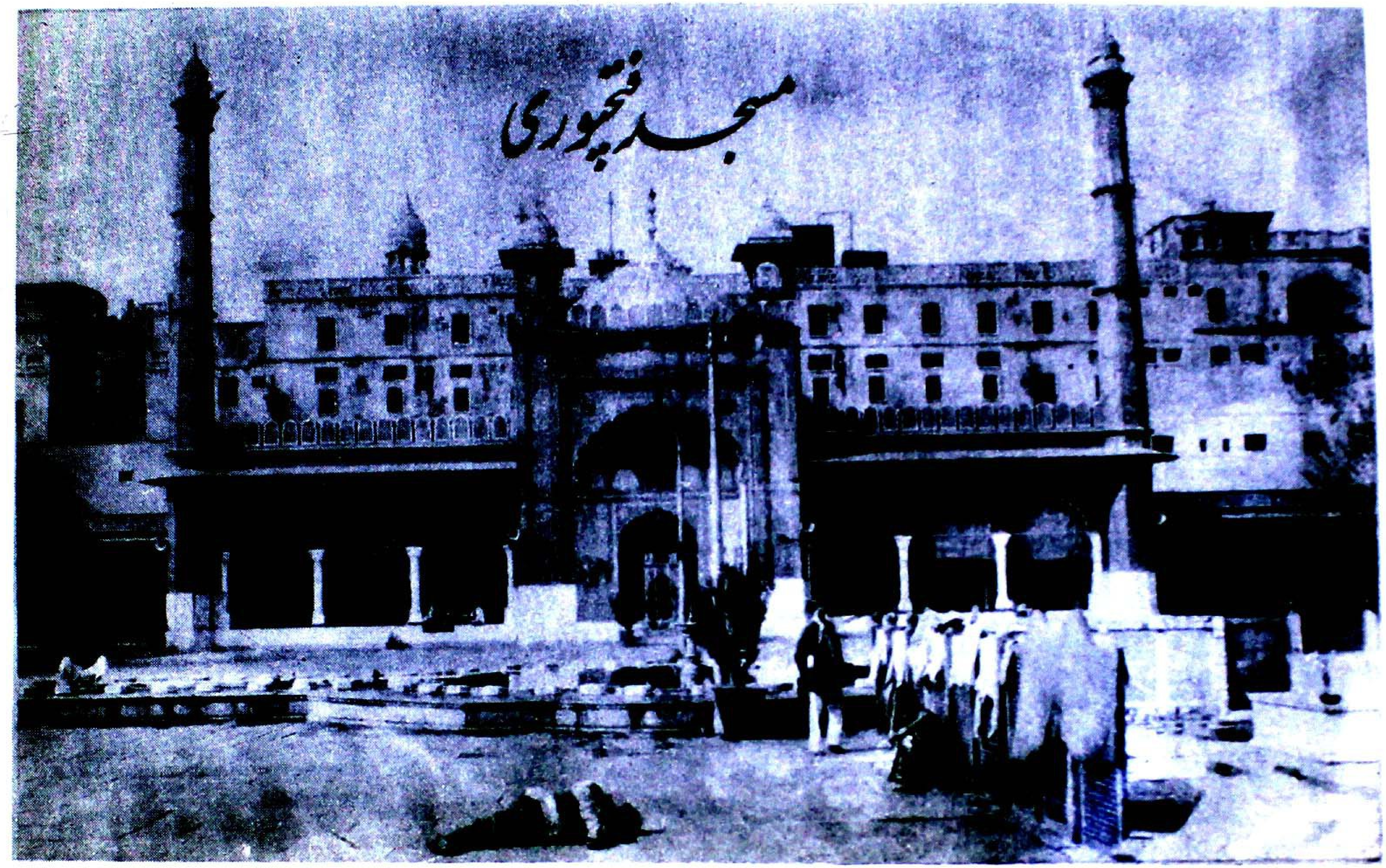

Marfat.com

Marfat.com

جانب رنگین روغنی اینٹوں سے کاشی کاری کی گئی ہے۔ اندر کی طرف لال پتھر لگا ہے۔ گنبد کے دونوں طرف دوہرے دالان ہیں۔ ہر ایک کے تین تین در ہیں۔ مسجد کی کرسی اور اجارہ سرتاسر لال پتھر کا ہے جس پر منبت کاری کی گئی ہے۔ فرش میں بھی سنگِ سرخ کی سلیں لگی ہوئی ہیں۔ دونوں کونوں پر ایک ایک مینار ہے، ۳۵ گز اونچا کہ دعائے مستجاب کی طرح آسمان کی جانب رخ کیے ہوئے ہے۔ چبوترے دار صحن کی لمبائی ۵۴ گز اور چوڑائی ۳۵ گز ہے۔ اس کے گرد سنگِ سرخ کا محجر ہے۔ صحن کے اختتام پر ۱۶ گز لمبا ۱۴ گز چوڑا خوش وضع حوض ہے، جو نہر بہشت کے پانی سے لبریز رہتا ہے۔ مسجد کے چاروں طرف چار برجوں والی سرائے ہے جس کے ۶۹ حجرے (کمرے) ہیں۔ دوسری سراؤں کی طرح حجروں کے سامنے سراسر تین گز چوڑا چبوترہ ہے۔ سرائے کا صحن سو گز مربع ہے۔

(اردو ترجمہ، ص ص ۵۱۲-۵۱۳)

اکبر آباد کی طرف والا بازار

اکبر آباد (آگرہ) کی طرف والا بازار بھی جو طول میں ایک ہزار پچاس گز اور چوڑائی میں تیس گز ہے۔ نہایت پاکیزہ ہے۔ دونوں جانب ۸۸۸ حجرے اور دالان ہیں۔

(اردو ترجمہ، ص ۵۱۴)

مسجد اکبر آبادی

بازار کے شروع میں قلعے کے جنوبی دروازے کے سامنے، اکبر آبادی بی بی کی عالیشان مسجد ہے۔ طول میں ۶۳ گز اور عرض میں ساڑھے سترہ گز ہے چھت کے سات حصے ہیں۔ چار حصے ہموار ہیں۔ تین پر گنبد تیار ہو چکے ہیں۔ بڑی محراب اور دونوں بازوؤں پر جو سنگِ مرمر کے ہیں، سنگِ موسیٰ کی پچی کاری کر کے سورۂ والفجر لکھی ہے۔ مشرق کی طرف دو عالی شان مینار ہیں۔ سنگِ سرخ کا فرش ہے جس میں سنگِ موسیٰ کی پچی کاری کر کے مصلّے بنائے ہیں۔ اندر باہر سنگِ سرخ پر ابھرواں نقوش بنائے گئے ہیں۔ صحن کے چبوترے کا طول و عرض ۶۳×۵۰ گز ہے۔ ساڑھے

Marfat.com

تین گز اونچی کرسی ہے جس کے گرد سنگِ سُرخ کا جالی دار محجر ہے۔ اس سے مشرق کو بارہ گز مربع حوض ہے، جو نہر بہشت سے لبریز رہتا ہے۔ زاید پانی نالیوں سے نکل جاتا ہے۔ مسجد کے ارد گرد ۱۵۴ گز لمبی ۴۔۱۰ گز چوڑی سرائے ہے۔ حجروں (کمروں) کے سامنے دالان ہیں۔ اُن کے سامنے اِدھر سے اُدھر تک چار گز چوڑا چبوترہ ہے۔ مسجد کا صدر دروازہ سنگِ سرخ کا ہے جس پر سنگ مرمر کی سلیں چڑھی ہوئی ہیں۔ کتبے کے حروف سنگِ موسٰی کی پچی کاری کے ہیں۔ مسجد کے مشرق میں ۱۶۰ گز لمبا ۶۰ گز چوڑا چوک ہے۔ اس کے سامنے سنگِ سُرخ کا نہایت پُر رونق حمام ہے، جس میں نہر بہشت سے پانی آتا ہے۔ مسجد کی تمام عمارتیں آخر رمضان ۱۰۶۰ ہجری، (آخر ستمبر ۱۶۵۰ء) میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی لاگت سے تیار ہوئیں۔

(اُردو ترجمہ، ص ص ۵۱۴ - ۵۱۵)

جامع مسجد، شاہجہاں آباد

فامہ رساں عمارتیں بنانا بہت ہی اچھا صدقۂ جاریہ اور فلاحِ دارین کا سامان ہے۔ بالخصوص قرآن وحدیث کے بہ موجب عبادت گاہوں اور مسجدوں کی تعمیر سے ایمان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور بہشت میں گھر ملتا ہے۔ اس کا ثبوت کلام اللہ کی آیت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ۔ جو شخص خدائے پاک اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسجد بناتا ہے اور آباد کرتا ہے۔ اس کی تعمیل میں بادشاہ سلامت نے ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جو مسجدیں تعمیر کروادی ہیں۔ حکمِ والا یہ ہے کہ جہاں مسجد نہ ہو وہاں تیار کی جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں کار گزار، فرماں بردار خادم بہت جلد مسجدیں بنا کر کھڑی کر دیتے ہیں۔ نئے تعمیر شدہ شہر شاہجہاں آباد میں یوں تو بہت سی خانقاہیں، زاویے اور مسجدیں بڑی شان وشوکت سے جلوہ گر تھیں، لیکن کوئی جامع مسجد جو اس شہر کی شان کے لائق ہوتی، موجود نہ تھی۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر حضرت نے فیصلہ کیا کہ اس شہر میں جو وسعت کے لحاظ سے آسمان کا ہمسر ہے اور مضبوطی اور پائداری میں چرخ۔ چنبری سے بڑھ گیا ہے، ایک عالی شان جامع مسجد تیار کی جائے۔ لہٰذا ۱۰ شوال ۱۰۶۰ ہجری (۶ اکتوبر ۱۶۵۰ء) کو آپ کے حسب الحکم قلعے سے ایک ہزار گز مغرب والی پہاڑی پر ہُنرمند انجنیئروں اور معماروں نے مبارک گھڑی میں علامی،

Marfat.com

سعد اللہ خاں اور فاضل خاں خانساماں کی موجودگی میں اس بابرکت عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ہر روز صبح سے شام تک پانچ ہزار معمار، سنگتراش، پچی کار، منبت کار، نقاش، حکاک، بیل دار وغیرہ جو حضرت کے حکمِ عالی کے مطابق دلی اور دوسرے شہروں سے بلوائے گئے تھے، کام کرتے تھے۔ سعد اللہ خاں اور خلیل اللہ خاں جیسے امرائے ذیجاہ کام کی نگرانی میں مصروف رہے، تب چھ سال کی مدت میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے یہ پاکیزہ مسجد شہر کی زیب و زینت کا سبب بنی۔ نوّے گز لمبی اور ۲۳ گز چوڑی ہے۔ تین عالی شان گنبد ہیں۔ صحن کا عرض ۱۲۶ گز ہے جو سراسر سنگِ سرخ کا بنا ہے۔ میناروں، دیواروں اور روکار میں سنگِ مرمر کی نہایت خوشنما پٹیاں دی گئی ہیں۔ جا بہ جا سنگِ مرمر میں سنگِ موسیٰ کی پچی کاری ہے۔

سبحان اللہ کیا خوب صورت عبادت گاہ ہے جس سے دنیا کو آبرو اور بہشت کو زینت حاصل ہوتی ہے۔ سچ پوچھیے تو روزِ ازل سے آج تک ایسی پاکیزہ، خوش فضا اور خوش نما مسجد چشمِ فلک نے نہیں دیکھی۔ اہلِ نظر صبح سے شام تک آ آکر اس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشن کرتے ہیں۔ بادشاہ ہفت کشور کی ہمت کے شایاں عجب عمارت تیار ہوئی ہے، جس کی تجلی سے زمین آسمان سے زیادہ نورانی ہوگئی ہے۔ نکوکار اور عابد و زاہد یہاں آکر نماز پڑھتے ہیں۔ اندر باہر جا بہ جا لال پتھر میں ایسا خالص اور براق سنگِ مرمر لگایا ہے کہ آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ محرابوں کا حسن دیکھ کر طبیعت بے خود ہو جاتی ہے۔ سنگِ مرمر میں سنگِ موسیٰ کی پچی کاری سے خوش نما لکیریں اور آیتیں وغیرہ اس طرح نمودار کی ہیں جیسے حسینوں کے مصحفِ رخسار پر زلفِ سیاہ کی لٹیں۔ جی چاہتا ہے ہر سطر کے حسن پر جان دے دیجے۔ دالان کا بڑا دروازہ جو اونچائی کے سبب فلک بوس ہے، اتنا خوش نما ہے کہ ساری عمر تعریف کیجیے تو حق ادا نہ ہو۔ اس کی ساتوں محرابیں معشوقوں کے طاقِ ابرو کی طرح دل کش ہیں۔ ان پر ابھرواں نقوش کی دل فریبی کا یہ عالم ہے کہ تحریر نہیں ہو سکتا۔ کعبہ اس کے رشک سے سیاہ پوش ہو گیا ہے۔ مجلّا پتھروں کی چمک دمک کے آگے صبحِ صادق کا چراغ نہیں جل سکتا۔ مقصورہ، جہاں امام کھڑا ہوتا ہے، ایسا پاکیزہ اور ستھرا ہے جیسے خدا رسیدہ عارفوں کا دل بیت المعمور بھی اس کے سامنے پست ہے۔

جامع مسجد کے میناروں کی بلندی کا کیا حال لکھوں۔ عقل حیران و سرگرداں ہے۔ اگر خیمہ

Marfat.com

آسمان کے ستون و عمود کیسے تو زیبا ہے۔ غرض اس معبد کی خوبیاں قلم بند کرنا خامہ دوزباں کے بس کی بات نہیں۔ اس کی وسیع کشادہ فضا عالم امکاں کی وسعت کو اور اس کی صفائی و پاکیزگی کوہِ طور کی تجلّی کو شرماتی ہے۔ عجب عالی شان مقدّس عمارت ہے، جو بلندی میں گویا آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ معمارِ قدرت نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ بھوجلا پہاڑی پر سنگِ سُرخ کی سِلوں سے یہ مسجد اس خوبی و لطافت کے ساتھ تعمیر ہوئی ہے کہ بڑے بڑے ہوشمند اسے دیکھ کر محوِ حیرت رہ جاتے ہیں۔ سوچتے ہیں کہ پہاڑی نے اس کوہ شکوہ عمارت کا بوجھ کیسے اُٹھایا اور اس کے مینار کس طرح خیمۂ آسمان کے پار نکل گئے۔ صحن کے وسط میں (سنگِ مرمر کا) مُصفّا حوض صاف شفاف پانی سے لبریز رہتا ہے۔ شفّاف و پاکیزگی کا یہ عالم ہے کہ آبِ حیات اُس سے، حیات بخشی کا سبق سیکھتا ہے۔ اسے دیکھنے سے آنکھوں میں نور آتا ہے، بلکہ چشمۂ خورشید بھی اُسی سے کسبِ نور کرتا ہے۔ چاروں طرف ایسے صاف سُتھرے پاکیزہ حجرے اور دالان بنے ہوئے ہیں کہ ان کی سفیدی سے صبحِ صادق کا نور شرمندہ ہوجائے۔ چمک دمک ایسی ہے کہ جو آدمی یہاں گوشہ نشیں ہو اُسے یہ اندازہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے کہ نمازِ مغرب کا وقت ہوا یا نہیں۔ دالانوں کی پیشانی پر کلام اللہ کی آیتیں جو سنگِ موسیٰ کو پچّی کر کے نقش کی ہیں، اتنی مستحکم اور پائدار ہیں کہ انھیں پتھر کی لکیر کہنا چاہیئے، اور خوبیوں سے قطع نظر، صرف حرفوں کی خوش نمائی، اُن کے متناسب دائروں، کشش اور مد کا حسن اتنا دل کش ہے کہ "الخط نصف العلم" کا مقولہ سمجھ میں آجاتا ہے۔ میر علی تبریزی کی خطّاطی کا بڑا شہرہ ہے۔ لیکن ان تحریروں کو دیکھ لے تو اس کا دل بھی زیر و زبر ہوجائے۔ باہر کی جانب چاروں طرف خوش وضع چوک اور حجرے ہیں۔ جنوب کے کونے میں سرکاری شفاخانہ اور شمالی کنج میں مدرسہ ہے۔ دونوں عمارتیں نہایت پاکیزہ بنی ہیں۔ المختصر کل مسجد اتنی خوش ترکیب ہے کہ ساری فضا اُس کے سبب روئے حسیناں کی حسیناں کی طرح دل کش معلوم ہوتی ہے۔

قطعہ (ترجمہ) نثر

میں یہ تو نہیں کہتا کہ یہ کعبہ ہے لیکن اتنی بات ضرور
ہے کہ بڑے بڑے اولیا یہاں سر بسجود رہتے ہیں۔ اس

Marfat.com

پاکیزہ اور پر نور عمارت کی تجلی دیکھ کر صبح کی سفیدی دم بہ خود رہتی ہے۔ اِس نورانی عبادت گاہ کو محفلِ قدس کی شمع کہنا چاہیے۔ اس کی امامت کے لیے جبریلؑ موزوں ہیں۔ سنگِ مرمر سے اتنی عمدہ عمارت بنی ہے کہ اس کی وجہ سے کان کو شرف حاصل ہے۔ یہاں آکر نماز پڑھنے والے صرف یہ دعا مانگتے ہیں کہ صاحبقران ثانی کا اقبال زیادہ ہو۔ انھوں نے اس کی تعمیر میں اس دریا دلی کے ساتھ خرچ کیا ہے کہ کان سے جو سیم و زر اور لعل و گہر نکلتے ہیں سب صَرف ہو گئے۔ جس طرح کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ خدا کرے شاہجہاں کی درگاہ بھی اہلِ علم کا قبلہ بنی رہے۔ یہ مسجد کعبے کی مانند ہے، لہٰذا اس کی تاریخ بھی :

"قبلۂ حاجات آمد مسجدِ شاہِ جہاں"

(اردو ترجمہ، ص ص ۵۱۶ - ۵۲۰)

Marfat.com

اخبار الاخیار

مُصنفہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

سید نور الدین مبارک غزنویؒ کا مقبرہ

سید مبارک کا مقبرہ حوض شمسی کے مشرق میں ہے۔ چھے سو بتیس ہجری (مطابق ۱۲۳۴ء) میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

(ص ۳۳)

قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا مزار

اُن کی قبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے پائیں میں ہے۔ آپ کے مزار کا چبوترہ تعظیماً خواجہ قطب الدینؒ کے مزار سے نیچے رکھا گیا تھا۔ اُن کی اولاد کو یہ بات پسند نہیں آئی اور اُس نے (قاضی صاحب کے) چبوترے کو زیادہ اونچا بنوا دیا۔ اُن کی وفات ۶۲۵ ہجری (مطابق

Marfat.com

۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ء) میں ہوئی۔

(ص ۴۹)

شیخ برہان الدّین محمودؒ کا مزار

شیخ صاحب کا مزار حوضِ شمسی کے مشرق کی جانب ہے کہ جسے "تختۂ نور" بھی کہتے ہیں۔ یہاں کے لوگ قبر کی مٹی کو متبرک سمجھتے ہیں اور بچوں کو چٹاتے ہیں، تاکہ علم حاصل کرنے کا سبب بنے، اس وجہ سے نیچے کی طرف سے اُن کی قبر ٹوٹ جاتی ہے۔ کئی بار بالکل ختم ہو گئی اور اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔

(ص ۵۰)

شیخ ترک بیابانیؒ کا مزار

کہتے ہیں کہ وہ (شیخ صاحب) شیخ شہاب الدّین سہروردیؒ کے مُریدوں میں تھے۔ واللہ اعلم۔ ان کے حالات نہیں معلوم ہو سکے، جو لکھے جاتے۔ ان کی قبر قلعۂ دلّی کے نزدیک فیروز آباد کی جانب ہے۔

(ص ۵۱)

خواجہ محمود موئینہ دوزؒ کا مزار

ان کا مقبرہ خواجہ صاحب (خواجہ قطب الدّین کاکیؒ) کے مقبرے کے قریب ہے اور اس دروازے کے باہر ہے، جو حوضِ شمسی کی طرف ہے۔ حاجت مند لوگ اُن کے مقبرے سے ایک پتھر اٹھاتے ہیں اور ایک کونے میں رکھ دیتے ہیں۔ جب ان کی حاجت پوری ہو جاتی ہے تو اس پتھر کے وزن کے برابر شکر بانٹتے ہیں۔

(ص ۵۲)

Marfat.com

خواجہ بست رح کا مزار

خواجہ قطب الدین رح کے مزار کے شمال میں خواجہ صاحب کی قبر سے اونچی ایک قبر ہے۔ جسے لوگ خواجہ بست کی قبر کہتے ہیں؛ اور لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا مقبرہ بننے سے پہلے، دلی فتح ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد یہ قبر بنی ہے۔

(ص ۵۳)

غیاث پور میں حضرت نظام الدین اولیا رح کی خانقاہ

حضرت نظام الدین (غیبی اشارے پر) غیاث پور میں، جہاں آج کل ان کی خانقاہ ہے، سکونت اختیار کی ہے۔

(ص ۵۷-۵۸)

شیخ نجیب الدین متوکل رح کا مزار

ان کا مزار سلطان محمد عادل کی بنائی ہوئی عمارت بجی منڈل کے سامنے خواجہ قطب الدین کے مقبرے کے راستے پر ہے؛ ان کا اور حضرت شیخ نظام الدین کا گھر اسی جگہ تھا۔

(ص ۶۲-۶۳)

شیخ صلاح الدین درویش رح کا مقبرہ

ان کا مقبرہ شیخ نصیر الدین محمود (چراغ دہلی رح) کے مقبرے کے قریب ہے۔ ۲۲ صفر کو اُن کا عرس ہوتا ہے۔

(ص ۶۸)

شیخ نور الدین رح کا مزار

ان کا مزار جمنا کے کنارے شیخ ابوبکر طوسی رح کی خانقاہ کے سامنے ہے۔ یہ مقام باہیبت و

Marfat.com

عظمت ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں پریاں رہتی ہیں۔

(ص ۷۳)

شیخ ضیا الدین رومیؒ کا مزار

ان کا مزار سلطان محمد عادل کے (بنائے ہوئے) بجی منڈل کے سامنے خواجہ قطب الدینؒ کے مقبرے کے راستے میں ہے۔

(ص ۷۳)

شیخ ابوبکر طوسی حیدریؒ کا مزار

ان کی قبر ان کی خانقاہ ہی میں ہے۔

(ص ۷۴)

شیخ فرید الدینؒ کا مزار

ان کی قبر پرانے شہر میں خواجہ قطب الدین کاکیؒ کے مقبرے کے راستے میں بجی منڈل کی طرف ہے۔ ان کا گھر بھی اسی جگہ تھا۔ وہاں چکی کا ایک پتھر پڑا ہوا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے حالتِ سکر میں یہ چکی کا پاٹ اپنے گلے میں ڈال لیا تھا اور اسی حالت میں ناگورہ سے دہلی آئے تھے۔

(ص ۷۴)

سید محمد بن سید محمود کرمانیؒ کا مزار

جمعے کی رات ۷۱۱ ہجری (مطابق ۱۳۱۲-۱۳۱۱ء) میں ان کا انتقال ہوا اور چبوترہ یارانِ دہلی (درگاہ حضرت نظام الدین اولیا) میں دفن ہوئے۔

(ص ۹۴)

Marfat.com

مولانا شمس الدین یحییٰؒ کا مزار

جس زمانے میں سلطان محمد تغلق نے قہر و ستم کی تلوار عام لوگوں کے خلاف اور خاص طور سے مشائخ کے خلاف کھینچ لی تھی۔ اس نے مولانا شمس الدین کو بلایا اور کہا، آپ جیسے دانش مند یہاں کیا کر رہے ہیں۔ کشمیر جائیے وہاں کے بت خانوں میں بیٹھیے اور خلق خدا کو دعوتِ اسلام دیجیے۔ مولانا بادشاہ کے یہاں سے اس ارادے واپس آگئے کہ سفر کا سامان تیار کریں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے شیخ (شیخ نظام الدین اولیاؒ) کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے بلا رہے ہیں میں اپنے خواجہؒ کی خدمت میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے کہاں بھیجیں گے۔ دوسرے دن ان کے سینے پر ایک بہت بڑا پھوڑا نمودار ہوا اور وہ بیمار پڑ گئے۔ یہ خبر جب بادشاہ کو پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ انھیں دربار میں لایا جائے۔ ایسا نہ ہوا ہو کہ انھوں نے بہانا کیا ہو، اسی اثنا میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی قبر چبوترۂ یاران میں ہے۔

(ص ۹۵)

مولانا وجیہہ الدین پائلیؒ کا مزار

ان کی قبر حوض شمسی کے کنارے پر اس قبرستان میں ہے جس میں ان کے شاگرد قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قتلغ خاں مدفون ہیں۔

(ص ۹۶)

خواجہ ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی کا مزار

شیخ نظام الدین اولیاؒ کے مرید تھے۔ فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں انسان کا گزارہ جتنی کم سے کم چیزوں پر ہو سکتا تھا، اس پر قناعت کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ وفات کے وقت دنیا سے خالی ہاتھ اور پاک صاف گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کی میت پر جو بوریا ڈالا گیا

Marfat.com

تھا اُس کے علاوہ اور کوئی چیز ان کی ملکیت نہیں تھی ۔ حضرت شیخ نظام الدینؒ کے مقبرے کے قریب اپنی والدہ کے مزار کے پائیں دفن ہوئے۔

(ص ۱۰۰)

شیخ نظام الدین شیرازیؒ کا مزار

ان کی قبر شیخ علاالدین کے شہر میں ہے. ان کی سکونت بھی وہیں تھی. اپنے گھر کے قریب ہی دفن ہوئے

(ص ۱۰۶)

خواجہ مؤید الدین کرہؒ کا مزار

ان کی قبر خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پائیں میں ہے ۔

(ص ۱۰۶)

شیخ نجیب الدین فردوسیؒ کا مزار

ان کی قبر ایک اونچے چبوترے پر حوض شمسی کے مشرق میں مولانا برہان بلخیؒ کی قبر کے قریب ہے

(ص ۱۱۳)

شیخ عثمان سیاحؒ کا مزار

آپ کا مزار پرانی دلی میں سلطان محمد عادل کے بنائے ہوئے ہفت پُل کے پاس ہے۔

(ص ۱۲۷)

Marfat.com

شیخ شہاب الدین حق گو رح کا مزار

ان کا حق گو لقب اس لیے ہے کہ سلطان محمد بن تغلق نے حکم دیا کہ مجھے محمد عادل کہیں" اور (شیخ شہاب الدین) نے کہا" ہم ظالموں کو عادل نہیں کہہ سکتے۔" سلطان محمد نے انھیں قلعے پر سے نیچے گرا دیا اور وہیں قلعے کے نیچے ان کی قبر ہے۔

(ص ۱۲۷)

شیخ فخر الدین رح کا مزار

ان کا مزار دلی جدید میں فیروز آباد کی طرف ہے۔

(ص ۱۲۷)

شیخ صدر الدین حکیم رح کا مزار

ان کی قبر علاالدین خلجی کی دلی کے قلعے میں ہے۔

(ص ۱۴۲)

سید یوسف بن سید جمال الحسینی رح کا مزار

سید یوسف کا مزار حوض خاص کے پاس ہے۔ ان کی وفات ۷۹۰ ہجری (مطابق ۱۳۸۸ء) میں ہوئی۔

(ص ۱۴۶)

قاضی عبد المقتدر رح کا مزار

ان کا اٹھاسی برس کی عمر میں ۲۶ محرم ۷۹۱ ہجری (مطابق ۸۹-۱۳۸۸ء) کو وفات ہوئی۔ اُن کی اور اُن کے والد کی قبر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رح کے مزار کے قریب حوض شمسی

Marfat.com

جنوبی سمت میں ہے۔ وہ جگہ (جہاں ان دونوں کے مزار ہیں) شیخ عبدالصمدؒ کی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے۔

(ص ۱۴۶)

شیخ زین الدینؒ کا مزار

یہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ خادم اور بھانجے تھے۔ .... ان کا مزار اس گنبد میں ہے جو شیخ نصیر الدینؒ کے مقبرے کے صحن میں ہے۔

(ص ۱۴۷)

مسعود بکؒ کا مزار

یہ شیخ رکن الدین یمان کے مرید تھے .... ان کی قبر شیخ رکن الدینؒ کے مقبرے میں ہے۔ یہ مقبرہ لاڈو سرائے میں خواجہ قطب الدین کے مزار کے قریب ہے۔

(ص ۱۶۲)

مولانا سما الدینؒ کا مقبرہ

۱۷ جمادی الاول ۹۰۱ ہجری (مطابق ۹۶-۱۴۹۵ء) کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا اور آپ کی اولاد کا مقبرہ حوض شمسی کے اوپر کے حصے میں ہے، جہاں آپ کی اولاد کی قبریں قطار اندر قطار ہیں۔

(ص ۲۰۲)

شاہ عبداللہ قریشیؒ کا مزار

ان کی قبر پرانی دلی میں ہے .... ان کی وفات ۲۲ ستمبر کو ہوئی تھی۔

(ص ۲۰۶)

Marfat.com

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاریؒ کا مزار

ان کی وفات ۹۳۲ ہجری (مطابق ۲۶-۱۵۲۵ء) میں ہوئی "شیخ حاجی" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ ان کی قبر دلی میں شاہ عبداللہ قریشیؒ کے مقبرے کے قریب ہے۔

(ص ۲۰۷)

شاہ جلال شیرازیؒ کا مزار

۹۴۴ ہجری (مطابق ۳۸-۱۵۳۷ء) میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار بھی شیخ حاجی عبدالوہاب کے مقبرے کے پاس ہے۔

(ص ۲۱۱)

شیخ سلیمانؒ کا مقبرہ

شیخ صاحب کی وفات ۱۴ محرم ۹۴۴ ہجری (مطابق ۱۵۳۷ء) میں ہوئی۔ ان کا مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مقبرے کے عقب میں ہے۔

(ص ۲۱۲)

شیخ امجد دہلویؒ کا مقبرہ

ان کا مقبرہ حوض شمسی کے بالائی علاقے میں ہے۔

(ص ۲۱۵)

شیخ ادھن دہلویؒ کا مقبرہ

شیخ صاحب کی وفات ۹۲۴ ہجری (مطابق ۱۵۱۸ء) میں ہوئی۔ ان کا مقبرہ حوض شمسی کے مغرب میں ہے۔

(ص ۲۱۵)

Marfat.com

شیخ یوسف قتالؒ کا مزار

ان کی وفات ۹۳۳ ہجری (مطابق ۲۷-۱۵۲۶ء) میں ہوئی۔ ہفت بُرج کی عمارت میں آپ کا مقبرہ ہے۔

(ص ۲۱۵)

مولانا شعیبؒ کا مزار

مولانا کا انتقال ۹۳۶ ہجری (مطابق ۳۰-۱۵۲۹ء) میں ہے۔ ان کا مزار ملک زین الدین....... کی خانقاہ کے قریب شمال کی طرف ہے۔

(ص ۲۱۶)

ملک زین الدینؒ اور وزیر الدینؒ کے مزار

یہ دونوں بھائی تھے......... شیخ زین الدین کو ان کے ایک غلام نے صبح کے وقت دُودھ میں زہر ملا کر پلا دیا اور شیخ وزیر الدینؒ سلطان ابراہیم کے ساتھ ایک جنگ میں شہید ہو گئے۔ ان کا مزار حوضِ شمسی کے مغرب میں ہے۔ ان کی خانقاہ، چبوترہ اور وہ جگہ جہاں مزار ہے، بے مثل ہے اور حوضِ شمسی کے بالائی حصے میں جو عمارتیں ہیں ان میں ممتاز اور مشہور ہے۔

(ص ۲۱۷)

شیخ جمالیؒ کا مقبرہ

شیخ صاحب کا انتقال ۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ ہجری (مطابق ۱۵۳۶ء) میں ہوا۔ شیخ صاحب ہمایوں بادشاہ کے ساتھ گجرات گئے ہوئے تھے، وہیں انتقال ہوا۔ انھوں نے اپنی زندگی ہی اپنا مقبرہ بنایا تھا اور اسی میں رہا کرتے تھے۔ (ص ۲۱۸)

Marfat.com

شیخ عبدالحی حیاتیؒ کا مزار

یہ شیخ جمالی کے چھوٹے لڑکے تھے۔ ان کی ولادت ۹۳۳ ہجری (مطابق ۲۷-۱۵۲۶ء) میں اور وفات ۱۹۵۹ ہجری میں ہوئی۔ ان کی قبر شیخ جمالی کے مقبرے کے چبوترے کے باہر ہے۔

(ص ۲۱۸)

سید حسین پاے مناریؒ کا مزار

۹۴۲ ہجری (مطابق ۳۶-۱۵۳۵ء) میں ان کا انتقال ہوا۔ منارۂ شمسی (قطب مینار) کے پائیں میں ان کا مزار ہے۔

(ص ۲۲۰)

شیخ علاالدینؒ بن شیخ نورالدین اجودھنیؒ کا مزار

ان کی ولادت ۸۷۲ ہجری (مطابق ۶۸-۱۴۶۷ء) میں ہوئی اور ۹۴۸ ہجری (مطابق ۴۲-۱۵۴۱ء) میں انتقال ہوا۔ ان کا مقبرہ پرانی دلّی کے قریب سرائے میں ہے۔

(ص ۲۲۰)

میر سید ابراہیمؒ کا مزار

سلطان سکندر کے عہدِ حکومت کے اواخر میں تقریباً ۹۲۰ ہجری (مطابق ۱۵-۱۵۱۴ء) میں دہلی آئے اور اسلام شاہ کے دورۂ حکومت میں ۹۵۳ ہجری (مطابق ۴۷-۱۵۴۶ء) میں انتقال ہوا۔ ان کا مزار سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے مقبرے اور خانقاہ میں موجود ہے۔ یہ امیر خسروؒ کے مقبرے کے پائیں میں ہے۔

(ص ۲۳۹)

Marfat.com

میر سید عبدالاوّلؒ کا مزار

۹۶۸ ہجری (مطابق ۶۱-۱۵۶۰ء) میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار قلعۂ دہلی میں کشک نروا کے نزدیک قبرستان میں ہے۔

(ص ۲۴۲)

شیخ عبدالعزیز بن حسن طاہرؒ کا مزار

شیخ صاحب ۸۹۸ ہجری (مطابق ۹۳-۱۴۹۲ء) میں جونپور میں پیدا ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں والد کے ساتھ دلی آ گئے۔ ۶ جمادی الآخر ۹۷۵ ہجری (مطابق ۶۹-۱۵۶۸ء) کو اُن کا انتقال ہو گیا۔ ان کا مزار بھی ان کی خانقاہ کے صحن میں ہے۔

(ص ۲۷۰)

مولانا درویش محمد طاہرؒ کا مزار

۹۹۷ ہجری (مطابق ۸۹-۱۵۸۸ء) میں وفات پائی۔ آپ کا مزار دلّی میں شیخ برہان الدین بلخی کے چبوترے کے پاس ہے۔

(ص ۲۷۴)

مولانا بخشیؒ کا مزار

دلّی میں حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے قریب مرزا محمد عزیز جو کہ اپنے عہد کی بڑی مقتدر شخصیت تھے، نے ان کے لیے خانقاہ بنوائی تھی۔ اس خانقاہ میں مشغولِ عبادت رہتے تھے اور یہیں مدفون ہوئے۔

(ص ۲۷۴)

Marfat.com

شیخ حسن بودلہؒ کا مزار

۹۶۴ ہجری (مطابق ۵۷-۱۵۵۶ء) کے آس پاس ان کا انتقال ہوا۔ شاہ سلیم نے ۹۵۹ ہجری (مطابق ۵۲-۱۵۵۱ء) میں آپ کو شہید کیا تھا۔ یہ خواص خاں شیر شاہ سوری کے دوست تھے۔ ان کا مزار دتی بازار میں خواص خاں کے مقبرے کے پاس ہے۔

(ص ۲۷۶)

بی بی سارہؒ کا مزار

یہ شیخ نظام الدین ابوالمؤیدؒ کی والدہ تھیں۔ ان کا مزار پرانی عیدگاہ کے کنارے پر ہے کہ جس کے پس پشت حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کاکی کا مزار ہے۔

(ص ۲۸۰)

بی بی فاطمہ سامؒ کا مزار

سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ بی بی فاطمہ کا مزار اندرپت قصبے کے نواح میں ہے۔ لیکن میں یعنی مؤلف اخبار الاخیار کہتا ہوں کہ ان کا مزار دلی کے نخاس دروازے کے قریب ایک کھنڈر میں ہے کہ جسے کوئی نہیں جانتا۔

(ص ۲۸۱)

بی بی زلیخاؒ کا مقبرہ

شیخ نظام الدین اولیاؒ کی والدہ تھیں۔ ان کا روضۂ مبارک شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے متصل ہے۔ ان کا گھر بھی وہیں تھا۔

(ص ۲۸۳)

Marfat.com

بی بی اولیاؒ کا مزار

ان کا مزار دلّی میں قلعۂ علائی کے باہر ہے۔

(ص ۲۸۳)

Marfat.com

منتخب التواریخ

جلد اوّل

مُصنّفہ

عبدُالقادر بن ملوک شاہ بداونی

مرتّبہ

مولوی احمد علی

دلّی میں قطب کی لاٹ، مسجد قوّت الاسلام وغیرہ کی تعمیر

(قطب الدین ایبک) نے دلّی کو دار السلطنت بنایا اور اس کے اطراف میں نظم و نسق قائم کیا۔ اس دن سے دلّی سلاطین کی تخت گاہ بن گئی اور چھے سو ہجری (مطابق ۱۲۰۹-۱۲۱۰ء) میں مینار (قطب مینار) دوسری عمارتیں جیسے مسجد (مسجد قوّت الاسلام) وغیرہ عہد سلطان شمس الدین التمش میں تعمیر ہوئیں۔ (ص ۵۱)

Marfat.com

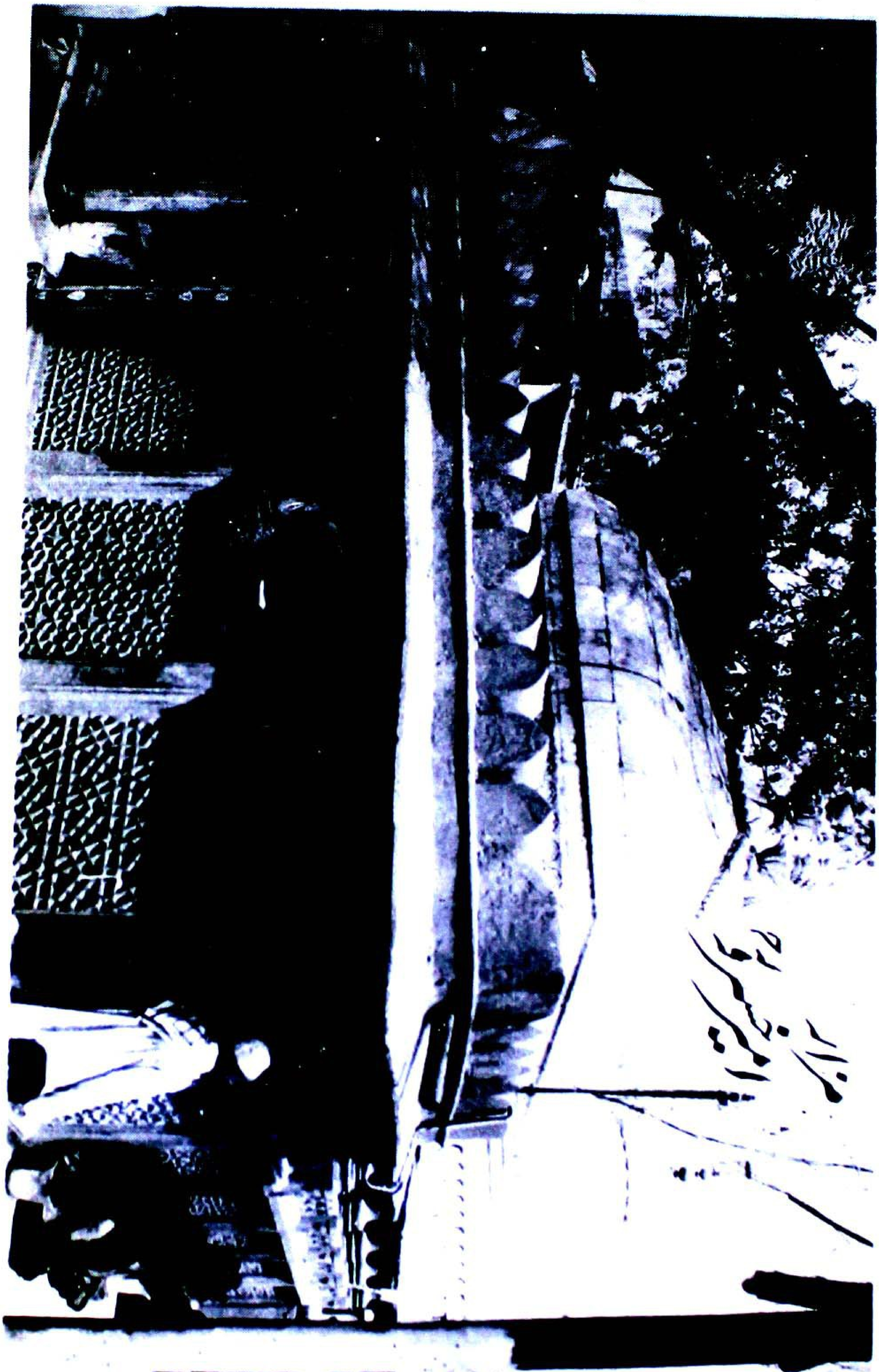

Marfat.com

Marfat.com

شہرِ نو

(سلطان جلال الدین خلجی) نے جمنا کے کنارے قصرِ معزی (معز الدین کیقباد کا بنایا ہوا محل) کے سامنے ایک باغ اور نیا شہر بنایا اور اس کی فصیل پتھر سے بنوائی۔ جب شہر بن گیا تو اسے "شہرِ نو" کے نام سے منسوب کیا۔

(ص ۱۶۷ - ۱۶۸)

غیاث پور (بستی حضرت نظام الدینؒ)

چھے سو اکیانوے ہجری (۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ء) میں مغلوں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ سنام میں جلال الدین خلجی نے مغلوں کا مقابلہ کیا اور انھیں زبردست شکست دی۔ مغلوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ چنگیز خاں کے پوتے الغو نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے ساتھ کئی ہزار مغلوں نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بادشاہ نے الغو کو داماد بنالیا اور (یہ لوگ غیاث پور میں سکونت پذیر ہو گئے)۔ آج کل وہاں سلطان المشایخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہٗ کا مقبرہ ہے اور مغل پور کے نام سے مشہور ہے اور ان مغلوں کو نومسلم کہا جاتا ہے۔

(ص ۱۷۳)

امیر خسروؒ کا مزار

امیر خسروؒ کی وفات ۷۲۵ ہجری (مطابق ۲۵ - ۱۳۲۴ء) میں ہوئی اور دلّی میں اپنے پیر رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قبر کے پائیں مدفون ہیں۔ مولانا شہاب معمائی نے ان کا جو قطعۂ تاریخ کہا تھا وہ ایک پتھر پر نقش کر کے ان کے مزار پر نصب کر دیا ہے۔ قطعہ یہ ہے:

زمیں را ازیں لوح شد سرفرازی
بدورانِ بابرْ شہنشاہِ غازی

Marfat.com

میر خسرو، خسروِ ملکِ سخن
آن محیطِ فضل و دریای کمال
نثرِ او دل کش تر از ماءِ معین
نظمِ او صافی تر از آبِ زلال
بلبلِ دستان سرائے بیقرین
طوطیِ شکر مقالِ بی مثال
از پئے تاریخِ سالِ فوتِ او
چوں نہادم سر بزانوی خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او
دیگری شد طوطیِ شکر مقال

(ص ۲۰۱)

قلعۂ تغلق آباد

غیاث الدین تغلق نے تغلق آباد کا قلعہ اور تمام عمارتیں بنائیں۔ جب یہ عمارتیں مکمل ہوگئیں تو وہاں خوشی کا جشن منایا۔ بدر چاچی نے قلعے کے مکمل ہونے کی تاریخ فادخلوھا سے نکالی۔

ص ۲۲۲

افغان پور کا محل

(سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ نے) جب سنا کہ سلطان تغلق شاہ، بہادر شاہ کو ساتھ لے کر فتح و کامرانی کے جھنڈے لہراتا ہوا دلی آ رہا ہے، تو الغ خاں نے حکم دیا کہ تین دن

Marfat.com

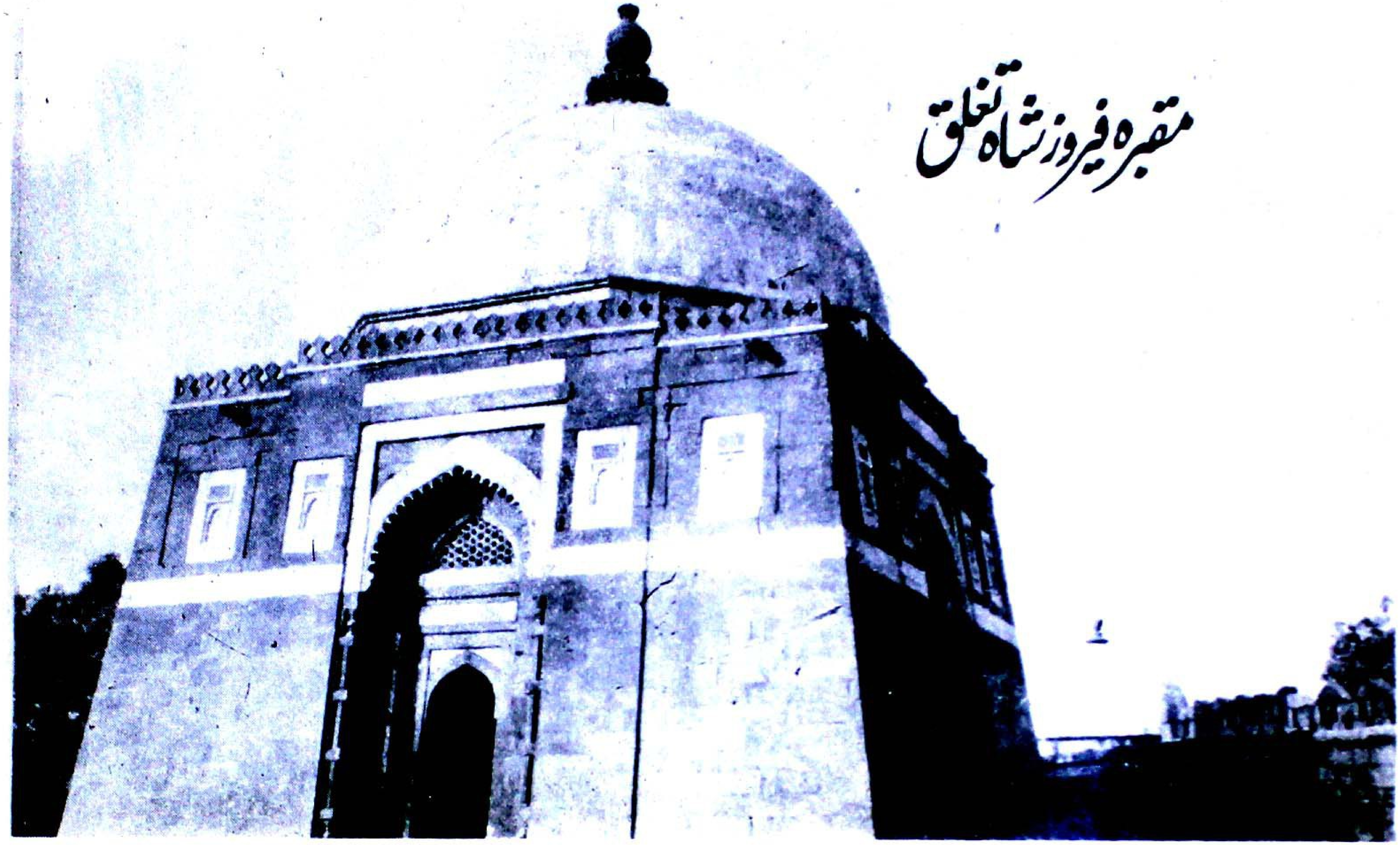

مقبرہ فیروز شاہ تغلق

Marfat.com

Marfat.com

کے اندر اندر ایک عالی شان محل تغلق آباد سے تین کروہ کے فاصلے پر افغان پور میں تعمیر کیا جائے، تاکہ سلطان تغلق اس میں اُتریں، رات گزاریں اور آرام کریں اور نیک ساعت میں وہاں سے تغلق آباد میں ورود فرمائیں۔

سلطان وہاں پہنچا اور الغ خاں نے تمام اکابر و اعیان کے ساتھ اس کے استقبال کو پہنچا اور کھانے کا انتظام کیا۔ سلطان تغلق نے کہا کہ وہ جو ہاتھی بنگالہ سے اپنے ساتھ لایا ہے انھیں دوڑائے جائیں۔ نئے محل کی بنیاد ابھی تازہ اور کمزور تھی، اس لیے ہاتھیوں کی دوڑ سے زمین ہل گئی۔ چوں کہ لوگوں (بادشاہ کے ساتھیوں) کو علم تھا کہ فوراً روانہ ہونا ہے، اس لیے وہ بغیر ہاتھ دھوئے باہر آگئے۔ سلطان تغلق (ابھی) ہاتھ دھو رہا تھا۔ باہر نہیں گیا تھا محل اس کے سر پر گرا اور اس نے زندگی سے ہاتھ دھوئے۔

(ص ص ۲۲۴-۲۲۵)

فیروز آباد کی تعمیر

سلطان فیروز شاہ تغلق سات سو پچپن ہجری میں دلّی آیا اور اس نے جمنا کے کنارے فیروز آباد کی بنیاد رکھی۔

(ص ۲۴۴)

مقبرہ سلطان فیروز شاہ تغلق

۷۹۰ ہجری (مطابق ۱۳۸۸ء) میں سلطان فیروز شاہ تغلق نے وفات پائی۔ اسے حوض خاص کے کنارے دفن کیا گیا۔ اس کے مزار پر ایک شان دار گنبد بنایا گیا۔

(ص ۲۵۵)

شہر مبارک آباد

سنہ سات سو سینتیس ہجری (۳۶-۱۳۳۷ء) میں مبارک شاہ نے جمنا کے کنارے

Marfat.com

ایک شہر بنایا جو اصل میں خراب آباد تھا۔ (خراب آباد اس لیے کہا گیا ہے کیوں کہ ایک دن مبارک شاہ، مبارک آباد کی زیرِ تعمیر عمارتوں کا معائنہ کرنے گیا ہوا تھا اور جمعے کی نماز کی تیاری کر رہا تھا کہ میران صدر نے اسے قتل کر دیا)۔

(ص ۲۹۸)

شیر شاہ سوری کا شہر

(شیر شاہ سوری) جب سلطان علاالدین کی آباد کی ہوئی پُرانی دلی پہنچا تو اسے بھی اس نے برباد کر دیا، اور قلعۂ دین پناہ میں کہ جسے محمد ہمایوں بادشاہ نے آباد کیا تھا، جسے تین کروہ کی لمبائی میں فیروز آباد نام سے ایک شہر آباد کیا اور اس قلعے کا دروازہ پتھر اور چونے کا بنوایا۔

(ص ۳۶۳)

شیر منڈل

۷، ربیع الاول ۹۶۳ ہجری (مطابق ۱۵۵۶ء) میں بادشاہ (ہمایوں) کتاب خانے کے کوٹھے پر تھا، جو دین پناہ کے قلعے میں تعمیر کیا گیا تھا۔ (ہمایوں) کتاب خانے سے باہر آیا اور جب وہ نیچے اُتر رہا تھا تو مؤذن نے اذان دی۔ اذان کی تعظیم کی وجہ سے وہ بیٹھ گیا۔ جب وہ (اذان ختم ہونے کے بعد) کھڑا ہونے لگا تو اس کا عصا پھسل گیا اور اس کے قدم ڈگمگا گئے اور کچھ سیڑھیوں پر سے وہ لڑھکتا ہوا زمین پر آگیا۔ .....

اسی مہینے کی ۱۵، تاریخ کو بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔

(ص ص ۴۶۵- ۴۶۶)

مقبرہ ہمایوں

اسی سال دلی میں جمنا کے کنارے میرک مرزا غیاث کی نگرانی میں ہمایوں بادشاہ

Marfat.com

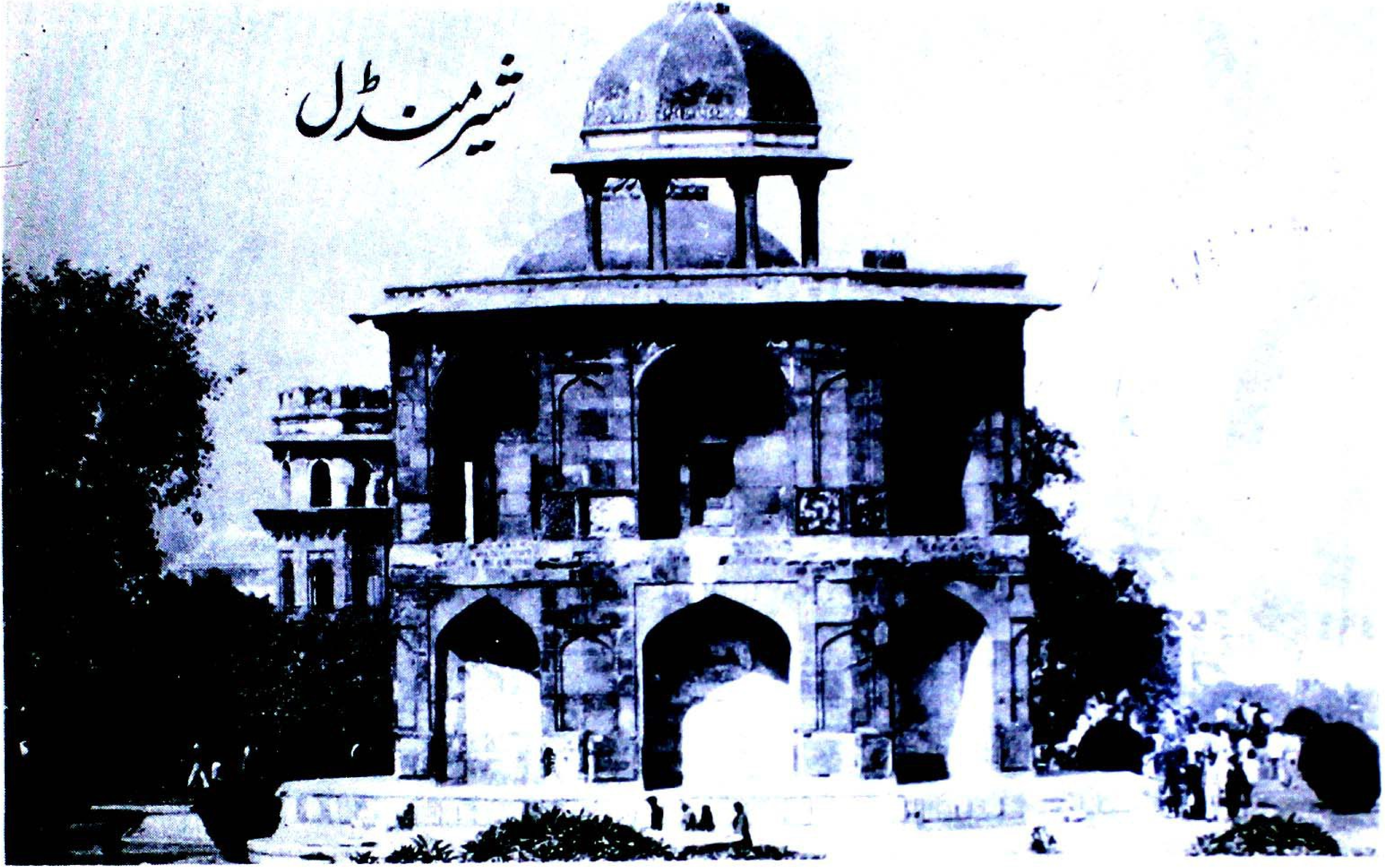

Marfat.com

Marfat.com

کے مقبرے کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ آٹھ، نو سال میں یہ عمارت مکمل ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمارت انتہائی حیرت انگیز اور پُرفضا ہے۔

(ص ۴۶۸)

Marfat.com

تاریخِ داؤدی

عبداللہ

مُرتبہ

شیخ عبدالرشید

سلطان بہلول لودی کا مقبرہ

سلطان بہلول لودی کا قصبہ سکیٹ (دہلی میں اب یہ علاقہ ساکیت کے نام سے جانا جاتا ہے) ۸۹۴ ہجری (مطابق ۱۴۸۹-۸۸ء) میں انتقال ہوا۔

گر افراسیاب است ور پور زال
بباید ز دست اجل گوشمال

جود باغ (مطبوعہ تاریخِ داؤدی میں یہ باغ "جود" ہے جو غلط ہے) کے متصل دلّی میں مقبرے میں مدفون ہوا، جس کی عمارت عالی شان ہے۔

(ص ص ۲۰-۲۱)

Marfat.com

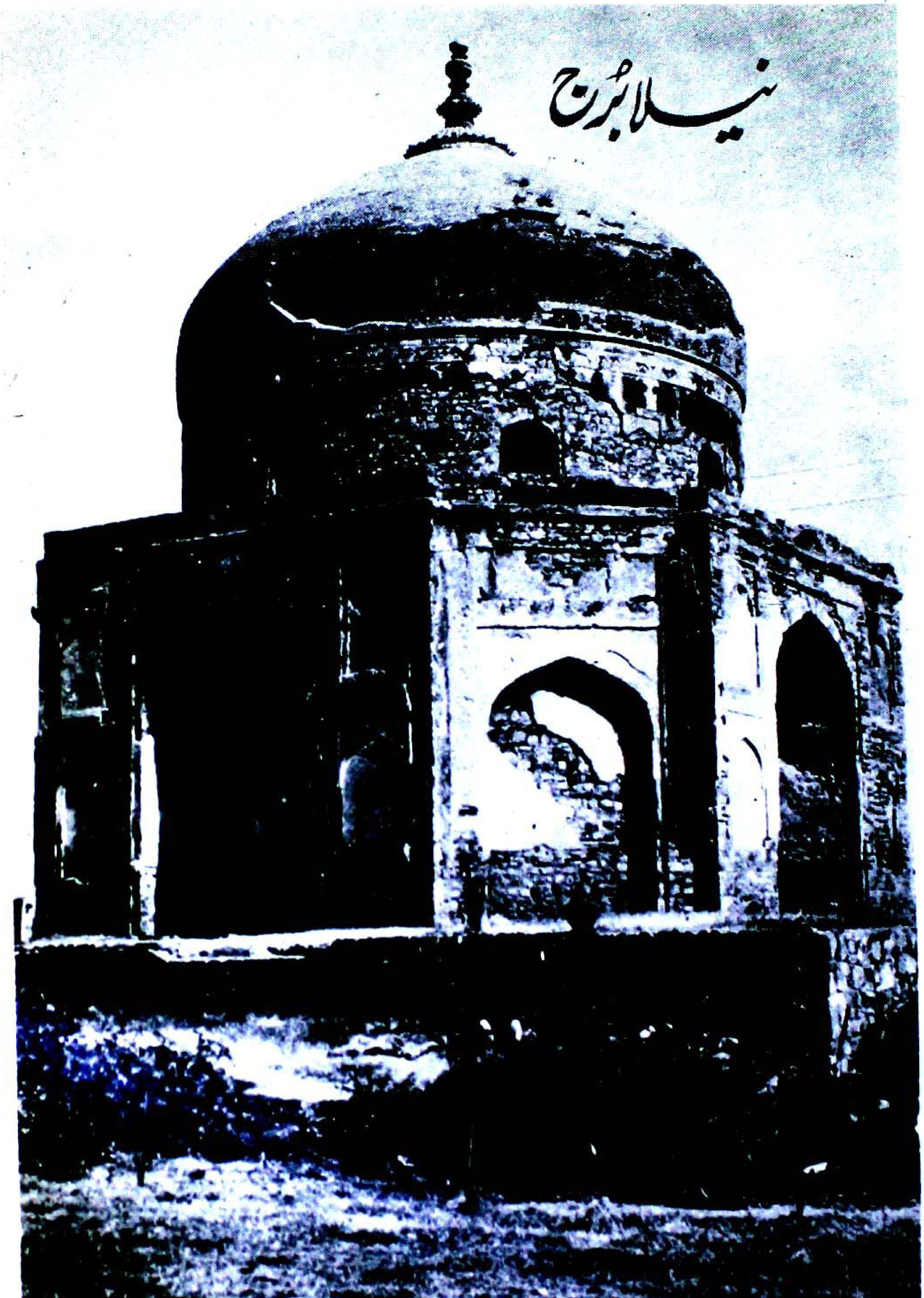

Marfat.com

Marfat.com

قلعۂ شیر گڑھ

اس فتح کے بعد شیر شاہ دلی کی طرف واپس ہوا اور ۹۴۷ ہجری (مطابق ۴۱-۱۵۴۰ء) دہلی آ گیا۔ قلعۂ علائی، جو بہت بلند اور مستحکم تھا، بعض نفسانی تعصبات یا رقابتِ انسانی کی وجہ سے (شیر شاہ نے) ویران کر دیا اور دریائے جمنا کے کنارے فیروز آباد اور کیلو کھڑی کے درمیان قصبہ اندرپت میں دو تین کوس کے فاصلے پر پرانے شہر کو نئے شہر میں بدل دیا جو اب تک آباد ہے۔ شاندار مسجد بنائی اور بہت جلد تعمیر مکمل کی۔ قلعہ بہت لمبا چوڑا اور بہت بلند بنایا، جو اس کے عہدِ حکومت میں (یہ قلعہ) مکمل نہ ہوا۔ ہاں قلعے کے اندر چھوٹے سے محل کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ اس محل کا نام "شیر منزل" رکھا۔

(ص ص ۱۴۸-۱۴۹)

شیر شاہ کی عمارتیں

دارالخلافہ دلی شہر جمنا کے کنارے سے دور تھا، اسے ویران کر کے (شیر شاہ سوری نے) جمنا کے کنارے شہر آباد کیا اور حکم دیا کہ ایک قلعہ اور ایک مسجد ایسے بنائے جائیں جو مضبوطی میں پہاڑ اور بلندی میں ثریا سے اونچے ہوں۔۔۔۔۔ جامع مسجد کی نقاشی میں سونا، لاجورد اور شنگرف بہت خرچ کیا گیا اور وہ قلعہ جو شہر میں بنایا گیا تھا ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

(ص ص ۲۱۷-۲۱۸)

Marfat.com

خزائن الفتوح

امیر خسرو

مُرتّبہ

محمد وحید مرزا

دارالعدل

اُس دارالعدل کی بنیادگزاری کی داستان، جس نے لوگوں کے لیے فیض کا دروازہ کھول دیا۔

....

پھر اُس (علاالدین خلجی) نے دارالعدل قائم کیا۔ جو پاکباز اور نیک کردار لوگوں کی پیشانی سے زیادہ کُشادہ تھا...... (یہ کہنا مشکل ہے کہ کوئی امیر خسرو "دارالعدل" کی عمارت کا ذکر کر رہے ہیں۔ یا یہ محض ایک 'محکمہ ہے' جسے علاالدین خلجی نے قائم کیا تھا۔ خلیق)

(ص ص ۲۱-۲۲)

Marfat.com

مسجد قوۃ الاسلام

اُس کارِ خیر کا ذکر جس کی بنیاد اُس کے بانی (علاالدین خلجی) نے رضائے خداوندی کے لیے رکھی...... پھر دین و دنیا کی تعمیر اس (خلجی) کے بعد خدا کے درمیان راز ہے۔ اس نے کارِ خیر کی ایسی بنیاد رکھی، جو آسمان کے لیے بھی قابلِ رشک تھا۔ اُس نے اس نیک کام کی ابتدا دارالسلطنت (دلّی) کی مسجد جامع (مسجد قوۃ الاسلام) سے کی۔ اس نے حکم دیا کہ تین قدیم (پہلے سے بنے ہوئے) مقصوروں میں چوتھے مقصورے کا اضافہ کیا جائے۔ یہ مقصورہ اتنے (اونچے) ستونوں کا سہارا دے کر بنایا جائے کہ اُسے آسمان دوسرا بیت المعمور (کہتے ہیں کہ چوتھے آسمان پر بیت المعمور نام کی ایک مسجد ہے جو فرشتوں سے بھری رہتی ہے) کہہ کر پکارے۔ حکمِ عالی پر آسمان سے سورج کے پتھر لائے گئے اور زمین سے پتھروں کو چاند تک پہنچایا (یعنی مقصورہ بہت بلند بنایا) اور پتھروں پر قرآن کی آیتیں اس طرح نقش کیں کہ موم پر بھی ایسے نقش نہیں بن سکتے اور اتنا اونچا پہنچا دیا۔ ایسا لگتا ہے جیسے کلامِ خدا آسمان پر جائے گا اور دوسری طرف (پتھروں پر منقوش آیتوں کو) اتنا نیچے پہنچا دیا کہ نزولِ قرآن کا واقعہ یاد آتا ہے۔ کتبوں کو اتنا بلند کر دیا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا، جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ جب یہ عمارت برجوں سے لے کر فرش تک) اوپر سے نیچے تک مکمّل ہوگئی تو شہر میں اور مسجدیں اتنی مضبوط بنائیں کہ قیامت کے دن جب زلزلہ آئے گا' اور جب ہزار چشمۂ فلک کے بام زمین پر گریں گے' تو (اس کی) کسی محراب کا گوشۂ ابرو بھی خم نہیں ہوگا۔ جن پرانی مسجدوں کی دیواریں آگے جھک گئی تھیں یا بالکل گر گئی تھیں' اور جن کی چھتیں بھی گرنے والی تھیں (معماروں نے اُن کے ستونوں کو اس طرح سیدھا کھڑا کیا کہ اُن کی بنیادیں مضبوط ہوگئیں (جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ) مذہبِ اسلام کے ستون نماز ہیں اور اُن کی چاروں دیواریں ایسی مضبوط ہوگئیں جیسے اسلام کے پانچ رکن۔ اُن مسجدوں کے اندر اور باہر سفیدی کرکے انھیں ایسا نورانی بنا دیا جس کے سفید اور چمکدار

Marfat.com

رُنگ کو دیکھ کر آسمان کا رنگ نیلا پڑ گیا۔

(ص ۱۴)

علائی لاٹھ

.... اُس (علاالدین خلجی) نے فیضِ خداوندی سے پرانی اور بوسیدہ مسجدوں کو نئی زندگی بخش دی، اور اس طرح یہ مسجدیں قابلِ احترام کعبے کی طرح برباد ہونے سے بچ گئیں۔ پھر بلند حوصلگی کی وجہ سے، اُس نے ارادہ کیا کہ مسجد کے بلند منارے، جو یگانۂ روزگار ہیں، کا جواب پیدا کرے (یعنی قطب مینار کی طرح ایک اور مینار تعمیر کرے ..... اس نے پہلے حکم دیا کہ مسجد کا صحن، جتنا زیادہ ممکن ہو، اتنا وسیع کیا جائے تاکہ مسلمان کہ جنھیں خدا نے توفیق دی ہے کہ اس دنیا میں نہیں سما سکتے، انھیں دنیا میں ایک اور دنیا نظر آئے۔ (بادشاہ نے یہ حکم بھی دیا کہ استحکام کے لیے عمارت کا محیط پہلے منارے (قطب مینار) سے دُگنا ہو .... تاکہ پرانے منارے کا کلاہ (اوپر کی منزل) نئے منارے کے درمیان کے قبّے کے برابر ہو ....

ہندوستان کے سنگ تراشوں نے، جن کے فنِ سنگ تراشی پر فرہاد کو بھی رشک آتا تھا، اپنے تیشے سے پتھروں کو اتنا ہموار اور چکنا کر دیا کہ اگر اُس پر سے خیال گزرے تو اُس کے قدم ڈگمگا جائیں .... عمارت کی تعمیر کی جو تاریخ دیوار پر لکھی گئی، وہ سات سو گیارہ ہے۔

(ص ص ۲۵-۲۶)

شہر کی فصیل

شہر (دلّی) کی مضبوط فصیل کی تعمیر کا ذکر۔ یہ (فصیل دنیا میں دوسری سکندری کی طرح ہے ....

دلی کی فصیل کعبۂ معظمہ کے بعد دوسری ہے۔ (یہ فصیل) بہت عرصے پہلے تعمیر

Marfat.com

ہوئی تھی۔ . . . . . . قدامت کی وجہ سے دیوار جگہ جگہ سے گر گئی تھی۔ اُس کے کنگروں نے کبھی جنھیں دیکھنے والوں کی ٹوپیاں گر جاتی تھیں۔ خود اپنے کلاہ زمین پر پھینک دیے۔ (یعنی گر پڑے تھے) جب علاؤالدین خلجی کا زمانہ آیا، خدا کرے وہ تا قیامت سلامت رہے۔ اُس نے حکم دیا کہ خزانے مٹی اور پتھروں کے ہم وزن سونا لے کر اس کی تعمیر پر خرچ کیا جائے۔ ماہر معماروں نے کام شروع کر دیا اور بہت جلد پرانی کی جگہ نئی فصیل تعمیر کرادی.... چوں کہ یہ شرط ہے کہ نئی عمارت کی بنیاد) میں خون ڈالا جائے' اس لیے کئی ہزار بکروں جیسی داڑھی والے منگلوں کو اس پر قربان کیا گیا۔

(ص ص ۲۷-۲۸)

ایک اور قلعے کی تعمیر کا ذکر' کہ جو بادشاہ کی عنایت سے آسمان سے باتیں کرنے لگا

جب دارالعلا محمدی کے معماروں کو دلّی کی عمارتوں کی تعمیر کا (مناسب) معاوضہ مل گیا، تو (بادشاہ نے تمام ملک میں جو فصیلیں اور قلعے تھے اور برسات کی وجہ سے اُن میں نمی پیدا ہوگئی تھی۔ جن کے در بند (دروازوں کی آنکھیں) اونگھ رہی تھیں یا سو رہی تھیں (یعنی اب کوئی اُن عمارتوں کے دروازے نہیں کھولتا تھا) جن میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ جنھوں نے منہ کھول دیا تھا اور دانت دکھا رہی تھیں (یعنی بالکل خستہ ہوگئی تھیں)...... بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کی مرمّت کی جائے۔

(ص ص ۲۸-۲۹)

پُرانی مسجدوں کی تعمیر

شہری اور دیہی علاقوں میں مسجدوں کی مرمّت کرائی تاکہ تمام دنیا، تسبیح اور اذان کی آوازوں سے گونج اُٹھے۔ . . . . ہر اُس مسجد کی تعمیر کی گئی کہ جس کی حالت خستہ ہوگئی

Marfat.com

تھی۔ اُن میں سے کچھ مسجدوں کے طاق زمین پر گرے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے قبر اور مُصلّے کی محرابیں۔ بعض (مسجدوں) کی دیواریں بار بار مرمّت کی وجہ سے ایسی لگتی تھیں جیسے پیوند لگا ہوا کپڑا۔ مسجدوں کو مٹی سے بھری ہوئی مٹی سے تیمم کراتی تھیں۔ بارشوں میں بھیگنے کی وجہ سے بعض مسجدوں کے ستون اور شہتیر جُھک گئے تھے۔ انھوں نے چاندی کو اس طرح بہایا جیسے پانی ہو۔ (بہت روپیہ خرچ کیا) اور سب کی مرمّت کی۔

(ص ۲۹)

حوض شمسی

اس حوضِ سلطان کا ذکر، جس کا آبِ زلال، آبِ خضر سے نئی زندگی حاصل کرتا ہے۔

حوض سلطان کہ شمسی کے نام سے چشمۂ خورشید کی طرح روشن رہے گا..... حوض اُس (سورج) کی گرمی سے خشک ہو جاتا ہے۔ اس سال متحرک آسمان کی ترغیب پر اُس پر (حوض پر) اتنے زور سے گرم ہوا کہ اُسے بے آب (خشک) کر دیا۔ چناں چہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے حوض کی تہ میں دراڑیں پڑ گئیں اور (زمین) پارہ پارہ ہو گئی۔........ سورج نے حوض کے چشموں کو خشک کر دیا تھا، اتنی تیز بارش ہوئی کہ حوض کے چشموں میں پانی آگیا.... فی الحال شہر میں میٹھا پانی مہیا ہو گیا۔ تمام کنوؤں کا کھاری پن ختم ہو گیا........ اتنی تیز بارش ہوئی کہ حوض کے چبوترے (یہ چبوترہ حوض کے وسط میں تھا) کے چاروں کونوں پر دو یا تین چشمے نکل آئے اور چند روز میں پانی چبوترے تک پہنچ گیا۔ (یعنی حوض بھر گیا، حوض کے وسط میں ایک مربع چبوترہ تھا اور چبوترے پر ایک گنبد بنا ہوا تھا۔

(ص ص ۳۰-۳۱)

Marfat.com

تاریخِ مبارک شاہی

مؤلفہ

یحییٰ بن احمد سرہندی

افغان پور (دلّی کے قریب) نئے محل کی تعمیر اور غیاث الدین تغلق کی موت

سلطان (غیاث الدین تغلق) وہاں (لکھنوتی) سے دلّی کی طرف واپس روانہ ہوا ......
جب موضع افغان پور پہنچا کہ جو دربارِ عام کے لیے بنایا گیا تھا اور عجلت میں تعمیر ہونے کی وجہ سے اُس میں ابھی نمی باقی تھی۔ اس (غیاث الدین تغلق) نے حکم دیا کہ وہ ہاتھی جو لکھنوتی سے مالِ غنیمت کے طور پر لائے گئے تھے انھیں ایک ساتھ دوڑایا جائے۔ محل میں ابھی نمی باقی تھی کہ کوہ پیکر ہاتھیوں کے قدموں (کی دھمک سے) زمین ہل گئی اور محل گر پڑا۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرحوم محل کے نیچے دب کر ایک آدمی کے ساتھ شہید ہوگیا۔ یہ واقعہ ماہ (ربیع الاوّل

Marfat.com

۷۲۵ھ) میں پیش آیا۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں بھی شیخ الاقطاب شیخ محی الدین نظام الحق والشرع والدین کی رُوحانی قوت کام آئی۔ جب (سلطان غیاث الدین تغلق نے) روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو شیخ نے اپنی زبانِ دُرِ بار سے فرمایا کہ دلی تجھ سے دُور ہے۔ جب سلطان فتح و کامیابی کے ساتھ افغان پور آیا تو اُس نے کہا کہ دشمن کو کچل کر میں دلی سلامت واپس آگیا، لیکن یہ خبر شیخ الاقطاب تک پہنچی تو فرمایا کہ دلی تجھ سے دُور ہے اور یہ واقعہ ماہِ مذکور (ربیع الاول ۷۲۵ھ) میں رُونما ہوا:

شعر

جہاں گر گنی در تہِ پائے خویش

بہ جنبی سرانجام بر جائے خویش

(اگر تو ساری دنیا کو اپنے قدموں تلے روند دے لیکن آخر کار تو اپنی جگہ (قبر) سوئے گا۔)

(ص ص ۹۶-۹۷)

کوٹلہ فیروز شاہ

الغرض سنہ مذکور میں (۷۵۳ھ) چند ماہ بعد (فیروز شاہ تغلق) کلانور کے لیے روانہ ہوا اور منجھور کے علاقے میں شکار کر کے دلی کی طرف روانہ ہوا۔ اُسی سال کوشک (موجودہ کوٹلہ فیروز شاہ) مسجد اور حوض خاص کے بالائی حصے پر مدرسہ تعمیر کیا۔

(ص ص ۱۲۳-۱۲۴)

کچھ عرصے بعد اُس نے (فیروز شاہ) فیروز آباد جیسے عظیم شہر حرسہا اللہ عن الآفات (خدا اُسے آفات سے محفوظ رکھے) آباد کیا۔

(ص ۱۲۵)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

تاریخِ شاہی

مؤلفہ

احمد یادگار

شیر شاہ کی دلّی

وہ شہر (شیر شاہ کی دلّی) شیر شاہ کے حکم سے دریائے جمنا کے کنارے آباد کیا گیا تھا۔ (اسے دیکھ کر) خوش ہوا۔ اس کے آباد ہونے پر خدا کا شکر ادا کر کے وہاں مقیم ہو گیا۔

(ص ۲۲۶)

سلیم گڑھ

(سلیم شاہ نے) شہر کے نزدیک قلعۂ دین پناہ کے سامنے دریائے جمنا کے کنارے قلعۂ اسلام گڑھ بنایا۔ اتنا مضبوط اور کوئی قلعہ ہندوستان میں نہیں ہوگا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے (پورا قلعہ) ایک پتھر سے تراشا گیا ہے۔

(ص ۲۵۶)

Marfat.com

قانونِ ہمایونی

مؤلفہ

غیاث الدین محمد مشہور بہ خواند امیر

دین پناہ

عدل و احسان کے قواعد کے اس بنیاد گزار (ہمایوں بادشاہ) کی بنائی ہوئی تمام عظیم الشان اور عجیب و غریب تعمیرات میں شہر دین پناہ، بے مبالغہ دین داران شب بیدار کی پناہ گاہ ہے۔ .... ۹۳۹ ہجری (مطابق ۱۵۳۳ء) میں شعبان کے مہینے میں گوالیار کے قلعے میں بادشاہِ سکندر آثار (ہمایوں بادشاہ) رونق افروز تھے، جس کی وجہ سے یہ قلعہ حصار سپہر دوّار کے لیے باعثِ رشک بنا ہوا تھا۔ ایک رات ہمایوں، تخت بخت و فیروزی پر جلوہ فرما تھے (انھوں نے) اُس دربار کے لوگوں کو جو فردوس جیسا تھا اور علما و فضلا کو مجلس میں حاضر رہنے کی اجازت دے رکھی تھی اور ہر طرف (بیٹھے ہوئے لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ اُس اثنا میں زبانِ الہام بیان سے سخن کی یہ گوہر افشانی کی مدت سے ہمارے سر میں اس خیال نے اور دل میں اس ارادے نے جڑ پکڑ لی ہے کہ حضرتِ دلی کے دارالسلطنت کے

Marfat.com

قریب ایک ایسا رفیع و وسیع شہر بنایا جائے، جس کی فصیل کے کنگرے خورنق اور سدیر (نعمان بن منذر نے بہرام گور کے لیے خورنق اور سدیر جیسی عجیب و غریب عمارتیں بنائی تھیں) پر طعنہ زن ہوں اور اُس کے بُرجوں کے پاسبان زحل کی ہمسری کا دعوے کریں۔ اُس شہر میں سات منزلہ ایک محل تعمیر کیا جائے اور اُس کے چاروں طرف بے مثال باغ لگائے جائیں۔ ان عمارتوں کی خوش نمائی اور شان و شکوہ کے بارے میں جو بھی سُنے، وہ انھیں دیکھنے کے لیے دنیا کے کونے کونے سے دوڑے ہوئے آئیں۔ صاحبانِ فضل و علم کی اس جائے پناہ بیدار مغز و شب بیدار بزرگوں کے اس مسکن کا نام "دین پناہ" ہو۔ اس فردوس مرتبت محفل کے حاضرین تحسین و آفرین کے لیے زبانِ اخلاص سے لب کشا ہوئے۔ اس اثنا میں امیرالظرفا قدوۃ الفضلا مولانا شہاب الدین احمد معمائی کو خیال آیا کہ حسابِ جمل کی رو سے شہر بادشاہ دین پناہ سے ۹۴۰ برآمد ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر اس تاریخ (سال میں) میں اس شہر کی بنیاد رکھی جائے تو عجیب و غریب اتفاق ہوگا۔ اسی وقت یہ بات (بادشاہ) کے گوش گزار کی گئی۔ حضرتِ اعلیٰ اور درباریوں نے اس حسنِ اتفاق پر تعجب کا اظہار کیا۔

.... قصہ مختصر سبب مذکور کی وجہ سے طاقت ور اور فتح مند بادشاہ کے دل میں یہ ارادہ مصمم ہوگیا۔ خدا کی حفاظت میں گوالیار سے آگرے واپس آنے کے بعد ذی الحجہ ۹۳۹ ہجری (مطابق ۱۵۳۳ء) دارالسلطنت دلّی کی طرف موڑ دیں۔ اس جنّت صفات شہر، خدا اسے آفت سے بچائے، پہنچنے پر، استخارے اور استشارے کے بعد دریائے جمنا کے کنارے دین پناہ شہر کی بنیاد رکھنے کے لیے ایک ٹیلا پسند کیا۔ وہاں سے شہر تقریباً تین کوس کے فاصلے پر تھا۔ محرم الحرام ۹۴۰ ہجری (مطابق ۱۵۳۳ء) کے وسط میں اس گھڑی جس کا انتخاب عالم جیوتشوں اور ماہرِ فن ستارہ شناسوں نے کیا تھا، مشائخ عظام قابلِ احترام سید، علما اور دلّی کی مسجدوں کے امام اور بزرگ حضرات بادشاہ بحر کرمت آئے، خدا کے حضور میں نئے شہر کی بنیاد کی سلامتی اور حکومت کے استحکام کی دعا کی۔ پہلے بادشاہ نے اپنے دستِ حق پرست سے زمین پر پہلی اینٹ رکھی۔ پھر عالی مرتبہ حاضرین میں سے ہر ایک اینٹ ہاتھ میں لے کر اُس مقام پر آیا اور اتنی بھیڑ ہوگئی کہ سپاہیوں، فوجیوں، معماروں اور

Marfat.com

طاقت ور مزدوروں کو (بنیادیں) ٹھیک سے پتھر رکھنے اور مٹی لانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اسی دن بادشاہ کے محل کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔ اب تک کہ سنہ مذکور ۹۴۰ ہجری (مطابق ۱۵۳۴ء) کے اواخرِ ماہِ شوال ہے۔ فصیل، دیواریں اور دین پناہ کے دروازے تقریباً مکمل ہو گئے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے، تاجیک اور ترک سب امید کرتے ہیں کہ اس شہر کی تمام بلند اور عظیم الشان عمارتیں بہت جلد مکمل ہو جائیں گی۔

.... جناب امیر الظرفائی مولانا شہاب الدین احمد معمائی نے (دین پناہ کی تعمیر کے سلسلے میں) جو قطعۂ تاریخ نظم کیا ہے، وہ لکھا جاتا ہے:

داورِ دوراں پناہِ ملک و دیں
خسروِ عادل، ہمایوں بادشاہ
کرد ایں شہرِ معظم را بنا
تا کنندش اہلِ دیں آرام گاہ
سالِ تاریخِ بنایش نزدِ عقل
ہست شہرِ بادشاہِ دیں پناہ

۹۴۰ھ

(ص ص ۸۲ـ ۸۶)

Marfat.com

تاریخِ فرشتہ

جلد اوّل

محمد قاسم فرشتہ

(عربی سے اردو میں ترجمہ ۔ مولانا عطاء الرحمٰن)

دلّی کے آباد ہونے کا ذکر

داد پٹہ راجپوت توراں کے ایک طائفے سے ہے۔ اس نے قصبہ اندرپت کے پاس ۳۰۷ ہجری (مطابق ۹۱۹ - ۹۲۰ء) میں ایک شہر آباد کیا۔ چوں کہ اس جگہ کی زمین بہت نرم اور بھربھری تھی اس لیے اس میں کیل بمشکل تمام ٹھہر پاتی تھی۔ اس لیے اس شہر کا نام دلّی پڑ گیا۔ داد پٹہ کے بعد توران کے آٹھ اور بادشاہوں نے وہاں حکومت کی۔ ان کے نام میں بھوج راج، ادھرن، سپد ہندل، روہیک رودھنکر، آہسنکر، مدن پال، سالباہن ـــــ جب توران کی حکومت کا زوال ہوا اور حکومت اعلا درجے کے راجپوتوں میں منتقل ہوئی تو ان میں سے چھے بادشاہوں نے یہاں حکومت کی۔ ان کے نام ہیں مانک دیو، دیوراج، راول دیو، جاہر دیو، سہر دیو، پتھورا ـــــ اور جب سلطان شہاب الدین غوری کے ساتھ معرکے میں پتھورا قتل

Marfat.com

ہوگیا تو دلّی ۵۸۸ ہجری (مطابق ۱۱۹۲ء) کے اواخر میں ان کے تصرّف سے نکل کر دیوان ملوک کے زیرِ اثر آگئی۔

(ص ۹۴)

مسجد قوۃ الاسلام

جب سلطان قطب الدین ایبک غزنی سے ۵۹۲ ہجری (مطابق ۹۵-۱۱۹۶ء) میں دلّی واپس آیا تو اس نے جامع مسجد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جو دلّی میں کچھ عرصہ پہلے بنائی گئی تھی۔

(ص ۱۵۸)

حوض شمسی

ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے جس کے جامع شیخ فریدالدین شکر گنجؒ ہیں (شیخ صاحب نے) لکھا ہے کہ بادشاہ کو ایک حوض بنانے کی خواہش ہوئی۔ اس حوض کے لیے مناسب جگہ کے تعین کے لیے وہ خواجہ صاحب (حضرت بختیار کاکیؒ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔ سلطان جس جگہ بھی پہنچا، وہاں سے گزر گیا، یہاں تک کہ اس جگہ آگیا جہاں پر اب حوض شمسی ہے اور اسی جگہ کو (حوض کے لیے) طے کر لیا۔ جب رات ہوئی تو سلطان نے پیغمبر آں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا کہ سرورِ انبیا علیہ من الصلوۃ افضلھا اس زمین پر گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں۔ انھوں نے فرمایا شمس الدین کیا چاہتے ہو۔ سلطان نے عرض کیا یا رسول اللہ حوض بنانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہیں بنا لو۔ اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے گھوڑے نے زمین پر ٹاپ ماری اور وہاں سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ سلطان کی آنکھ کھل گئی۔ ابھی رات باقی تھی کہ خواجہ قطب الدین بختیارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور واقعہ بیان کیا۔ خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سلطان مجھے زمین پر لے گیا، میں نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ اس جگہ پانی کا چشمہ پھوٹتا ہے۔

(ص ۱۱۶)

Marfat.com

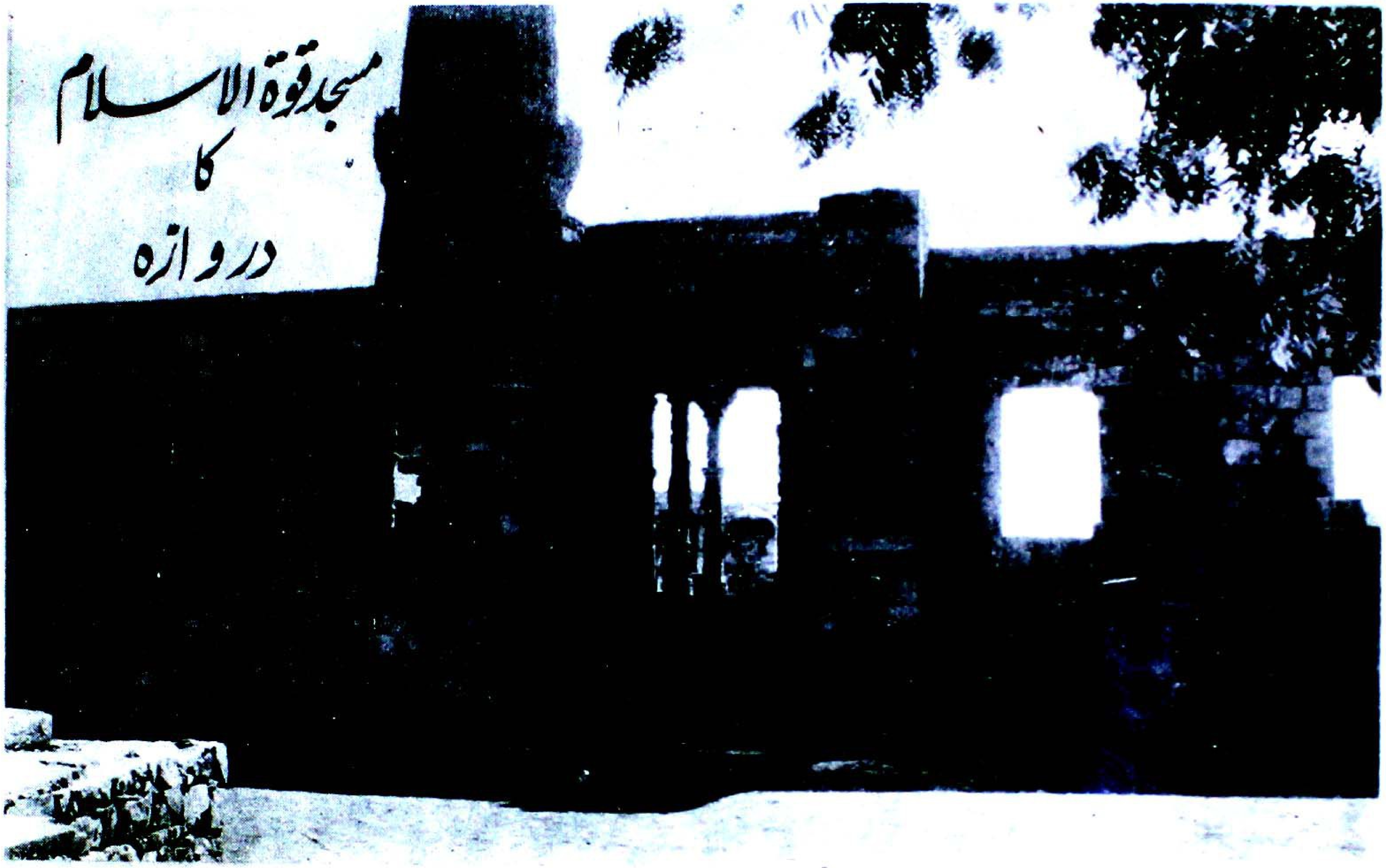

مسجد قوۃ الاسلام
کا
دروازہ

Marfat.com

Marfat.com

دلّی کے محلّے

جب ولایت کے شہزادے اور بزرگانِ وقت (غیاث الدین بلبن) اس کے زمانے میں دلّی آتے تو بہت خوشی کا اظہار کرتا (بادشاہ) اور خدا کا شکر بجا لاتا۔ ہر ایک کے لیے ایک الگ محلّے کا تعین کرتا۔ چناں چہ دلّی میں پندرہ محلّے آباد ہو گئے تھے۔ پہلا محلّہ عبّاسی، دوسرا محلہ سنجری، تیسرا محلہ خوارزم شاہی، چوتھا محلّہ دیلمی، پانچواں محلّہ علوی، چھٹا محلہ اتابکی، ساتواں محلہ غوری، آٹھواں محلّہ چنگیزی، نواں محلّہ رومی، دسواں محلہ سنقری، گیارھواں محلہ یمنی، بارھواں محلہ موصلی، تیرھواں محلّہ سمرقندی، چودھواں محلہ کاشغری اور پندرھواں محلّہ خطائی۔

(ص ۱۳۱)

دارُالامان

غیاث الدین بلبن .... ۶۸۵ ہجری (مطابق ۸۶-۱۲۸۷ء) کے اواخر میں اس جہانِ پرشور و شین کو چھوڑ گیا اور دارُالامان میں دفن ہوا۔

(ص ۱۳۵)

کیلوکھڑی کے محل کی تعمیر

سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوکھڑی میں دریاے جمنا کے کنارے بہت شان دار محل اور شاہانہ انداز کا عالی شان باغ بنایا اور اسے دارالسلطنت بنا دیا۔

(ص ۱۴۶)

کیلوکھڑی میں شہرِ نو

جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے کیلوکھڑی کے محل میں سکونت اختیار کی اور معز الدین کیقباد کی نامکمل عمارتوں کو مکمل کیا۔ دریاے جمنا کے کنارے نیا باغ بنایا۔ چونے اور پتھر سے فصیل

Marfat.com

تعمیر کی اور اپنے دربار کے امرا و رؤسا کو بہت تاکید کی کہ وہ وہاں عمارتیں بنائیں۔ مسجد اور بازار کی بنیاد رکھی، اور اس شہر کو "شہر نو" کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن جب رفتہ رفتہ دلی ویران ہونے لگی تو "شہر نو" "دلی نو" کے نام سے موسوم ہو گیا۔

(ص ۱۵۴)

کوشک لعل

(جلال الدین خلجی) پھر وہاں سے اس کوشک لعل میں گیا جو سلطان غیاث الدین بلبن کا خاص محل تھا۔ جلال الدین خلجی کا خاص محل تھا۔ جلال الدین خلجی رسم قدیم کے مطابق گھوڑے سے اُتر گیا۔ ملک احمد حبیب نے عرض کیا کہ یہ کوشک آپ ہی کا ہے۔ پھر کیوں گھوڑے سے اُتر گئے۔ سلطان نے فرمایا کہ ہر حال میں اپنے ولی نعمت کی عزت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ملک احمد حبیب نے کہا کہ اس عمارت میں، جو "دار الامارۃ" ہے اس میں آپ کو سکونت اختیار کرنی چاہیے۔ سلطان نے جواب دیا کہ غیاث الدین بلبن نے اپنی خانی (غالباً وزارت) کے زمانے میں خود بنایا تھا۔ اب اس محل کی مالک اس کی اولاد ہے، میرا اس پر کوئی حق نہیں۔ احمد حبیب نے کہا کہ ملکی معاملات میں اس قدر تقید کی گنجایش نہیں ہوتی۔ سلطان نے فرمایا میں چند روزہ مصلحت کے لیے اسلام کے قواعد سے باہر کیوں جاؤں اور کیوں ایسا کام کروں جو نفس الامر کے خلاف ہے۔

(ص ۱۵۵)

سیدی مولا کی خانقاہ

سیدی مولا جب دلی آ گئے تو یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی اور ایک بہت بڑی خانقاہ تعمیر کی۔

(ص ۱۶۱)

Marfat.com

مغل پورہ (بستی نظام الدین)

چنگیز خاں کا نواسہ الغوخاں نے بہت بڑی فوج کے ساتھ دلی پر حملہ کیا تھا۔ سلطان جلال الدین خلجی کی فوج نے منگولوں کا ڈٹ کر ایسا مقابلہ کیا کہ بڑی تعداد میں مغل مارے گئے۔ الغو خاں چار ہزار مغل عورتوں اور بچوں کے ساتھ سلطان جلال الدین خلجی کی پناہ میں آگیا الغوخاں اور ان تمام مغل امرا کو کہ جو نومسلم مشہور ہو گئے تھے، غیاث پور کے پاس کہ جہاں شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کا مقبرہ ہے۔ ان لوگوں نے عالی شان عمارتیں اور گھر بنائے اور اس جگہ کا نام مغل پورہ رکھا۔

(ص ۱۶۴)

قصر ہزار ستون ـــ حصار دلی

علاؤالدین خلجی نے سیری کو دارالسلطنت بنا کر قصر ہزار ستون، دیگر عمارتیں بنائیں اور دلی کی فصیل کو دوبارہ تعمیر کیا اور جس طرف سے مغل آتے تھے، اس طرف کی فصیل کو اور زیادہ مضبوط بنایا۔

(ص ۱۹۵)

علاؤالدین خلجی کے عہد کی عمارتیں

کہتے ہیں کہ جس قدر فتوحات (علاؤالدین خلجی) کو نصیب ہوئیں کسی اور بادشاہ کو حاصل نہیں ہوئیں اور جتنی مسجدیں، خانقاہیں، حوض، مینار، حصار اس کے عہد میں بنے کسی اور بادشاہ کے زمانے میں نہیں بنے۔ جتنے اہلِ ہنر اس کے عہد میں تھے کسی اور عہد میں دیکھنے میں نہیں آئے۔

(ص ۲۱۲)

Marfat.com

قلعہ تغلق آباد

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کو عمارتیں بنانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے تغلق آباد اور دوسری عمارتیں تعمیر کیں۔

ص ۲۳۲

افغان پور کا قلعہ

الغ خاں (محمد تغلق شاہ) نے جب سنا کہ اس کا باپ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ دلّی پہنچ رہا ہے تو اس نے تین دن کے اندر اندر افغان پور کے پاس ایک محل تعمیر کیا تاکہ جب باپ وہاں پہنچے تو رات کو وہاں قیام کرے اور صبح کو اس وقت شہر میں داخل ہو جب شہر کو سجایا جا چکا ہو اور تمام اسباب سلطنت مہیا ہوں۔

جب بادشاہ وہاں پر پہنچا تو اسے عمارت کی تعمیر کا سبب بتایا (بادشاہ نے) وہاں نزول کیا۔ تغلق آباد میں خوشی اور جشن کا سامان فراہم کیا اور قبّے بنائے۔ دوسرے دن الغ خاں (سلطان محمد تغلق شاہ) اور تمام امرا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف یاب ہوئے جو لوگ اس کے استقبال کے لیے آئے تھے ان کی ساتھ اس محل میں بیٹھ کر کھانا کھانے میں مشغول ہوا۔ جب کھانا ختم ہو گیا تو لوگ سمجھے کہ بادشاہ اسی وقت سوار ہو گا اس لیے ہاتھ دھوئے بغیر باہر آگئے۔ چوں کہ الغ خاں کی موت ابھی نہیں آئی تھی اس لیے وہ تو ہاتھی گھوڑے اور دوسرے نذرانے جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا پیش کرنے کے لیے باہر آگیا اس دوران میں عمارت کی چھت گر پڑی۔ بادشاہ پانچ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دب کر خدا کو پیارا ہو گیا۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ چوں کہ محل نیا نیا تھا اور ابھی تازہ تھا، اس لیے ہاتھیوں کے دوڑنے کی دھمک سے گر پڑا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس قسم کی عمارت کا بنانا ضروری نہیں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الغ خاں نے اپنے باپ کو مارنے کا ارادہ کیا تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ضیاالدین برنی، جو فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے بہت عقیدت تھی۔ ممکن ہے کہ اس کے خیال سے ضیاالدین برنی نے یہ عبارت نہ لکھی ہو، اور ارباب بصیرت کے دلوں پر یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ حکایت قابلِ یقین نہیں ہے، کیوں کہ الغ خاں باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا۔ یہ کرامت کیسے ممکن ہے کہ اس (الغ خاں) کے باہر آتے ہی چھت گر جائے۔ صدر جہاں گجراتی کا بیان ان میں سب سے زیادہ رنگین ہے۔ اس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ الغ خاں کی یہ عمارت طلسماتی تھی اور جب طلسم ٹوٹا تو چھت گر پڑی۔ حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب سلطان (سلطان غیاث الدین تغلق) ہاتھ دھو رہا تھا تو آسمان سے بجلی گری جس کی وجہ سے چھت گر پڑی۔

(ص ۲۳۵)

فیروز آباد

(فیروز شاہ تغلق) نے ۷۵۵ ہجری (مطابق ۱۳۵۴ء) میں دتی کے قریب جمنا کے کنارے فیروز آباد کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔

(ص ۲۶۲)

فیروز شاہ تغلق نے پرانے بادشاہوں کی عمارتوں کی مرمت کرائی

معدلت آثار (فیروز شاہ) فیروز آباد کی جامع مسجد کا گنبد شان دار اور ہشت پہل ہے معدلت آثار (فیروز شاہ) نے اس کے ہر پہلو پر اپنی "تاریخ فیروز شاہی" کو جو اس کے واقعات پر مشتمل اور آٹھ فصلوں پر مبنی ہے، پتھروں پر کندہ کرائے ہیں .... (ان میں سے ایک پر لکھا ہوا تھا کہ پرانے زمانے کے بادشاہوں کی عمارتیں، مسجدیں، خانقاہیں، مدرسے، کنوئیں، حوض، پل اور مقبرے کہ جو خستہ حالت میں تھے، میں نے ان کی از سر نو تعمیر کی۔

ص ۲۶۹

Marfat.com

فیروز شاہ تغلق کی عمارتیں

"تاریخ فیروز شاہی" میں اپنی بنائی عمارتوں کا فیروز شاہ تغلق نے جو ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

پچاس بند جوے، چالیس مسجدیں، تیس مدرسے، سو محل، پانچ دار الشفا، سو مقبرے، دس حمام، ایک سو پچاس کنویں، سو پل اور بے شمار باغات۔ ہر ایک کے لیے وقف نامے لکھے اور موقوفات تعین کیے۔

(ص ص ۲۷۲ - ۲۷۳)

سلطان ناصر الدین محمد شاہ کا مزار

سلطان ناصر الدین محمد شاہ، محمد آباد جالیسر میں تھا تو اس کی بیماری نے زور پکڑا۔ دن بہ دن کمزور ہوتا چلا گیا اور اس کی جسمانی قوت ختم ہوگئی۔ یہاں تک کہ ۱۷ ربیع الاوّل کو اس کا انتقال ہو گیا۔ لاش دلی لائی گئی اور حوض خاص کے قریب باپ کے پہلو میں اسے دفن کر دیا گیا۔

(ص ۲۷۸)

سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا مزار

سکندر شاہ کا انتقال ہوا تو وہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح حوض خاص کے کنارے مدفون ہوا۔

(ص ۲۸۹)

شہر مبارک آباد

سلطان مبارک شاہ نے ۱۷ ربیع الاوّل ۸۳۷ ہجری (مطابق ۱۴۳۳ء) کو جمنا کے کنارے ایک شہر کی بنیاد رکھی اور اسے مبارک آباد کے نام سے موسوم کیا۔
(ص ۳۰۸)

Marfat.com

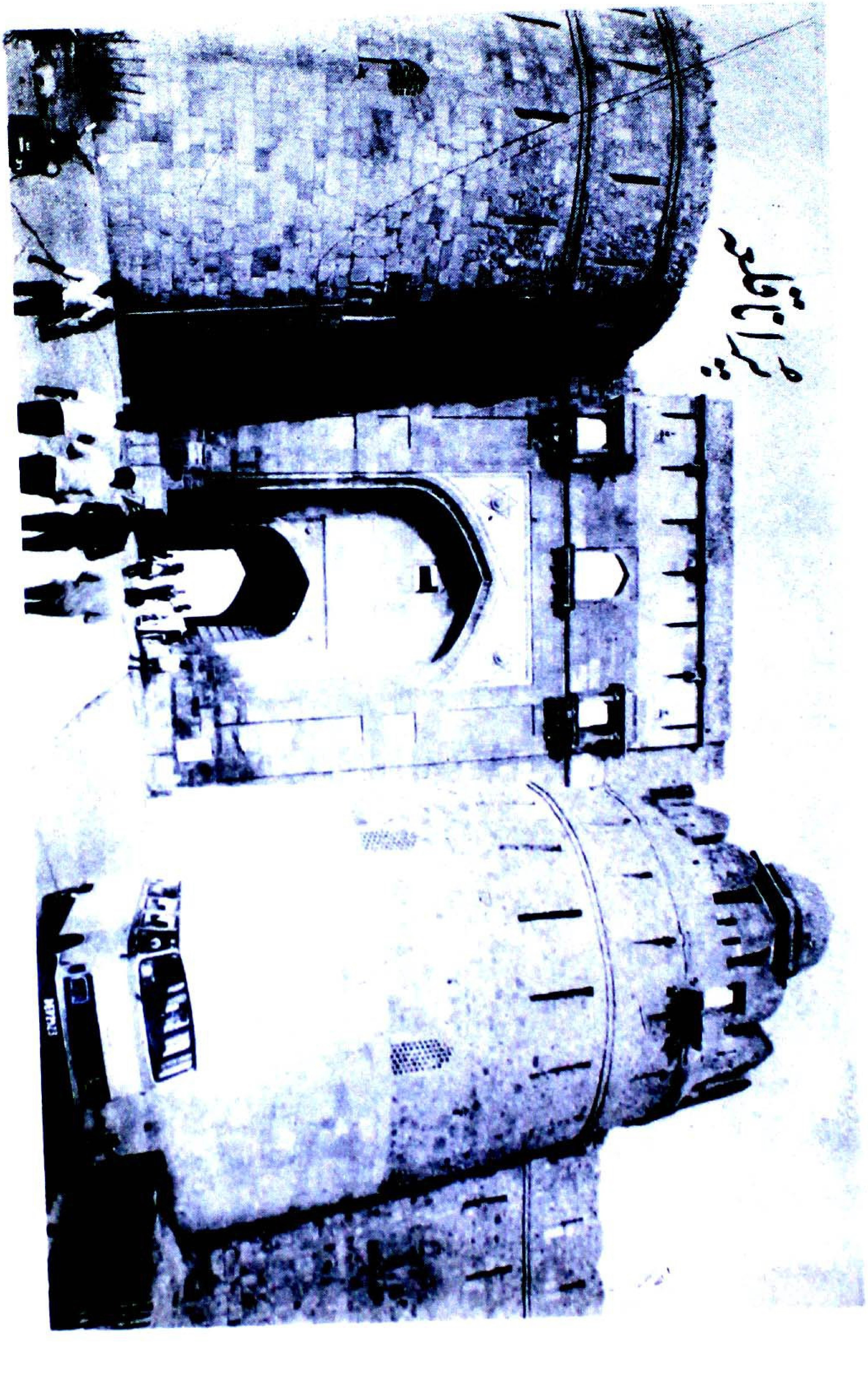

Marfat.com

Marfat.com

قلعۂ دین پناہ

جنت آشیانی (نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ) نے احتیاط کے طور پر دلی میں دریائے جمنا کے کنارے ایک بہت مضبوط قلعہ تعمیر کیا اور "دین پناہ" اس کا نام رکھا۔ (قلعے کے) مکمل ہونے پر اسے معتبر لوگوں کے حوالے کر کے گجرات کے علاقے میں واقع سارنگ پور کے لیے روانہ ہو گیا۔

(ص ۳۹۹)

دین پناہ کے گرد فصیل

سلیم شاہ (شیر شاہ سوری کا لڑکا نئی دلّی کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ اس شہر کے چاروں طرف جس میں ہمایوں بادشاہ نے قلعہ بنایا تھا، چونے اور پتھر کی فصیل بنائی جائے۔

(ص ۴۳۳)

ہمایوں کا کتب خانہ

۷ ربیع الاوّل ۹۶۳ ہجری (مطابق ۱۵۵۶ء) میں سورج ڈوبنے کے وقت جنت آشیانی (ہمایوں بادشاہ) کتاب خانے کے کوٹھے پر برآمد ہو کر بیٹھے۔ اچانک مؤذن نے مغرب کی اذان دینی شروع کی۔ آں حضرت (ہمایوں بادشاہ) اذان کی تعظیم کے طور پر دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اُٹھتے وقت چاہا کہ عصا پر زور دے کر کھڑے ہوں۔ عصا لڑ کر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ زینے سے لڑھک کر زمین پر آ رہے۔ ...... ماہ مذکور کی گیارھویں تاریخ کو مغرب کے وقت ان کا انتقال ہو گیا۔

(ص ۲۵۹)

Marfat.com

تاریخِ فرشتہ

جلد دوم

لڑکا

حوض شمسی

مدت سے شمس الدین التمش کا ارادہ تھا کہ دلّی کے قریب ایک حوض بنائے تاکہ لوگوں پانی کی قلت سے نجات حاصل ہو سکے۔ اتفاق سے ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھوڑے پر سوار ایک جگہ پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے شمس الدین! اگر حوض بنانا چاہتا ہے تو ایسی جگہ پر بنا جہاں میں کھڑا ہوں۔ بے انتہا خوشی سے جب شمس الدین التمش کی آنکھ کھلی تو اس نے اس جگہ کو ذہن نشین کیا جس کی طرف جناب رسالت پناہ نے اشارہ فرمایا تھا۔ اس نے کسی کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میں نے خواب دیکھا ہے، اجازت ہو تو حاضرِ خدمت ہو کر عرض کروں۔ یہ یوں کہ یہ بات خواجہؒ پر پہلے منکشف ہو چکی تھی۔ انھوں نے جواب دیا کہ جس جگہ پر آں حضرت نے حوض بنانے کا اشارہ فرمایا ہے، میں وہیں جا رہا ہوں اور تم جتنی جلد آجاؤ بہتر ہے۔ شمس الدین التمش خواجہ کا جواب سن کر فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور تیزی سے خواجہ کے گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ ان سے مل کر مقصد حاصل کر سکے۔ جب خادموں

Marfat.com

نے شمس الدین کو یہ بتایا کہ خواجہ صاحبؒ فلاں موضع میں ہیں تو التمش تیزی سے روانہ ہوگیا اور دیکھا کہ اس مقام پر خواجہؒ نماز میں مشغول ہیں۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو التمش ان کے سامنے گیا اور دست بوسی سے شرف یاب ہوا۔ کہتے ہیں کہ جہاں شمس الدین نے آں حضرتؒ کو سوار دیکھا تھا، وہاں آں حضرتؒ کے گھوڑے کے سُم کا نشان موجود تھا اور کچھ ہی دیر بعد اس نشان سے پانی نکلنے لگا۔ اس جگہ پر حوض بنایا گیا اور گھوڑے کے سُم کے نشان پر صفہ اور ایک گنبد تعمیر کیا گیا۔ انہی دنوں اس حوض میں ایک چشمہ بھی پھوٹ نکلا جو آج تک خشک نہیں ہوا۔ اکثر باغ اس چشمے سے سیراب کیے جاتے تھے۔ امیر خسروؒ نے اپنی مثنوی "قرآن السعدین" میں اس حوض اور چشمے کی تعریف کی ہے۔

(ص ص ۸۱-۳۸۲)

غیاث پور میں حضرت نظام الدین اولیاؒ کا مزار

سلطان الاولیا حضرت نظام الدینؒ غیاث پور میں جو اب نئی دلّی کے محلّوں میں سے ایک ہے، مدفون ہوئے۔

(ص ۳۹۸)

حضرت امیر خسروؒ کا مزار

شیخ نظام الدین اولیا کی وفات کے چھے مہینے بعد جمعے کی رات کو ۲۹ ویں ذیقعدہ ۷۲۵ ہجری (مطابق ۲۴-۱۳۲۵ء) کو امیر خسروؒ کا انتقال ہوگیا اور اسی خطیرے میں اپنے مرشد کی قبر کے پائیں میں مدفون ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ نے بار بار یہ فرمایا تھا کہ امیر خسرو میرے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ جب وہ رحلت کرے تو اسے میرے پہلو میں دفن کریں کہ وہ میرا صاحب اسرار ہے اور میں اس کے بغیر جنّت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ اگر ایک قبر میں دو (لاشوں) کو دفن کرنا جائز ہوتا تو میں وصیّت کرتا کہ اُسے میری قبر میں دفن کریں تاکہ دونوں ساتھ رہیں۔ غرض یہ کہ جب امیر خسروؒ کا انتقال ہوا تو لوگ چاہتے تھے کہ شیخ کی وصیّت

Marfat.com

کے مطابق امیر خسروؒ کو ان کے مقبرے کے گنبد میں اور ان کے پہلو میں دفن کریں۔ ان دنوں ایک خواجہ سرا تھا جو منصب وزارت پر فائز تھا اور شیخ کا مُرید بھی تھا۔ وہ مانع آیا۔ (اس کا کہنا تھا) کہ شیخ کے بعض مُریدوں کو شیخ اور امیر خسروؒ کے مزاروں میں اشتباہ پیدا ہوگا۔ اس واسطے انھیں شیخ کے پائیں میں چبوترۂ یاران پر دفن کیا گیا۔

(ص ۴۰۳)

Marfat.com

مآثر الامرا
(جلد اول)

صمصام الدولہ شہنواز خاں

مرتبہ

مولوی عبدالرحیم اور مرزا اشرف علی

دارا شکوہ کا مزار

اس دن دارا شکوہ اور اس کے بیٹے سپہر شکوہ کو ہتھنی کے پر کھلے حوض پر بٹھا کر پرانی دلّی کے شہر اور بازار میں نکالا گیا اور پھر خضر آباد میں ایک محفوظ جگہ قید میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے دن ۲۱ر ذی الحجہ ۱۰۶۹ ہجری (مطابق ۱۶۵۹ء) کو انھیں قتل کر کے ہمایوں کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔

(جلد اول، ص ۸۰۱)

Marfat.com

شاہ جہاں آباد اور لال قلعہ

شاہ جہاں بادشاہ نے دریائے جمنا کے کنارے ایک شہر آباد کرنے کا عزم کیا۔ فنِ تعمیر کے ماہرین نے بہت تلاش و جستجو کے بعد ایسا قطعۂ زمین پسند کیا، جو دارالملک دلی میں اور نور گڑھ اور بستی (پرانی دلی) کے آغاز کے بیچ میں ہے۔ ۲۵ر ذی الحجہ بارھویں سال جلوس ۱۰۴۸ہجری (مطابق ۳۹۔ ۱۶۳۸ء) کو بنیاد (جس کے نشان بادشاہ کے سامنے مقرر کردیے گئے تھے) رکھی گئی۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ دلی کا ناظم تھا۔ اس کے بھتیجے غیرت خاں کی نگرانی میں بنیادیں کھدنی شروع ہوگئیں۔ ۹ر محرم ۱۰۴۸ہجری (مطابق ۱۲ر مئی ۱۶۳۹ء) کو اس عظیم الشان عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ بادشاہ کے ممالک محروسہ میں جہاں کہیں سنگتراش سادہ کار اور پرچین گر، معمار اور بڑھئی جیسے صنعت گر جہاں تھے، بادشاہ کے حکم سے آگئے اور بہت سے دوسرے کاریگروں کے ساتھ کام میں مشغول ہوگئے۔ ابھی تھوڑا ہی مسالہ جمع ہوا تھا اور ابھی پوری طرح سے بنیادیں نہیں رکھی گئی تھیں کہ غیرت خاں ٹھٹھے کا صوبے دار ہو کر چلا گیا ــــــ علی وردی خاں صوبۂ دلی کا گورنر مقرر ہوا اور عمارتوں کی تعمیر کا کام اس کو تفویض کر دیا گیا۔ وہ دو سال اور چند روز اس کام پر متعین رہا۔ دریا کی طرف سے قلعے کی دس گز اونچی بنیادیں اُٹھ چکی تھیں۔ اس کے بعد (دلی) صوبے کی صوبے داری، عمارتوں کی تاسیس اور تعمیر کا کام مکرمت خاں کے سپرد کیا گیا۔ مکرمت خاں بادشاہ کی خدمت میں میر سامانی کے عہدے پر فائز تھے۔ انھوں نے بہت کوشش اور جدوجہد کی۔ یہاں تک کہ بیسویں سال جلوس میں یہ گردوں بنا قلعہ دوسری فردوس آئین عمارتوں کے ساتھ تیار ہوگیا۔ اس (قلعے) کے ہر گوشے میں محل اور ایوان ہیں اور ہر کونے میں باغ اور تالاب۔ بغیر کسی تکلف اور مبالغے کے یہ نگار خانۂ چین ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ نگار خانۂ چیں، نقشِ اوّل ہے اور یہ نقشِ دوم۔

دروُ اں قدر بُردہ صنعت بکار

کہ خود نیز محو است صنعت نگار

امیر خسروؔ کی غیب دانی ہے کہ انھوں نے زمانۂ سابق میں دلی کی مدح میں جو کچھ کہا تھا وہ

Marfat.com

آج کے زمانے میں بھی کام آیا۔

بیت

اگر فردوس بر روے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

۹ سال تین مہینے اور چند روز کی مدت میں چھے لاکھ روپے کے خرچ سے (یہ قلعہ) تعمیر ہوا۔

یہ عالی شان قلعہ ہشت پہلو ہے اور بغدادی طرز پر تعمیر ہوا ہے۔ ایک ہزار بادشاہی گز لمبا اور چھے سو ذراع (ہاتھ) چوڑا ہے۔ اس کی دیواریں اُس لال پتھر سے بنی ہیں جو فتح پور سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی اونچائی زمین سے لے کر کنگروں تک پچیس ذراع (ہاتھ) اور یہ چھے لاکھ گز مربع ہے جو مستقر الخلافہ اکبرآباد کے قلعے سے دوگنا ہے اور اس کا محیط تین ہزار تین سو ذراع (ہاتھ) ہے۔ اس کے ۲۱ برج ہیں۔ ۷ گول اور ۱۴ ہشت پہلو ہیں۔ چار دروازے اور دو کھڑکیاں ہیں۔ (قلعے) کے ساتھ خندق ہے جو چوبیس گز چوڑی اور دس گز گہری ہے۔ (یہ خندق) نہر کے پانی سے بھری ہوئی ہے۔ دونوں طرف سے (یہ نہر) جمنا سے ملی ہوئی ہے۔ قلعے کے مشرقی حصے میں خندق نہیں ہے۔ کیوں کہ اس طرف کی دیوار جمنا سے ملی ہوئی ہے۔ ۲۱ لاکھ روپے میں یہ قلعہ تعمیر ہوا ہے۔

شاہ محل میں بادشاہ کی آرام گاہ کی چھتیں چاندی کی ہیں اور امتیاز محل جو آرام گاہ کے نام سے مشہور ہے اور جس کو برج طلا کہتے ہیں اور دولت خانۂ خاص و عام ہے اور باغِ حیات بخش (وغیرہ) پر اٹھائیس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ بیگم صاحب کا محل اور دوسرے اہل حرم کے مکانوں کی تعمیر پر سات لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ قلعے کے اندر بادشاہی کارخانہ جات کے لیے قلعہ گردوں عظمت میں جو بازار اور چوکیاں تعمیر ہوئیں۔ ان پر چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

(جلد سوم، ص ص ۴۶۲-۴۶۵)

Marfat.com

دلّی کی نہر

سلطان فیروز خلجی نے اپنے عہدِ حکومت میں پرگنۂ خضر آباد میں دریائے جمنا سے ایک نہر کاٹی تھی۔ اسے تیس کوس بادشاہی (کے فاصلے) پر لاکر پرگنۂ سفیدوں تک پہنچایا۔ (یہ پرگنہ) اس کی شکارگاہ تھی اور کھیتی کے لیے یہاں پر پانی کم تھا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ یہ نہر مٹّی سے اَٹ گئی اور اس میں پانی بہنا بند ہوگیا۔ عرش آشیانی (اکبر بادشاہ) کے زمانے میں دلّی کے صوبے دار شہاب الدّین احمد خاں نے کھیتی باڑی کی ترقّی اور آبادی میں اضافے کے لیے نہر کی مرمّت کرا کے اس میں پانی جاری کرایا، اور یہ نہر "شہاب نہر" کے نام سے موسوم ہوگئی۔ جب اس (شہاب الدین) کا انتقال ہوگیا تو پھر اس نہر کی مرمّت اور تعمیر نہیں ہوئی اور اس میں پانی بہنا دوبارہ بند ہوگیا۔ اس زمانے میں، جب اس قلعے کے بنانے پر بادشاہ (شاہ جہاں) کی توجّہ مبذول ہوئی تو حکم ہوا کہ خضر آباد سے سفیدوں تک یعنی جہاں سے نہر شروع ہوکر ختم ہوتی تھی مرمّت کرائی جائے۔ سفیدوں سے قلعے تک بھی تیس کروہ بادشاہی کا فاصلہ ہے۔ (حکم دیا) کہ نئی نہر کھودی جائے، تیار ہونے کے بعد اس کا نام "نہرِ بہشت" رکھا گیا۔ محلوں میں پانی سے بھرے ہوئے حوض اور اونچے اونچے پانی پھینکتے ہوئے فوّارے عجیب منظر پیش کرتے تھے۔

(جلد سوم، ص ص ۴۶۵ - ۴۶۶)

لال قلعے کی آرائش

۲۴ ربیع الاوّل ۱۰۵۸ ہجری (مطابق ۸ اپریل ۱۶۴۸ء) اکیسویں سال جلوس شاہ جہانی میں نجومیوں نے یہ دن مقرّر کیا تھا کہ بادشاہ قلعے میں نزول فرمائیں (اس دن) جشن اور عشرت کا ساز و سامان فراہم کیا گیا اور تمام خاص عمارتوں کو طرح طرح کے نفیس فرش سے آراستہ کیا گیا۔ کشمیر اور لاہور سے ہر محل کے لیے بہت ہی نفیس و لطیف پشم شال کے بنے ہوئے فرش سے آراستہ کیے گئے۔ کمروں اور ایوانوں پر سنہری،

Marfat.com

روپہلے، کلابتوں کے بنے ہوئے اور مخمل زربفت کے تیار کیے ہوئے وہ پردے لٹکائے گئے جو نادراتِ روزگار میں سے تھے اور جنھیں گجرات کے ہنرمندوں نے بنایا تھا۔ ہر کمرے میں ایک طلائی مینا کار منبت اور سادہ کام کا تخت رکھا تھا اور ہر جگہ مسند تھی جس پر ایسے گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے جن کے غلافوں پر موتی ٹنکے ہوئے تھے اور سنہری مسند پوش ان پر بچھے ہوئے تھے۔ دیوانِ خاص و دیوانِ عام کے تین طرف روپہلی جالیاں اور جھروکوں کے سامنے سنہری جالیاں آراستہ تھیں۔ اس سونے کے بنے ہوئے محل کے ہر طاق میں سونے کی زنجیریں لٹکی ہوئی تھیں کہ جنھیں دیکھ کر آسمان بھی چکر میں تھا۔ اس ایوان کے بیچ و بیچ ایک چوکور تخت گاہ بنائی گئی تھی، جس کو چاروں طرف سے سنہری جالیوں سے آرائش دی گئی تھی۔ اس کے اوپر ایک تختِ فلک نظیر رکھا ہوا تھا کہ جو دنیا کو روشن کرنے والے سورج کو روشنی دے رہا تھا۔ تخت کے سامنے ایک زر نگار شامیانہ کھڑا تھا، جسے مروارید کی ڈوریوں سے سجایا گیا تھا اور تخت کے دونوں طرف دو مرصّع چتر تھے جن پر مروارید کی ڈوریاں لٹکی ہوئی تھیں اور تخت کے دوسری طرف ہشت پہلو منبت نصب کیے گئے ہیں۔ تخت گاہ کے پیچھے مرصّع اور مطلا چھوٹی چھوٹی چوکیاں بچھی ہوئی تھیں، جن پر اسلحہ رکھے ہوئے تھے۔ ان اسلحہ میں جواہر سے جڑی ہوئی تلواریں، جن کے دستے مرصّع تھے اور مرصّع ترکش ساز و سامان کے ساتھ، اور مرصّع نیزے بہت سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔

اس ایوانِ سحر بنیان کی چھتیں، ستون، دروازے اور دیواریں اور وہ محل جو دیوانِ خاص اور دیوانِ عام کے چاروں طرف سے زردوزی سائبانوں، فرنگی اور چینی زرنگار پردوں اور گجرات کے سونے اور چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے مخمل، زربفت اور نقرئی باف اور بادلہ اور کلابتوں کی ڈوریوں سے سجایا گیا تھا۔ اس عظیم الشان ایوان کے سامنے مخمل، زربفت کے شامیانے، روپہلی بلّیوں پر کھڑے تھے۔ بارگاہ کے نیچے رنگین فرش بچھایا گیا تھا اور اس کے چاروں طرف چاندی کی جالیاں نصب کی گئی تھیں۔ جس شامیانے کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ بلندی و وسعت میں آسمان کی طرح تھا۔

Marfat.com

(یہ شامیانہ بادشاہ کے حکم سے احمد آباد کے سرکاری کارخانے میں بنا تھا۔ایک لاکھ روپیہ اس پر صرف ہوا اور تیاری میں کافی وقت لگا۔ اس کی لمبائی ستر ذرعۂ پادشاہی (بادشاہی ہاتھ ہے اور عرض بینتالیس ہاتھ (یہ شامیانہ) چاندی کے چودہ ستونوں پر کھڑا تھا۔ ان میں سے ہر ستون سوا دو گز گول اور بائیس گز اونچا ہے اور تین ہزار دو سو گز کو محیط کرتا تھا۔ دس ہزار آدمی اس میں کھڑے ہو سکتے تھے اور تین ہزار فراش اور دوسرے لوگ مل کر جرِّ ثقیل کی مدد سے ایک مہینے میں اسے کھڑا کرتے تھے اور یہ خاص وعام کی زبان میں دل بادل کے نام سے مشہور تھا.....

.... یحییٰ کاشی نے اس عظیم الشان (قلعے) کی تاریخ اختتام اس طرح نکالی:

"شد شاہ جہاں آباد از شاہ جہاں' آباد"

اور ایک ہزار روپیہ صلہ پایا۔

(جلد سوم، ص ص ۴۶۶-۴۶۹)

قلعے کے آس پاس کی عمارتیں

جب شاہ جہاں آباد کے قلعۂ مبارک کی تعمیر مکمل ہوگئی تو تمام شہزادۂ عالی شان اور امرائے عالی نشان نے قلعے کے دائیں بائیں اور جمنا کے کنارے بڑے وسیع اور بے مثل محل بنانے شروع کیے۔ ان عالی شان عمارتوں پر اکیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔ عوام' اکابر اور امرا نے اپنے مرتبوں اور اپنی مالی حالت کے مطابق ایسے مکان بنوائے کہ جن سے ان کے ذوق اور سلیقے کا پتہ چلتا ہے.....

(جلد سوم، ص ۴۷۰)

شہر کی فصیل

چوں کہ نئے شہر کی فصیل مٹی اور پتھر سے بنائی گئی تھی۔ اس لیے بارشوں میں جگہ جگہ

Marfat.com

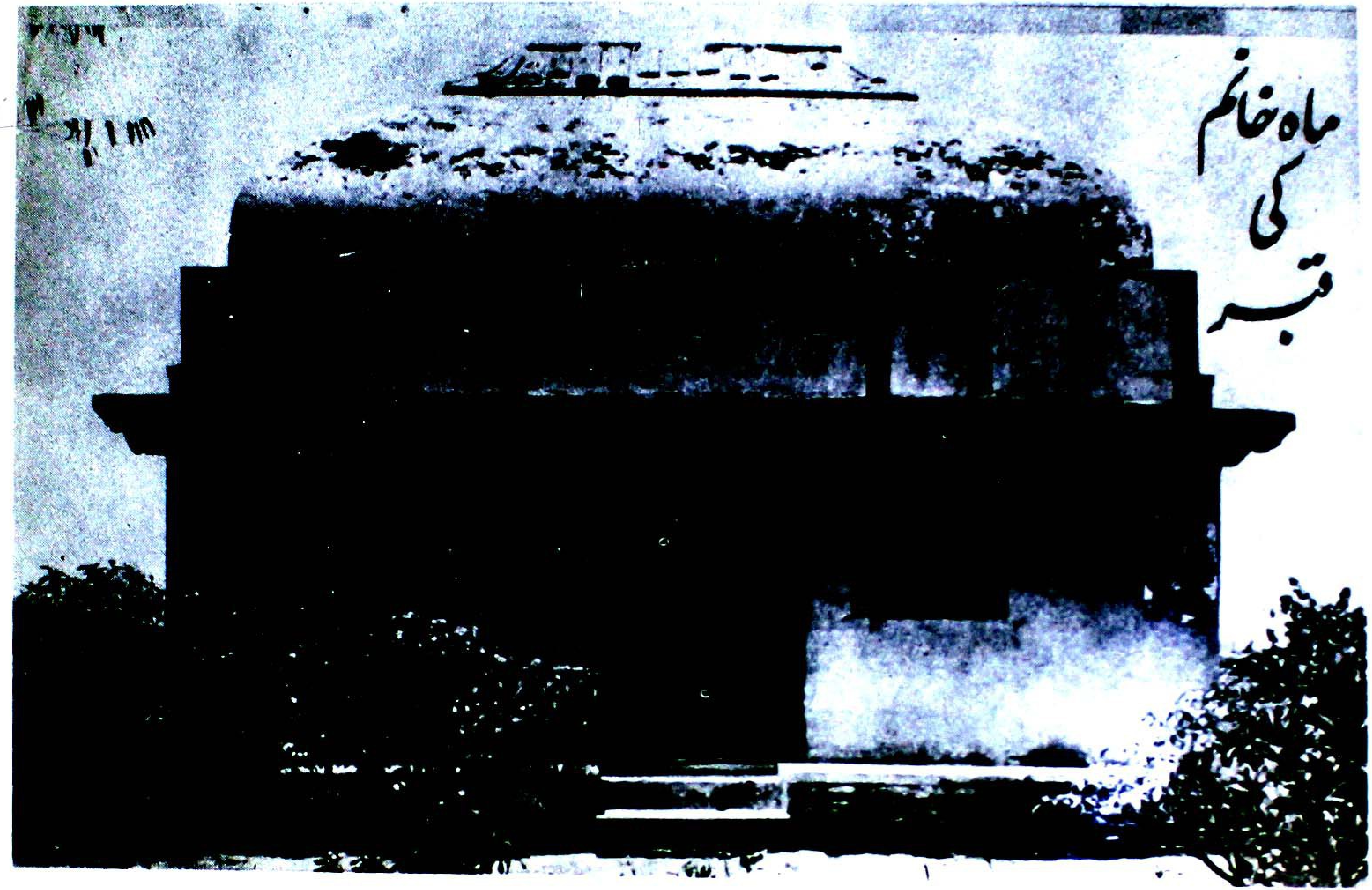

Marfat.com

Marfat.com

سے گرگئی۔ ۲۶ ویں سال جلوس شاہ جہانی میں پتھر اور چونے سے (دوبارہ) یہ فصیل بہت مضبوط بنانی شروع ہوئی اور تیسویں سالِ جلوسِ شاہ جہانی میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ یہ چھے ہزار تین سو چونسٹھ ذراع (ہاتھ) لمبی ہے۔ اس پر ستائیس برج ہیں۔ اور گیارہ دروازے ہیں۔ ان میں دو دروازے بڑے ہیں کہ جن کی چوڑائی چار ذراع (ہاتھ) اور کنگروں تک ان کی اونچائی ۹ ذراع (ہاتھ) ہے۔ اس کی تعمیر پر چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ لاہور کی طرف کے راستے کی چوڑائی چالیس ذراع اور لمبائی ایک ایک ہزار پانچ سو بیس گز ہے اور بادشاہ کے حکم سے وہاں رہنے والوں نے اس راستے پر ایک ہزار پانچ سو ساٹھ حجرے اور مطبوع اور دل پسند محل بنوائے ہیں۔

(ص ۲۷۱)

چاندنی چوک

بادشاہی اصطبل کے پاس سے بازار شروع ہوتا ہے۔ یہ اصطبل قلعے کی بنیاد کی دیوار سے دو سو پچاس ذراع کے فاصلے پر ہے اور چوک اسی گز چوڑا اور اسی گز لمبا ہے۔ کوتوالی چبوترہ چار سو اسی گز کے فاصلے پر ہے اور وہاں سے دوسرا چوک جو ہشت پہلو ہے اور بغدادی طرز پر بنا ہوا ہے سو گز چوڑا ہے۔ اتنے ہی طول و عرض کا بازار ہے اس چوک کے شمال میں ایک دو منزلہ سرا ہے جو بیگم صاحب نے بنائی ہے۔ اس سرائے کا ایک دروازہ بازار کی طرف اور دوسرا باغ کی طرف ہے۔ اس سرا ے کو (صاحب آباد) کہتے ہیں۔ جس میں حقیقتاً تین باغ ہیں جو نو سو بہتر ذراع لمبے ہیں۔ ان میں سے ایک باغ مکرمت خاں نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور بادشاہ نے ملکۂ دوراں کو عنایت فرما دیا تھا۔ بازار مذکور کے جنوب کی طرف ایک حمام ہے جو بہت پاکیزگی اور لطافت کے ساتھ ملکۂ زماں کے حکم سے تیار ہوا تھا۔ اِس سرائے اور چوک سے اُس سرائے اور چوک فتح پوری محل تک پانچ سو ساٹھ گز کا فاصلہ ہے اور اکبر آباد کی طرف کے بازار کا راستہ لمبائی میں ایک ہزار پچاس ذراع اور چوڑائی میں

Marfat.com

تیس ذراع ہے۔ اس بازار کے دونوں طرف بہت خوب صورت اور پاکیزہ آٹھ سو اٹھاسی حجرے اور مکان بنے ہوئے ہیں۔ بازار کے شروع میں قلعے کے دروازے کے سامنے جنوب کی طرف ایک عالی شان مسجد' اکبر آبادی محل کی بنوائی ہوئی ہے۔

(جلد سوم، ص ص ۴۷۲-۴۷۳)

جامع مسجد

اس شہر کی جامع مسجد، کہ جو مسجد جہاں نُما کے نام سے مشہور ہے، بہت خوب صورتی اور متانت اور وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے۔ (یہ مسجد) قلعے کے مغرب میں ایک ہزار گز کے فاصلے پر ایک پہاڑی پر بنی ہوئی ہے۔ ۱۰ شوال ۱۰۶۰ ہجری (مطابق ۲۶ ستمبر ۱۶۵۰ء) چھے سال کی مدت میں دس لاکھ روپے کے خرچ سے بنی ہے۔ سعد اللہ خاں اور خلیل اللہ خاں اس کے مہتمم تھے۔

قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہاں

۱۰۶۰ ہجری

یہ عمارت کی تاریخِ تکمیل ہے۔

(جلد سوم، ص ۴۷۳)

حویلیاں اور باغ

شہزادوں اور امرا و رؤسا نے دل فریب مکان اور طراوت افزا باغ اس طرح بنوائے ہیں کہ خیال کا گھوڑا اس کے بیان کرنے میں لنگڑا جاتا ہے تو لکڑی کا گھوڑا کیسے راستہ طے کرے......

(جلد سوم، ص ۴۷۳)

Marfat.com

چوک سعداللہ خاں اور روشن الدولہ کی مسجدیں

چوک سعداللہ خاں کی مسجد اور چوک جو چاندنی چوک کے نام سے مشہور ہے (جو ظفر خاں مخاطب بہ روشن الدولہ نے بنوائی ہے) دونوں مسجدوں کے گنبد اور مینارے کہ جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے پر پیتل کا پترا چڑھا ہوا ہے۔ یہ دونوں گنبد خوب چمکتے ہیں۔ سورج اور چاند کے نکلنے کے وقت ان کی روشنی سے چشم فلک خیرہ ہو جاتی ہے۔

(جلد سوم، ص ۴۷۳)

قدیم دلّی

قدیم دلّی ہندوستان کے بڑے اور پرانے شہروں میں ہے۔ پہلے اس کا نام اندرپت تھا۔ اس کا طول البلد ۱۱۴ درجہ اور دقیقہ ۳۸ ہے، اور اس کا عرض البلد ۲۸ درجہ اور دقیقہ ۱۵ ہے۔ اگرچہ بعض لوگ اس کو دوسری اقلیم میں شمار کرتے ہیں، لیکن وہ ہے تیسری اقلیم میں۔

سلطان قطب الدین اور سلطان شمس الدین (دونوں) قلعہ رائے پتھورا میں رہتے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک اور قلعہ بنایا اور اس کا نام مرزغن رکھا) اس کو (مرزغن) قبرستان سمجھا۔

معزالدین کیقباد نے دریائے جمنا کے کنارے ایک شہر تعمیر کیا جسے کیلوکھڑی کہتے ہیں۔ امیر خسرو نے قران السعدین میں اس شہر کی تعریف کی ہے۔

بیت

وی دہلی وی بتان دہلی
پگ بستہ و چہرہ کج نہاد

Marfat.com

ہمایوں کا مقبرہ اسی شہر میں ہے۔ سلطان علاءالدین نے ایک اور شہر بسایا، اُسے سیری کہتے ہیں۔ اس کے بعد تغلق شاہ نے تغلق آباد بنایا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے ایک نیا شہر اور دل کش عمارتیں تعمیر کیں۔ سلطان فیروز نے اپنے نام پر ایک بڑا شہر آباد کیا، اور دریاے جمنا کو کاٹ کر (شہر کے) قریب لایا اور فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل تعمیر کیا جس کا نام "جہاں نما" ہے۔ جب جنت آشیانی (ہمایوں بادشاہ) کا عہد آیا تو اُس نے اندرپت کے قلعے کو تعمیر کیا اور "دین پناہ" اس کا نام رکھا۔ شیر شاہ سوری نے علائی کی دلّی کو اُجاڑ کر ایک اور شہر آباد کیا۔

(جلد سوم، ص ۴۷۴۔ ۴۷۵)

Marfat.com

تاریخِ فیروز شاہی

شمس سراج عفیف

مُرتّبہ

مولوی ولایت حسین

شہر فیروز آباد کا آباد کرنا

جب شاہ فیروز کو شہر حصار فیروزہ بنانے کا خیال آیا...... جس جگہ پر کہ اب شہر حصار فیروزہ آباد ہے۔ اس سے پہلے یہاں خدا کے حکم سے بڑے بڑے گاؤں آباد تھے۔ ایک "لراسِ بزرگ" اور دوسرا "لراسِ خرد" تھا۔ "لراس بزرگ" میں پچاس اور "لراس خرد" میں چالیس گھر تھے۔ اس زمین میں کوئی گاؤں ایسا نہیں تھا جس میں کھرک نہ ہو۔ جب حضرت شاہ فیروز نے "لراس بزرگ" کی حدود کی زمین دیکھی تو انھیں یہ جگہ بہت پسند آئی اور یہ ان کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے: "اگر اس جگہ پر شہر آباد کیا جائے تو کیا اچھا ہو۔" حکمتِ خدا ندی کی وجہ سے وہ زمین ہمیشہ خشک رہتی تھی۔ بلکہ گرمی کے موسم میں جب عراق و خراسان سے مسافر اس جگہ پہنچتے تو چار جیتل میں ایک مٹکا پانی خریدتے تھے۔

Marfat.com

یعنی اس زمین میں بے آبی کا یہ عالم تھا۔ سلطان فیروز شاہ نے اس موقعے پر یہ بھی کہا کہ "اے خدا! چوں کہ بندۂ امیدوار خدا کے بھروسے پر نیک مسلمانوں کے فائدے کے لیے شہر بنانا چاہتا ہے، اس لیے تو اپنی قدرتِ اعلیٰ سے اِس زمین میں پانی پیدا کر دے۔" حضرت شاہ فیروز نے اسی زمین پر پڑاؤ ڈالا اور اس کام کی کوشش شروع کر کے شہر کا سنگِ بنیاد رکھا۔ سلطان فیروز شاہ، شاہ خوش خصال کئی سال تک اپنے دربار کے خوانین و ملوک کے ساتھ اس کام میں مشغول رہا۔ پہاڑ کے پتھر نرسائی پہاڑ سے لائے گئے۔ پکّا چونا کھور میں ملا کر ایک ایسے بڑے قلعے کی تعمیر کا آغاز کیا جس کا طول بے حد اور عرض بعید اور ارتفاع بلند تھا۔ بادشاہ کے اعوان و انصار میں سے ہر ایک کے مکان کی جگہ متعین کی گئی۔ ہر ایک شخص اس چمن میں بادشاہ کے خوف کی وجہ سے اپنے مکان کی تعمیر کی جدّو جہد میں مشغول ہو گیا۔ جب قلعہ بن گیا اور اس کام میں کافی مدّت گزر گئی تو سلطان فیروز شاہ نے الہامِ خداوندی سے اس حصار کا نام "شہر حصارِ فیروزہ" رکھا۔ حصار بننے کے بعد خندق کھودی گئی اور خندق کی تہ اور خندق کے دونوں طرف کھدائی کرنے سے جو مٹی ملی اس سے خندق کے دونوں طرف کنگرے بنا دیے گئے اور حصار میں ایک بڑا حوض اور تالاب بنایا گیا۔ اس حوض کا پانی خندق میں ڈالا گیا۔ چناں چہ برسوں اس حوض کا پانی خندق میں جاری رہا۔ قلعے میں ایک ایسا محل تعمیر کیا گیا کہ تلاش کرنے کے باوجود تمام دنیا میں اس کی مثال نہیں ملے گی۔ اس قلعے میں بہت سے محل بنائے گئے اور ان کی تعمیر میں بڑے تکلّف اور بے شمار حکمتوں سے کام لیا گیا۔ اس کوشک میں ایک حکمت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص کسی ترکیب سے کوشک میں داخل ہو جاتا تو بہت سے محلوں سے گزر کر درمیان کے ایک محل میں آجاتا جو تنگ اور تاریک تھا اور اگر اس کوشک کے نگہبان رہبری نہ کرتے تو اس کے لیے تاریکی سے باہر آنا ممکن نہ ہوتا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فراش اس مقام پر تنہا پہنچ گیا وہ چند روز غائب رہا۔ بعد میں وہی نگہبان وہاں گئے اور اسے اس اندھیرے سے نکال کر باہر لائے۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا کو روشن کرنے والے دیگر بادشاہوں کی طرح حضرت شاہ فیروز نے بھی یہ کوشک بڑی حکمتوں کے ساتھ

Marfat.com

بنایا تھا۔ تمام خاندانِ عظام، ملوک اہلِ احترام، امرائے اہلِ کرام اور ہر خاص و عام نے یہاں اپنے خوب صورت اور شان دار مکان بنائے۔ جب حضرت شاہ فیروز نے .... اس زمین کی خشکی دیکھی تو ان کے دل میں خیال آیا کہ یہاں پانی پہنچانا چاہیے۔ بادشاہ نے اس کام کا خود ارادہ کیا اور کوشش کی اور پانی کی نہر کاٹ کر حصار فیروزہ میں لے آیا، یعنی دریائے جمنا سے ایک نہر تعمیر کرائی اور دوسری نہر دریائے ستلج سے لایا۔ چناں چہ دریائے جمنا سے نکلی ہوئی نہر رجیوہ اور نہر الغخانی ان دونوں کے دہانے کرنال میں ملتے تھے اور وہاں سے اسّی کروہ (کوس) کا سفر طے کر کے شہر حصار فیروزہ میں پہنچتی تھی۔ اُس زمانے میں اس مورّخ کے والد بادشاہ کے خاص لوگوں میں سے تھے اور محل میں خدمت کرتے تھے اور عہدۂ شب نویسی پر فائز تھے۔ انھوں نے اس مورّخ کو (یعنی مجھے) بتایا کہ حضرت فیروز شاہ ڈھائی سال تک شہر حصار فیروزہ کی تعمیر میں مصروف رہے تھے اور تمام خلق نے اس کام میں پوری طرح ان کا ساتھ دیا تھا۔ غرض کہ حضرت شاہ فیروز نے بڑی خوشی اور مسرّت کے ساتھ شہر حصار فیروزہ تعمیر کیا اور وہاں پر بہت سے باغ اور بے شمار درخت لگائے۔ چناں چہ ہر طرح کا پھل ان باغوں میں لگتا تھا۔ مثلاً سدا پھل، جھڑی، نارنگ، سکندر اوّل اور اسی طرح ہر قسم کے پھول یہاں پائے جاتے تھے۔ اور گنّا بے شمار۔ نیشکر سیاہ اور پونڈا دونوں قسم کے یہاں ہوتے تھے۔ اگر کوئی دانت سے گنّا چھیلتا تو گنّا اتنا نرم ہوتا کہ نیچے تک پہنچ جاتا۔ البتہ اس سے پہلے حصار فیروزہ کی زمین میں خریف کی فصل تو اچھی ہوتی تھی لیکن ربیع کی فصل اچھی نہ ہوتی تھی۔ کیوں کہ گندم بغیر پانی کے نہیں ہوسکتا۔ جب حضرت فیروز شاہ بے پایاں نہروں کے ذریعے بہت زیادہ پانی حصار فیروزہ کی زمین میں لے آئے تو دونوں فصلیں اچھی ہونے لگیں۔ اس سے پہلے ماضی کے بادشاہوں کے زمانوں میں اس علاقے کو سرکاری کاغذات میں "شقِ ہانسی" لکھا جاتا تھا۔ جب شہر حصار فیروزہ تعمیر ہوگیا تو سلطان فیروز نے فرمایا کہ اس دن سے "شقِ حصار فیروزہ" لکھیں۔

(ص ص ۱۲۴ - ۱۲۸)

Marfat.com

حصار فیروزہ میں نہریں

(شہر فتح آباد اور حصار فیروزہ دونوں میں) بے شمار نہریں جاری کی گئیں اور اسّی نوّے کوس کے فاصلے سے نہروں کو ان مقامات تک پہنچایا گیا۔

(ص ۱۲۹)

شہر فیروز آباد کی تعمیر

سلطان فیروز شاہ کو شہر فیروز آباد، آباد کرنے کا خیال آیا۔ اس نے اس کی تعمیر کے سلسلے میں کوششیں شروع کیں۔ دلّی کے آس پاس بہت سے مقام جو بی شہر یاران اہل کرام دیکھے۔ آخرکار دریائے جمنا کے کنارے موضع کاوین میں زمین پسند کی اور لکھنوتی (دوسری بار) جانے سے پہلے شہر فیروز آباد کی بنیاد رکھی۔ مقصد یہ ہے کہ موضع کاوین میں کوشک کی عمارت کا آغاز کر دیا۔ عمارت سازی کے عہدہ دار اور ماہر کاریگر اس عمارت کی تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ تمام امرا اور حضرت شہنشاہ کے اعلا عہدہ داروں نے اس محل میں اپنے اپنے گھر بنائے۔ دلّی شہر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ایک بڑا شہر آباد کیا۔ کہتے ہیں کہ فیروز آباد شہر کے حدود میں اٹھارہ مواضع کی زمین شامل تھی۔ چناں چہ قصبۂ اندرپت، سرائے شیخ ملک یار پران، سرائے شیخ ابوبکر طوسی، زمین موضع کاوین، زمین کھٹی واڑہ، زمین لہراوت، زمین اندھاول، زمین سرائے ملکہ، زمین مقبرۂ سلطان رضیہ، زمین بہاری، زمین مہرولہ اور زمین سلطان پور وغیرہ۔

فیروز آباد شہر میں خدا کی رحمت سے اتنی کثرت سے آبادی ہو گئی کہ اندرپت سے لے کر کوشک شکار تک آباد ہو گیا اور قصبۂ اندرپرست سے کوشک شکار تک پانچ کوس ہے۔ ان پانچ کوسوں میں ایک کوس سے دوسرے کوس میں آبادی ہوتی گئی۔ لوگوں نے مکان بناتے اور ان پر چونے کا پلاستر کیا۔ ایسی بے شمار مسجدیں تعمیر کی گئیں کہ جن میں پانچوں

Marfat.com

وقت نماز ہوتی تھی۔ لمبے لمبے بازار بنائے گئے جن میں ہر پیشے کے لوگ تھے۔ تمام رعایا سیر شکم اور فارغ البال تھی۔ آٹھ جامع مسجدیں تعمیر کی گئیں۔ ایک مسجد خاص، دو مسجد خان جہاں، ان میں سے ایک دروازے کے سامنے اور دوسری جاج نگر میں، ایک مسجد نائب باربک، ایک مسجد ملک بحر شحنہ نتھی اور ایک مسجد ملک نظام الملک، ایک جامع مسجد کوشک شکار میں اور ایک مسجد اندر پرست میں (اس طرح شہر فیروز آباد میں، آٹھ جامع مسجدیں تعمیر کیں) یہ تمام مسجدیں بہت بڑی تھیں اور ان میں اتنی وسعت تھی کہ اس میں دس ہزار آدمی نماز پڑھتے تھے۔

دل چسپ بات یہ ہے کہ چالیس سال کی مدت تک اس شہریار خوش خصال (فیروز شاہ تغلق) کا دورِ حکومت تھا کہ دلی اور فیروز آباد کا فاصلہ پانچ کوس رہا اور ہر روز بیشتر لوگ اپنے اپنے کاموں سے دلی سے فیروز آباد جاتے اور فیروز آباد سے دلی آتے۔ اس پانچ کوس میں لوگوں کی آمدورفت گویا مور و ملخ کے مانند تھی۔

(ص ص ۱۳۴ - ۱۳۵)

طاس گھڑیال کی ایجاد

سلطان فیروز شاہ نے اپنے عہد میں عقل و فراست سے کام لے کر، الہامِ خداوندی سے مملکتِ دار الملک دلی میں، جو چیز وضع کی وہ عجوبۂ زمانہ تھی۔ ان نوادرات میں سے ایک وہ تھی، جسے طاس گھڑیال کہتے تھے۔ کسی بھی صاحب دست گاہ اور مالکِ تخت گاہ بادشاہ کو یہ چیز میسر نہیں آئی۔ سلطان فیروز شاہ نے طاس گھڑیال ایجاد کر کے خراسان سے لے کر بنگالہ تک اپنی یادگار قائم کر دی......

جب سلطان فیروز شاہ نے خدا کی مدد سے طاس گھڑیال ایجاد کیا اور اس کے ایجاد کے لیے بڑی جدّ و جہد کی، اگرچہ ظاہرہ تو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ دنیاوی فائدے کے لیے ایجاد کیا گیا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں آخرت کا نفع بھی شامل ہے....

Marfat.com

جب سلطان فیروز شاہ ٹھٹھہ کی مہم سے دلّی واپس آیا تو حکومت کے کام کاج میں مصروف ہو گیا اور طاس گھڑیال کی ایجاد پر متوجہ ہو گیا۔ کچھ دن تک فیروز شاہ اور دربار کے کچھ دیگر لوگ اس کام میں لگے رہے۔ لیکن جب طاس کی آواز لوگوں کے کان میں پڑی تو ہر شخص طاس گھڑیال دیکھنے کے لیے شہر فیروز آباد آیا اور حیرت میں ڈوب گیا۔ طاس گھڑیال کوشک شہر فیروز آباد کے اوپر نصب کیا گیا تھا۔

(ص ص ۲۵۴ - ۲۶۰)

فیروز شاہ کے باغات

خدا کی عنایت سے سلطان فیروز شاہ کو باغ لگانے کا بے حد شوق تھا۔ اس نے باغ کو بڑی کوششوں سے سجایا۔ دلّی کے آس پاس ایک ہزار دو سو باغات لگائے تھے جو باغ کسی کی ملکیت یا وقف میں تھے سلطان فیروز شاہ نے اُن کی ملکیت اور وقف کو یہ دستور برقرار رکھا۔

(ص ۲۹۵)

دِلّی کے سنگین مینارے

کہا جاتا ہے کہ جب سلطان فیروز شاہ خدا کے فضل و کرم سے ٹھٹھہ سے دلّی آیا تو اس نے شہر یارانِ شش جہات کی طرح دلّی کے آس پاس کی سیر کی اور (وہ علاقے) جنگ کر کے قبضے میں کر لیے۔ دلّی کے آس پاس مشیتِ ایزدی سے پتھر کے دو مینارے تھے۔ ایک مینارہ سالورہ اور خضر آباد کے نواح کے موضع نوپرہ میں دامن کوہ میں تھا اور دوسرا مینارہ قصبۂ میرٹھ کے پاس تھا۔ یہ مینارے پانڈوں کے وقت سے ان جگہوں پر تھے۔ کسی بھی صاحبِ دستگاہ عالم پناہ بادشاہ کو جو تخت گاہِ مملکت دلّی پر بیٹھا ہو، یہ چیز میسّر نہیں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بنی تھی لیکن سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آگئی۔ اس سلسلے میں (اس نے) بہت کوشش کی اور بڑی مشقت اور بے انتہا کوشش .... سے ان میناروں کو وہاں سے (دلی) لایا۔ ایک کو کوشک فیروز آباد میں جامع مسجد سے متصل نصب کیا اور اس کا نام منارۂ زریں رکھا' اور دوسرے کو بڑی کوشش اور ترکیبوں سے کوشک شکار میں نصب کیا۔ کہا جاتا تھا کہ پتھر کے یہ مینارے بھیم کی ہاتھ کی چھڑیاں تھے۔ بھیم قد و قامت میں بہت بلند تھا اور بہت طاقتور تھا۔ ....) اکثر اوقات اپنے بھائیوں کے مویشی چرایا کرتا تھا۔ یہ مینارے اُس کے ہاتھ کی وہ چھڑیاں تھے جن سے وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔

.... جب سلطان فیروز شاہ ان دونوں میناروں کے مقامات پر پہنچا تو اُسے یہ چیزیں (مینارے) عجائباتِ روزگار معلوم ہوئے۔ خدا کے حکم سے اس کے دل میں آیا کہ یہ مینارے ان مقامات سے پورے اہتمام کے ساتھ دلی لے جائے جائیں۔ شہریار جہاں دار (فیروز شاہ تغلق) نے بڑی محنت اور اپنے مصمم ارادے سے ان میناروں کو دلی لایا اور شہر فیروز آباد اور کوشک شکار میں نصب کیا ......

....

ایک دفعہ سلطان فیروز شاہ سالورہ اور خضر آباد کی طرف گھوڑے پر سوار پہنچا۔ وہ ایک شکار کا پیچھا کر رہا تھا .... اُس نے موضع نویرہ میں پتھر کا ایک منارہ دیکھا۔ اسے خیال آیا کہ اگر یہ عجیب و غریب منارہ دلی پہنچ جائے تو ...... ہمیشہ یادگار باقی رہے گی۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس نے منارۂ نامدار کو دلی لانے کا حکم دیا۔ جتنے قصبے اور قریے اس مینارے کے آس پاس اور دو آبے اور غیر دو آبے کے درمیان واقع تھے ان مقامات کے تمام لوگوں کو (اس نے) جمع کیا۔ آزاد، غلام، سوار اور پیادے سب اکٹھے ہو گئے۔ طرح طرح کے ساز و سامان اور آلات منگوائے گئے۔ سینبل کے درختوں کی چھال سے بنائے ہوئے رستے لائے گئے، تاکہ مینارے کو باندھا جا سکے۔ اس کے گرد روئی لپیٹ کے رسّوں سے باندھ دیے گئے۔

Marfat.com

پھر رُوئی کے موٹے موٹے گدّوں کو سینبل کی چھال سے بنے ہوئے رسّوں سے باندھ دیا گیا اور یہ بندھے ہوئے روئی کے گدّے منارے کے تکیے کے طور پر زمین پہ رکھ دیے گئے تاکہ جب بنیاد کھودنے سے منارہ خم ہوکر زمین پر گرے تو پتھّر کا مینارہ زور پڑنے سے ٹوٹ نہ جائے۔ جب مینارے کی جڑ کھودی گئی اور مینارہ خم ہوکر روئی پر گر پڑا تو آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے رُوئی اس کے نیچے سے نکال لی گئی۔ چناں چہ چند دن میں خدا کی عنایت اور بادشاہ کے اقبال سے مینارۂ مذکور زمین پر ہموار ہوکر گر پڑا۔ جب اس (مینارے) کی جڑ کو غور سے دیکھا گیا تو ایک چوکور پتھّر نکلا۔ معلوم ہوا کہ مینارہ اسی پتھّر پر نصب تھا۔ اس پتھّر کو بھی باہر نکال لیا گیا .... مختصر یہ کہ مینارے کے گرد بانس کے ٹکڑے اور (جانوروں کی) تازی کھال باندھ دیے گئے تاکہ مینارے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے بعد ایک ایسی گاڑی بنائی گئی جس کے بیالیس پہیے تھے۔ اس کے پایوں میں رسّے باندھ دیے گئے۔ کئی ہزار آدمیوں نے ایک ساتھ مل کر زور لگایا۔ آخر بڑی محنت اور مشقّت کے بعد مینارے کو گاڑی پر رکھا گیا (اس کے بعد) گاڑی کے ہر پایے پر دس دس من کا رسّا باندھا گیا اور ہر رسّے کو کھینچنے کے لیے دو سو مزدور مقرر کیے گئے۔ جو جسم و جان سے زور لگاتے تھے۔ اس طرح بیالیس پہیوں میں رسے باندھے گئے اور کئی ہزار آدمیوں نے ایک ساتھ مل کر اسے کھینچا اور بالآخر وہ گاڑی مینارے کے ساتھ رَوانہ ہوئی۔ چوں کہ نویرہ گاؤں دریاے جمنا کے کنارے سے قریب ہے۔ اس لیے سلطان فیروز شاہ خود اس مینارے کے ساتھ چلا اور (اس) مینارے کو دریاے جمنا تک لے آیا۔ تمام کشتیاں دریاے جمنا کے کنارے جمع تھیں اور دریاے جمنا میں اتنی بڑی اور وسیع کشتیاں ہوتی تھیں کہ بعض کشتیوں میں پانچ ہزار من غلّے آجاتے تھے، اور بعض میں سات ہزار من۔ اور جو چھوٹی ہوتی ہوتی تھیں ان میں دو ہزار من غلّہ آجاتا تھا۔ اس طرح کی کشتیاں جمع کی گئیں۔ اس کے بعد بڑی حکمت اور تدبیر سے مینارے کو کشتی میں رکھا گیا اور کشتی کو دریا میں چلا کر شہر فیروزآباد میں پہنچایا گیا۔ اس کے بعد مینارہ نصب کرنے کے لیے عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

Marfat.com

یہ مورخ جو مورخانِ نیک نام کا خوشہ چیں ہے۔ (اس وقت) بارہ سال کا ہو چکا تھا۔ الغرض جب وہ مینارہ فیروز آباد کے دربار میں لایا گیا اور جامع مسجد سے متصل عمارت کا آغاز کیا گیا۔ وہ عمارت ماہر کاریگروں کی صنعت سے کھر سنگ اور چونے سے بنائی گئی تھی۔ جس منزل پر وہ مینارہ چڑھایا جاتا، سلطان فیروز شاہ اللہ کے حکم سے ایسی ترکیبیں کرتا کہ جن سے .... مینارہ اس سے اوپر کی منزل پر چڑھا دیا جاتا۔ اس کے بعد اس سے اوپر کی عمارت کی تعمیر شروع کر دی جاتی .... جب مینارے کو کھڑا کرنے کا وقت آیا تو دس من سوت کی رسیاں لائی گئیں اور ہر ہر منزل پر لکڑی کی چرخیاں باندھی گئیں۔ رسی کا ایک سرا مینارے کے سرے پر باندھا جاتا اور دوسرا چرخی پر، اس چرخی کو ہزاروں آدمیوں نے زور لگا کر گھمایا۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ زور لگایا تو آدھا گز مینارہ اوپر اٹھا۔ جب مینارہ آدھا گز اوپر آجاتا تو اس کے نیچے سینبل کی روئی کے تکیے، بڑی بڑی لکڑیاں اور سینبل کے درخت کی چھال کے بڑے بڑے ٹکڑے رکھ دیے جاتے تاکہ مینارہ دوبارہ عمارت پر نہ گرے اسی طریقے سے چند روز تک زور و طاقت صرف کر کے خدا کے کرم اور عنایت سے بادشاہ کی مرضی کے مطابق مینارہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مینارے کے چاروں طرف نیچے سے اوپر تک بے شمار و بے قیاس بڑی بڑی لکڑیاں رکھ دی گئیں۔ سہارا دینے کے لیے ایک لکڑی کے قبے کا سانچہ بنایا گیا اور اس کی لکڑیاں مینارے پر اس لیے ٹکائی گئیں کہ مینارہ کسی طرف ٹیڑھا نہ ہو جائے۔ چناں چہ مینارہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا اور ذرہ برابر خم نہیں آیا۔ اور مینارہ کھڑا کرتے ہوئے وہ چوگوشہ پتھر نویرہ میں جس پر مینارہ نصب تھا) مینارے کی بنیاد میں رکھ دیا گیا۔ جب مینارہ کھڑا ہو گیا تو اس سے تھوڑے سے فاصلے پر مینارے کے اوپر چاروں طرف سنگِ سیاہ اور سنگِ سفید لگائے گئے اور اس سنگِ سیاہ اور سنگِ سفید کے اوپر ایک تانبے کا قبہ بنایا گیا، جس پر سونے کا ملمع کیا گیا، اسے ہندی میں کلس کہتے ہیں۔ مینارے کی اونچائی کل ۳۲ گز ہے جس میں سے ۲۴ گز عمارت کے باہر اور ۸ گز عمارت کے اندر ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ موضع نویرہ میں کس نے اسے زمین میں گاڑا تھا۔ مینارے کے

Marfat.com

پنیچ کے حصے میں ہندی میں چند سطریں چاندی میں کندہ کی ہوئی تھیں۔ سلطان فیروز شاہ نے بہت سے ہندوؤں کو بلایا، کوئی نہیں پڑھ سکا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچھ ہندوؤں نے اس ہندی عبارت کو پڑھ لیا۔ اس پر لکھا تھا کہ کوئی بھی شخص مینارے کو طاقت کے ذریعے اس جگہ سے نہیں ہلا سکتا؛ نہ مسلمان اور نہ ہندو فرماں روا ـــــــ لیکن اس آخری زمانے میں ایک ایسا بادشاہ پیدا کیا جس نے ارادہ کیا اور اس مینارے کو اس کی جگہ سے باہر نکال لایا۔ اس بادشاہ کا نام سلطان فیروز ہے۔

دوسرے مینارے کا قصہ

وہ مینارہ جسے کوشک شکار میں نصب کیا گیا۔ وہ قصبۂ میرٹھ کے پاس دو آبے کے درمیان نصب تھا۔ مینارۂ کوشک شکار، مینارۂ زریں سے چھوٹا تھا۔ اس مینارے کو بھی وہ مشہور بادشاہ بڑی ترکیبوں اور بہت مشقتوں کے ساتھ کوشک شکار میں پہاڑ پر لایا تھا۔ قصہ مختصر یہ کہ سلطان فیروز شاہ نے دوسرا مینار کوشک شکار پر نصب کیا۔ اس دن بادشاہ نے عوام و خواص نے جشنِ عام کیا تھا۔ تمام شہر خوش و خرم تھا۔ اس دن بے حد و حساب شربت کے مٹکے بھر کے کوشک شکار میں رکھے گئے۔ ہر آنے جانے والا ان مٹکوں میں سے شربت پیتا تھا۔ جو کوئی بھی تماشا دیکھنے آتا شربت پی کر جاتا۔ کوئی کسی کو منع نہیں کرتا۔ جب مینارہ کھڑا ہو گیا اور کوشک بن گیا تو اس مقام پر ایک شہر آباد ہو گیا۔

(ص ص ۳۰۵ - ۳۱۳)

فیروز شاہ کی عمارتیں

شاہ فیروز نے بڑی جدّ و جہد کے ساتھ عمارتیں تعمیر کرنے میں کامیابی حاصل کی؛ اس

Marfat.com

نے اس کام کے لیے بہت کوششیں کیں۔ کسی بھی ایسے بادشاہ نے جو دین پناہ اور صاحبِ دستگاہ تھا اور جو سلطنت دارالملک دلی کے تخت پر بیٹھا تھا اور جس نے ظلم و جبر سے دوسرے ملکوں پر قبضہ نہیں کیا تھا، عمارتیں تعمیر کرنے میں اتنی کوششیں نہیں کیں۔
سلطان فیروز کو تعمیر کا بے انتہا شوق تھا اور اس نے اس سلسلے میں غیر معمولی کوششیں کیں۔ اس نے غیر معمولی توجہ سے کام لے کر عمارتوں میں طرح طرح کے نمونے پیش کیے۔ (اس) بہت سارے اور بے شمار شہر، حصار، کوشک، مسجدیں اور مقبرے بنائے چناں چہ اس مورّخ ضعیف شمس سراج عفیف نے گزشتہ ابواب میں شہر حصار فیروزہ اور فتح آباد کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور اس طرح (بادشاہ نے شہر فیروز آباد اور فیروز آباد ہارنی کھیرہ، تغلق پور، کاسنہ، تغلق پور، کلوت اور شہر جون پور وغیرہ آباد کیے۔ ....

(ص ص ۳۲۹ - ۳۳۰)

سُلطان فیروز شاہ نے مقبروں کی مرمّت کرائی

سلطان فیروز شاہ نے پُرانے بادشاہوں کے مقبروں کی مرمّت کرائی اور انھیں دوبارہ بنوایا۔ بادشاہ اپنی عظمت اور غرور کی وجہ سے سلاطینِ ماضیہ کو کب یاد کرتے ہیں کہ ان کے مقبروں کی تلاش و جستجو کریں۔ اس وجہ سے بیشتر سلاطینِ پیشیں کے مقبرے خراب و خستہ ہو گئے تھے۔ ان مقامات سے متعلق حضرات پریشانی میں مبتلا تھے۔ یہ رسمِ جہاں داری ہے کہ ہر ایک بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا ہے تو کچھ املاک مثلاً گاؤں وغیرہ اصحاب و اربابِ بابرکات کے لیے وقف کر دیتا ہے تاکہ ان کی وفات کے بعد ان کے مدرسوں اور مقبروں میں خیر جاری رہے لیکن (فیروز شاہ جب تخت پر بیٹھا ہے تو تمام گاؤں اور علاقے خراب و برباد ہو گئے تھے اور وہاں کے نیک لوگ

Marfat.com

ان مقاموں سے محروم ہو گئے تھے۔ ہر ایک مفلسی کی زندگی گزار رہا تھا۔ تمام علاقے تاریک ہو چکے تھے۔ سلطان فیروز شاہ نے خدا کے فضل و کرم سے اپنے عہد میں دانش مندی سے کام لے کر اس سلسلے میں بہت کوششیں کیں۔ تمام بادشاہوں کے مقبروں کی مرمت کرائی۔ از سر نو بنوایا اور جو گاؤں پہلے جس مقبرے کے ساتھ تھے اور جہاں تباہی ہو گئی تھی اور رعیت مر مرا گئی تھی، ان تمام دیہاتوں کو آباد کیا۔ ان مقبروں کے جو مجاور و خدام ادھر اُدھر چلے گئے تھے........ سلطان فیروز شاہ نے مشیّت ایزدی سے ان تمام لوگوں کو اکٹھا کیا۔ بادشاہوں اور دینی بزرگوں کے مقبروں کو از سر نو آباد و معمور کیا۔ اس بادشاہ نے چین اور روم کے بادشاہوں کی طرح..... مشائخِ طریقت اور علمائے شریعت کے مقبروں کی بھی مرمت کرائی بلکہ بادشاہوں اور مشائخ دین کے مقبروں کے گنبدوں میں اندر کی طرف صندل کی لکڑی لگائی اور ہر مقبرے کو از سر نو آراستہ کیا۔

(ص ص ۳۳۲ - ۳۳۳)

Marfat.com

سیر المتاخرین

(جلد اوّل)

منشی غلام حسین خاں طباطبائی

صوبہ دلّی

یہ صوبہ تیسری اقلیم میں سے ہے۔ یہ پلول سے لدھیانے تک دریاے ستلج کے ساحل پر پھیلا ہوا ہے۔ ۱۶۵ کوس لمبا اور ریواڑی سرکار سے کماون کی پہاڑی تک ۱۴۰ کوس چوڑا اور حصار سے خضر آباد تک ۱۳۰ کوس ہے۔ اس کے مشرق میں دار الخلافہ آگرہ ہے اور شمال میں یہ خیر آباد سے ملا ہوا ہے۔ مشرق و شمال کے درمیان خیر آباد میں صوبۂ اودھ، شمالی کوہستان، جنوبی آگرہ اور اجمیر غربی۔ اس صوبے کے دریا گنگا اور جمنا ہیں۔ یہ دونوں دریا کہاں سے شروع ہوتے ہیں یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دریا اس علاقے میں ہیں۔ سب کوہِ شمال سے نکلے ہیں۔ آب و ہوا معتدل ہے اور زمین بہت زرخیز ہے اور بعض کھیتوں میں تو سال میں تین تین فصلیں ہوتی ہیں۔ طرح طرح کے پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں شاندار پتھر اور اینٹوں کی عمارتیں ہیں۔ ایسی شان دار عمارتیں ہیں کہ جن سے دل اور دماغ کو طراوت پہنچتی ہے..... دلّی بہت پرانا شہر ہے۔ سب سے پہلے شہر کا نام

Marfat.com

"اندرپت" تھا جو طول میں ۱۱۴ درجے اور ۳۸ دقیقہ اور عرض میں ۲۸ درجے اور ۱۵ دقیقے تھا۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ اقلیم دوم سے ہے۔ اس کی ابتدا جنوبی پہاڑ ہے۔

سلطان قطب الدین اور سلطان شمس الدین قلعۂ پتھورا میں رہتے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک اور قلعہ بنایا اور اچھی جگہیں تلاش کر کے دل کشا عمارتیں تعمیر کیں۔ معزالدین کیقباد نے دریاے جمنا کے کنارے ایک اور شہر آباد کیا جسے کیلوکھڑی کہتے ہیں۔ امیر خسرو نے "قران السعدین" میں اس شہر اور قلعے کی تعریف کی ہے۔ آج کل اس جگہ پر مقبرہ ہمایوں واقع ہے۔ سلطان علاءالدین نے دوسرا شہر آباد کیا اور ایک نیا قلعہ تعمیر کیا۔ اس (جگہ) کو سیری کہتے ہیں۔ تغلق شاہ نے تغلق آباد بنایا۔ اس کے لڑکے سلطان محمد نے ایک شہر آباد کیا اور اس میں بہت اونچا محل بنوایا جس میں سنگ رخام کے ایک ہزار ستون استعمال کیے گئے اور دیگر دل کشا عمارتیں تعمیر کیں۔ سلطان فیروز نے اپنے نام سے ایک بڑا شہر آباد کیا اور دریاے جمنا کاٹ کر اس کے پاس سے گزاری۔ فیروز آباد سے مزید تین کوس پر ایک اور کوشک بنایا "جہاں نما" اس کا نام رکھا۔ جس میں تین سُرنگیں تھیں اور اپنی بیویوں کے ساتھ سوار ہوکر ان میں سے گزرتا تھا۔ دریا کی طرف پانچ جریب اور جہاں نما سے دو کوس اور پرانی دہلی سے پانچ کوس پر اندرپت کے مقام پر ہمایوں نے قلعہ تعمیر کیا اور دین پناہ اس کا نام رکھا۔ شیر خاں نے علائی کی دلی کو ویران کر کے نیا شہر آباد کیا اور اس کے بیٹے سلیم شاہ نے ۹۵۳ ہجری (۱۵۴۸-۱۵۴۷ء) میں سلیم گڑھ کی بنیاد رکھی۔ وہ آج بھی دریاے جمنا کے بیچ میں قلعۂ شاہ جہاں آباد کے سامنے موجود ہے۔ اگرچہ کئی فرماں رواؤں نے اپنے عہد حکومت میں تعمیرات کیں اور دار السلطنت بنائے اور ہر ایک نے نیا شہر آباد کیا لیکن دور دور تک دلی ہی ہندوستان کا پایۂ تخت مشہور ہوا۔ یہاں تک کہ ۱۰۴۷ ہجری مطابق بارہویں سال جلوس میں صاحب قران ثانی شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ نے شاہ کے شہر کے پاس ایک نیا شہر آباد کیا اور شاہ جہاں آباد اس کا نام رکھا اور اس

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

عظیم شہر کے بننے سے تمام پرانے بادشاہوں کے شہروں کے نام، جو لکھے جا چکے ہیں، ختم ہو گئے اور (یہ شہر) شاہ جہاں آباد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس کا قلعہ لال پتھر سے بنا ہوا، جس میں طرح طرح کی عالی شان عمارتیں اور طرح طرح کے روح افزا محل تعمیر کیے گئے اور قلعے کے جنوب کی طرف دریائے جمنا جاری ہے۔ علی مردان خاں کوہ سرمور سے نہر (کاٹ کر یہاں) لایا تھا۔ یہ نہر (دلی کے) کوچوں اور بازاروں کو رونق اور فیض پہنچاتی ہوئی قلعے میں پہنچ جاتی ہے جس سے تالاب اور حوض لبالب بھر جاتے ہیں اور باغ سیراب ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

شہر پناہ کی فصیل سنگ ساروج سے بنائی گئی ہے۔۔۔۔۔ اگرچہ ہر کوچہ و بازار میں مسجدیں، معابد، خانقاہیں اور مدرسے بہت ہیں لیکن شہر کے بیچوں بیچ جامع مسجد ہے جو ۱۰۶۰ ہجری مطابق ۲۴ سال شاہ جہانی، لال پتھر سے اور اس کے گنبد سفید اور سیاہ پتھر سے بنائے گئے ہیں۔ بہت اونچی اور وسیع، بہت خوب صورت اور نادر مسجد ہے۔ اس سے بہتر مسجد شاید ہی کہیں ہو۔۔۔۔۔۔ (اس شہر) کے اطراف میں سلاطین پیشیں اور درویشانِ حقیقت آئین کے بہت سے مزار اور مقبرے ہیں لیکن ان میں مشہور تر نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ ہے جو دریائے جمنا کے کنارے کیقباد کی کیلوکھڑی میں واقع ہے۔ امیروں، وزیروں، عالموں اور فاضلوں جو اپنے زمانے میں بڑی شہرت رکھتے تھے، کہ اتنے مزار ہیں کہ گنتی میں نہیں آ سکتے۔ ان درویشوں کے مزارات میں سے جو اپنی ولایت اور تقرب الٰہی کی وجہ سے مشہور تھے، ایک مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بن خواجہ کمال الدین احمد اوشی کا ہے جو شاہ جہاں آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے۔۔۔۔۔

(ص ص ۳۹-۴۰)

حصار شہر

میواتیوں نے شہر کے آس پاس گھنے جنگل ہونے کی وجہ سے سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔

Marfat.com

وہ رہزنی کرتے تھے۔ چاروں طرف کے راستے بند ہو گئے تھے اور سوداگروں میں آمدورفت کی ہمت نہیں رہی تھی۔ ان کے خوف سے نماز کے وقت شہر کے دروازے بند کر دیے جاتے، نماز کے بعد کسی میں شہر سے باہر جانے کی ہمت نہیں تھی۔ میواتی حوض سلطانی (غالباً حوض خاص) پر آتے اور وہاں سے پانی لینے والوں سے مزاحمت کرتے ......

...... سلطان غیاث الدین بلبن نے ان لوگوں کی سرکوبی کو دوسری مہمات پر ترجیح دی۔ تمام جنگلوں کو کاٹ ڈالا اور اُن تمام بد نہادوں کو قتل کروا ڈالا۔ شہر کی فصیل کو مضبوط بنایا۔ شہر کے پاس تھانے قائم کیے اور زمین کو اس طرح تقسیم کیا کہ (ہر تھانے دار) اپنے علاقے کی خبرداری کرے۔ رہزنوں اور چوروں کی گوشمالی کے لیے پوری مساعیِ جمیلہ کیں۔

(ص ۱۱۱)

کیلوکھڑی

سلطان معز الدین کیقباد نے حکومت کے تمام کام امیر الامرا کے حوالے کر دیے اور خود عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ دارالملک دلّی سے باہر آگیا اور دریائے جمنا کے کنارے دل کشا عمارتیں اور شان دار باغ تعمیر کیے اور کیلوکھڑی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

(ص ۱۱۲)

شہرِ نو

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کو امرا و رؤسا اور رعایا پسند نہیں کرتی تھی۔ (بادشاہ ہونے کے بعد) وہ شہر میں داخل نہیں ہوا اور جس تخت پر پچھلے بادشاہوں نے جلوس

Marfat.com

کیے تھے اس پر نہ بیٹھا۔ کیلوکھڑی میں سکونت اختیار کرلی اور شہر نو اور قلعہ پتھر سے دوبارہ بنوایا۔

(ص ۱۱۴)

سیّدی مولا کی خانقاہ

سیّدی مولا نام کے ایک درویش دلی آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ (انھوں نے یہاں) بہت بڑی خانقاہ بنائی جس کی تعمیر پر بہت روپیہ خرچ کیا۔ لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ ہر روز ہزار من میدہ، پانچ سو من نمک، تین سو من شکر اور دو سو من گھی اور اسی حساب سے مسالے خرچ ہوتے تھے اور دن میں دو مرتبہ دستر خوان بچھتا تھا جس پر خاص و عام دونوں حاضر ہوتے تھے۔ سیّدی مولا خود سوکھی روٹی کے علاوہ کچھ اور تناول نہ فرماتے تھے۔

(ص ۱۱۵)

قلعہ تغلق آباد

(سلطان غیاث الدین) کو عمارتیں بنانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے دلی کے قریب تغلق آباد کا قلعہ بہت مضبوط تعمیر کیا۔

(ص ۱۲۳)

قصر افغان پور

سلطان غیاث الدین تغلق لکھنوتی (عرف بنگالہ) کی فتح کے بعد دلی واپس آیا۔ شہزادہ

Marfat.com

الغ خاں نے تغلق آباد سے تین کوس کے فاصلے پر بادشاہ کی ضیافت کے لیے فوری طور پر ایک محل تعمیر کیا اور اس میں ضیافت کا انتظام کیا۔ سلطان جب دلّی پہنچا تو اسی محل میں اُترا۔

الغ خاں نے وہاں محفل سجائی اور دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چُنے گئے۔ کھانے کے بعد لوگ ہاتھ دھونے کے لیے جلدی سے باہر آئے۔ سلطان اسی قصر میں بیٹھا ہاتھ دھو رہا تھا کہ اس محل کی چھت گر پڑی۔ سلطان پانچ دوسرے لوگوں کے ساتھ دب کر مر گیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ الغ خاں نے اس محل کی عمارت، جس کی ضرورت نہیں تھی، جان بوجھ کر ایسی بنائی اور اس میں کچھ اس طرح کی ترکیب کی کہ بادشاہ کا کام تمام ہو جائے۔ صدر جہاں گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ الغ خاں نے وہ عمارت جادو کے زور پہ بنائی تھی اور سلطان کے پہنچنے پر جب وہ جادو ٹوٹا تو عمارت گر پڑی۔ حاجی قندھاری نے لکھا ہے کہ جب بادشاہ ہاتھ دھو رہا تھا تو بجلی گری اور وہ محل گر پڑا، اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سلطان بنگالہ سے پہاڑ جیسے ہاتھی لایا تھا۔ شہزادہ الغ خاں کو دکھانے کے لیے اس نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کو دوڑایا جائے۔ چوں کہ محل کی عمارت تازہ بنی ہوئی تھی، ہاتھیوں کی دوڑ کے دھماکے سے گر پڑی۔ بعضے لکھتے ہیں کہ اس وقت ایک بہت بڑا زلزلہ آیا اور محل گر پڑا۔ بہرحال شیخ رکن الدّین ملتانی بادشاہ سے ملاقات کے لیے اس محل میں گئے تھے۔ انھوں نے اشارے کنایے سے سلطان سے فوراً باہر آنے کے لیے کہا۔ سلطان اشارہ نہ سمجھا۔ جب شیخ باہر آ گئے تو سلطان پر محل گر پڑا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ چوں کہ سلطان شیخ نظام الدین معروف بہ اولیا سے آزردہ تھا۔ اس نے (قصر افغان) میں پہنچ کر حضرت نظام الدّین کو یہ پیغام بھیجا کہ جب میں شہر میں داخل ہوں تو شیخ شہر سے چلے جائیں۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ "ہنوز دہلی دُور است۔"

(ص ۱۲۳)

خ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلطان فیروز شاہ کی تعمیرات

سلطان فیروز شاہ تغلق نے سعادت حاصل کرنے کے لیے مسجدیں، مقبرے، مدرسے، مہمان سرائیں، دار الشفا اور اسی طرح کی دوسری عمارتیں اتنی تعداد میں تعمیر کیں کہ سلطان بلبن نے بھی نہیں کی تھیں۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ فیروز آباد شہر کے علاوہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے تیس۳۰ شہر، چالیس۴۰ جامع مسجدیں، تیس۳۰ مدرسے، بیس۲۰ خانقاہیں، دو سو رباط، سو نہریں، سو کوشک، ایک سو باون حمام، پانچ دار الشفا، سو مقبرے، دس بڑے مینار اور بے شمار باغات تعمیر کیے۔ ان میں جون پور بھی ہے جو اس نے اپنے چچا سلطان محمد شاہ الغ خاں مشہور بہ فخر الدین جونا کے نام پر بنایا تھا۔ تین سو سال سے زائد گزرنے کے باوجود اس کی اکثر عمارتیں باقی ہیں۔

(ص ۱۲۸)

فیروز شاہ کی لاٹھ

دلی کے پاس (موجودہ دلی کے دلی دروازے سے باہر کچھ فاصلے پر) ایک پہاڑی پر ایک ستون کے آثار اب تک موجود ہیں۔ اس جگہ کو "جہاں نما" کہا جاتا ہے اور عوام الناس اسے فیروز شاہ کی لاٹھ کہتے ہیں۔ یہ تقریباً ساٹھ گز اونچی ہے اور اس کا قطر تین گز ہے۔ اس کی بنیاد اتنی مضبوط ہے کہ آج تک موجود ہے اور عرصۂ دراز تک سلامت رہے گی۔

(ص ۱۲۸)

مسجد موٹھ

کہتے ہیں کہ سلطان سکندر لودھی کو ایک روز جامع مسجد میں موٹھ کا ایک دانہ ملا جسے اس نے اٹھا کر میاں بھوا کو دے دیا۔ وہ کورنش بجا لایا۔ ان کو خیال آیا کہ چوں کہ

Marfat.com

اس دانے کو بادشاہوں کی دست بوسی کی سعادت حاصل ہوگئی ہے۔ اسے حیاتِ اَبدی دینے کی فکر کرنی چاہیے۔ اس دانے کو اپنے باغ میں لگا دیا۔ جب پودا نکل آیا تو اس کی پوری احتیاط کی۔ اس میں خوشہ لگا۔ جب وہ پک گیا تو اس میں سے دو سو دانے ملے۔ اسی طرح وہ دانے سال بہ سال بوئے جاتے رہے اور اس کی (فروخت سے) بہت روپیہ اکٹھا ہوگیا۔ اس روپے سے دلّی میں ایک شان دار مسجد تعمیر کی اور سلطان سکندر لودھی کو اس کی اطلاع دی۔ سلطان نے اس کی عقل و دانش پر آفریں کہی اور اسے عنایتِ خسروانہ سے سرفراز کیا۔ اس مسجد کا نام موٹھ کی مسجد پڑ گیا۔ آج تک دلّی میں موجود ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔

(ص ۱۴۱)

ہمایوں کا مقبرہ

ہمایوں کی لاش کو معز الدّین کیقباد کی کیلوکھڑی میں دفن کیا گیا اور اس پر عالی شان عمارت بنائی گئی۔

(ص ۱۶۶)

لال قلعہ

۵، ذی الحجہ ۱۰۴۸ ہجری (مطابق ۱۶۳۹ء) کو قلعۂ مذکور کی بنیاد کھودی گئی اور ۹، محرم جمعہ کی شب ۱۰۴۸ ہجری (مطابق ۱۶۳۸ء) پانچ ساعت اور بارہ دقیقہ نجومی کے بعد قلعے کی بنیاد رکھی گئی۔ ساٹھ لاکھ روپے قلعے کی تعمیر میں خرچ ہوئے۔ 1051 ہجری (۴۲-۱۶۴۱ء) کو تعمیر مکمل ہوئی۔ بادشاہ ۲۴، ربیع الاوّل سال مذکور کو اس دروازے سے داخل ہوا جو دریا کے کنارے ہے اور جس کا راستہ شاہ محل کی طرف جاتا ہے۔ دولت خانے

Marfat.com

کے ایوان پر جلوسِ عام کیا۔ تختِ مُرصّع پر بیٹھا اور نذرانے پیش کیے گئے۔ تمام نذرانوں میں سے بارہ لاکھ روپے کے تحفے قبول فرمائے۔ چار لاکھ روپیہ بیگم صاحبہ کو دے دیا گیا۔

(ص ۲۷۷)

شاہ جہاں آباد کی جامع مسجد

سنہ ۲۴ جلوس میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ چھے سال میں عمارت مکمل ہوگئی، اس عمارت کی نگرانی پانچ ماہ تک جعفر خاں کو سونپی گئی۔ دو سال خلیل اللہ خاں اس کے نگراں رہے اور تین سال پانچ مہینے تک سعد اللہ خاں نے نگرانی کی (چھے سال میں یہ عمارت مکمل ہوئی)۔........

دس لاکھ روپیہ مسجد کی تیاری میں خرچ ہوا۔ مسجد کے تینوں گنبد سنگِ مرمر اور سنگِ موسیٰ کے بنے ہوئے ہیں۔ اس کا صحن بھی سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے اور مصلّٰی محراب کے طور پر سنگ موسیٰ سے بنایا گیا ہے۔ صحن کا فرش سُرخ پتھر کا ہے۔ اصل مسجد نوّے گز لمبی اور تینتیس گز چوڑی ہے۔ صحن کے وسط میں ایک حوض ہے جو پندرہ گز لمبا اور بارہ گز چوڑا ہے۔ حوض کے کنارے سنگِ مرمر اور سنگِ موسیٰ سے تیار کیے گئے ہیں۔

(ص ۲۸۵)

داراشکوہ کا مزار

داراشکوہ بدھ کے دن ۲۱ ذی الحجہ ۱۰۶۹ ہجری (مطابق ۱۶۵۹ء) کو قتل ہوا۔ اس کی لاش تشہیر کے بعد ہمایوں کے مقبرے میں دفن کردی گئی۔

(ص ۳۲۶)

٭

Marfat.com

شاہ سرمد کا مزار

علمائے جاہ طلب کے فتوے پر (شاہ سرمد) کو قتل کر دیا گیا اور جامع مسجد شاہجہاں آباد کے پاس مدفون ہوئے۔

(ص ۳۴۰)

Marfat.com

سیر المتاخرین

از

منشی غلام حسین خاں طباطبائی

جلد تیسری

عالمگیر ثانی کا مزار

عالمگیر ثانی کو عماد الملک کے آدمیوں نے کوٹلہ فیروز شاہ میں دھوکے سے مار دیا تھا اور اس کی لاش جمنا کی ریت پر پھینک دی تھی۔

(خلیق)

عالمگیر کی لاش کو اُٹھا کر سلاطینِ بابریہ کے اجداد ہمایوں بادشاہ کے مقبرے میں دفن کر دیا۔

(ص ۹۰۸)

ذ

Marfat.com

طبقات اکبری

از

مولانا نظام الدّین احمد

بن

محمد مقیم ہروی

حوض شمسی

ملفوظات خواجہ قطب الدّین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کے جامع شیخ فرید گنج شکرؒ ہیں۔ انھوں نے ملفوظات میں لکھا ہے کہ سلطان (شمس الدّین التمش) کو ایک حوض بنانے کا خیال آیا اور مناسب جگہ کے تعین کے لیے خواجہ (قطب الدین بختیار کاکیؒ) کی خدمت میں آیا اور عرض مدعا کیا۔ سلطان جس زمین پر بھی پہنچا وہاں سے گزرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچا جہاں پر حوض شمسی ہے۔ اسی زمین کو (حوض کے لیے) منتخب کر لیا۔ جب رات ہوئی تو سلطان نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اسی سرزمین پر سوار کھڑے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ شمس الدین! تجھے کیا چاہیے۔ سلطان نے کہا یا رسول اللہ! چاہتا ہوں کہ حوض بناؤں۔ فرمایا کہ اسی جگہ بنا لے ـــــ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے نے

Marfat.com

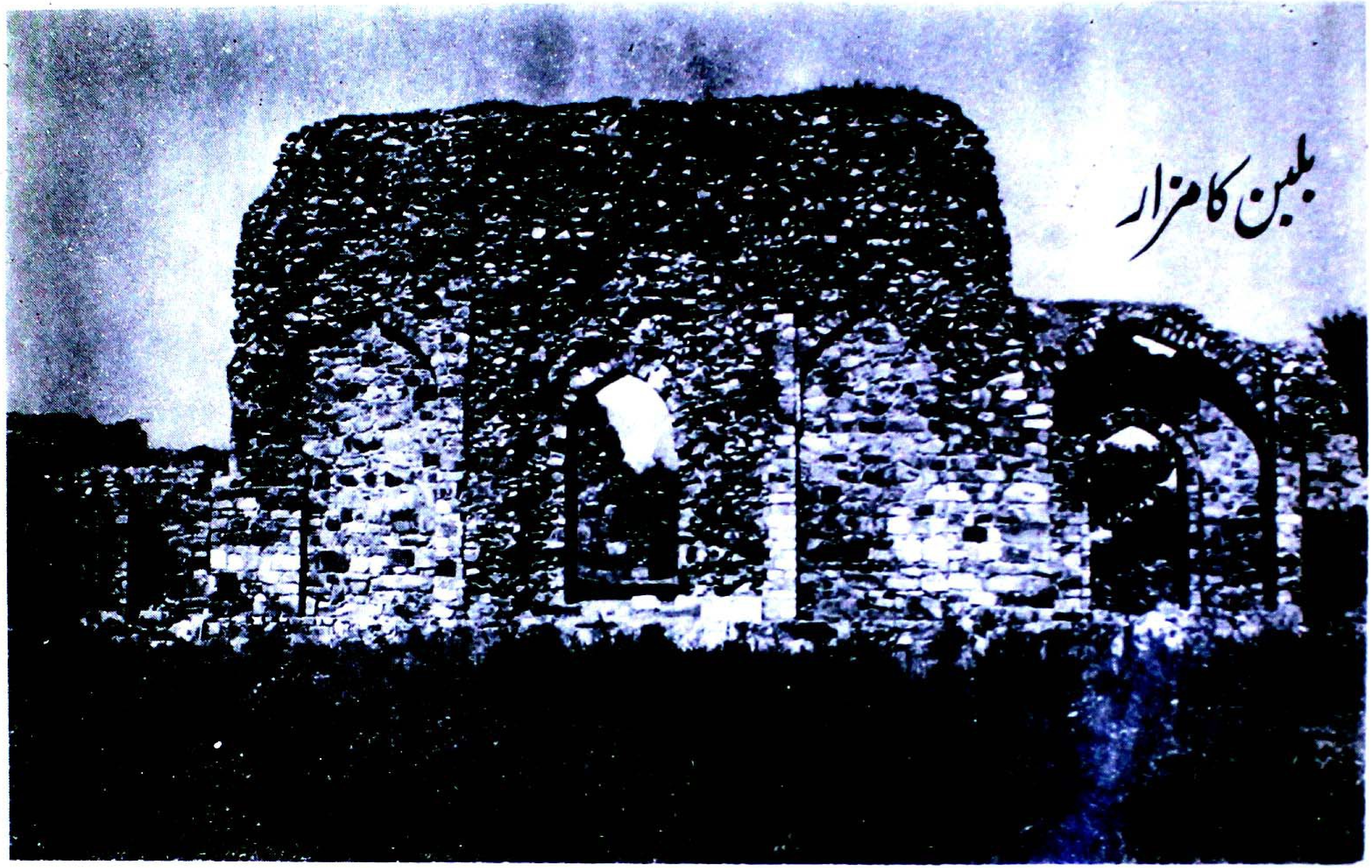

بلبن کا مزار

Marfat.com

Marfat.com

وہیں زمین پر زور سے سُم مارا' زمین سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ سلطان کی آنکھ کھل گئی ابھی رات باقی تھی کہ خواجہ قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سنایا۔ خواجہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ سلطان مجھے اس جگہ لے گیا اور میں نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ اس جگہ پانی کا چشمہ پھوٹتا ہے۔

(ص ص ۲۹-۳۰)

سلطان غیاث الدّین بلبن کا مدفن

سلطان بلبن (غیاث الدین بلبن)......... خدا کو پیارے ہو گئے اور دارالامان میں مدفون ہوئے۔

(ص ۵۰)

کیلوکھڑی، بعہد سلطان معز الدّین کیقباد

معز الدّین کیقباد (پُرانی) دلی سے باہر آگیا، اس نے جمنا کے کنارے کیلوکھڑی کے علاقے میں ایک خوبصورت اور بہت بڑا باغ تعمیر کیا اور اسے اپنا دارالسلطنت بنایا۔

(ص ۵۰)

شہرِ نو (کیلوکھڑی)

سلطان جلال الدّین خلجی) نے کیلوکھڑی میں سکونت اختیار کر لی اور قصر معزی (سلطان معز الدّین کیقباد کا محل) کو مکمل کرنے کا حکم دیا اور اس قصر کے سامنے جمنا کے کنارے نیا باغ بنایا اور امراء و ملوک نے بھی وہاں اپنے گھر بنائے۔ پتھر سے فصیل تعمیر کی گئی۔

Marfat.com

تھوڑی ہی مدت میں مکان، فصیل، مسجدیں اور بازار بن گئے اور شہرِ نو کے نام سے موسوم ہوئے۔

(ص ۵۷)

سیدی مُولا کی خانقاہ

سیدی مُولا نے ایک بہت بڑی خانقاہ تعمیر کی، جس پر بہت زیادہ روپیہ خرچ کیا۔ اس خانقاہ میں زمین اور دریا کے مسافر قیام کرتے تھے۔ دو وقت دسترخوان بچھتا، ایک ہزار من میدہ، پانچ سو بکریاں، تین سو من شکر روز خرچ ہوتے تھے، اور عوام و خواص دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے۔

(ص ۶۱)

مغول پور (مغل پورہ)

(سلطان جلال الدّین خلجی کے زمانے میں دلّی پر ہلاکو خاں کے ایک رشتے دار "الغو نبیرۂ چنگیز خاں" نے حملہ کیا تھا۔ سلطان جلال الدّین کی فوجوں نے اُسے شکست دی۔ شکست کے بعد وہ اور اُس کے کچھ ساتھی مسلمان ہو گئے اور الغو سلطان جلال الدّین خلجی کو باپ کہنے لگا۔

سلطان جلال الدّین خلجی نے اسے اپنا داماد بنالیا ـــــ خلیق)

سلطان جلال الدّین خلجی نے غیاث پور میں ان کے رہنے کی جگہ طے کی اور اس جگہ کو مغول پور اور ان مغلوں کو نومسلم کہا جاتا تھا۔

(ص ۶۳)

دلّی کی فصیل بعہدِ سلطان علاء الدّین خلجی

(سلطان علاء الدّین خلجی نے دارالخلافہ تعمیر کیا۔ اس شہر کا نام سیری تھا اور

Marfat.com

اس کے کھنڈر آج بھی باقی ہیں —— خلیق)

شان دار عمارتیں تعمیر کیں اور دلّی کی فصیل کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ جس طرف سے مغول دلّی آتے تھے اس طرف کی فصیل کو اور زیادہ مضبوط بنایا۔

(ص ۷۸)

سلطان علاء الدّین خلجی کی عمارتیں

تاریخ فیروز شاہی کے مؤلف نے یہ لکھا ہے کہ جتنی عمارتیں سلطان علاء الدّین خلجی کے زمانے میں بنیں، کسی اور بادشاہ کے زمانے میں تعمیر نہیں ہوئیں۔ سلطان نے مسجد، منبر، مینار، حوض، فصیل اور اسی طرح کی دوسری عمارتیں تعمیر کیں۔

(ص ۸۳)

تغلق آباد

(سلطان غیاث الدّین تغلق شاہ کو) عمارت سازی کا بہت شوق تھا۔ اس نے تغلق آباد قلعے کی عمارت اور دوسری عمارتیں تعمیر کرائیں۔

(ص ۹۶)

قصرِ افغان پور

سلطان غیاث الدّین تغلق شاہ لکھنوتی پر فتح کے بعد دلّی کی طرف روانہ ہوا۔ جب سلطان محمد تغلق شاہ کو اس کا علم ہوا کہ اس کا باپ غیاث الدّین فتح کے بعد دلّی کی طرف مراجعت کر رہا ہے تو اس نے حکم دیا کہ تغلق آباد سے تین کوس کے فاصلے پر افغان پور کے پاس محل بنایا جائے۔ تین دن میں محل بنا دیا گیا تاکہ جب سلطان وہاں پہنچے تو اس محل میں اُترے

Marfat.com

اور رات گزارے اور شہر کے لوگ اس کا استقبال کریں۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ پوری شان وشوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ جب سلطان غیاث الدین تغلق اس محل میں پہنچا تو تغلق آباد میں لوگوں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور قبے بنائے۔ محمد شاہ تغلق امراء ملوک اور اکابر کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا استقبال کیا۔ (نئے محل میں بادشاہ کو اتارا گیا۔ دستر خوان بچھا۔ جب کھانا ختم ہوگیا تو لوگوں نے سمجھا کہ سلطان بہت جلد سوار ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ ہاتھ دھوئے بغیر باہر آ گئے۔ سلطان ہاتھ دھونے کے لیے وہیں رہ گیا۔ اسی دوران میں اس محل کی چھت گر گئی اور سلطان دب کر مر گیا۔

(ص ص ۹۸ - ۹۹)

شہر فیروز آباد

سلطان فیروز شاہ ۱۲ شعبان کو (لکھنوتی سے) دِلّی پہنچا اور جمنا کے کنارے شہر فیروز آباد کی بنیاد رکھی۔

(ص ۱۱۵)

شہر فیروز آباد کا گنبد

سلطان فیروز شاہ نے فیروز آباد کی جامع مسجد کا گنبد ہشت پہل بنایا اور اس کے ہر پہلو پر اپنی لکھی ہوئی کتاب کی ایک فصل پتھر پر کندہ کرا کے لگائی۔

(ص ۱۲۰)

سلطان فیروز شاہ کی عمارتیں

مصنف طبقاتِ اکبری نے سلطان فیروز شاہ کی تصنیف "فتوحات فیروز شاہی" کا ایک اقتباس

Marfat.com

نقل کیا ہے جس میں فیروز شاہ نے لکھا ہے :

"سلطان ماضیہ نے جو مسجدیں، خانقاہیں، مدرسے، کنویں، حوض، پل اور مقبرے بنائے تھے اور جن کی حالت خستہ ہو گئی تھی، ہم نے ان کی از سرِ نو مرمت کرائی۔ اُن کے خرچ کے لیے کچھ جائیداد وقف کر دی۔ جن لوگوں کو میرے آقا سلطان محمد (تغلق شاہ) نے سزا کے طور پر قتل کیا تھا یا ان کے کچھ اعضا کاٹ ڈالے تھے، ان کی اولاد یا وارثوں میں سے جو بھی مجھے ملا، انعام و وظیفہ دے کر میں نے انھیں خوش کیا اور ان سے معافی نامہ لکھوا لیا۔ ان پر اکابر و اشراف کی مہر لگوائی اور محمد شاہ کے مقبرے میں رکھوا دیا....

.... میں نے جو عمارتیں بنوائیں ان کی تفصیل یہ ہے :

بند جوے چار عدد، مسجدیں چار عدد، مدرسے تیس عدد، خانقاہیں بیس عدد، کوشک سو عدد، رباط دو سو عدد، شہر تیس عدد، حوض چار عدد، دار الشفا چار عدد، مقبرے سو عدد، حمام دس عدد، مینار دس عدد، کنویں ایک سو پچاس عدد، پل سو عدد اور باغ ان گنت۔

(ص ۱۲۱)

Marfat.com

ظفرنامہ

از

مولانا شرف الدّین علی یزدی

حوض خاص

حوض خاص ایک حوض ہے جسے سلطان فیروز شاہ نے بنایا ہے۔ اس کی وسعت اتنی ہے کہ اگر ایک کنارے سے تیر چلایا جائے تو دوسرے کنارے پر نہیں پہنچتا۔ موسم برسات میں بارش کے پانی سے یہ بھر جاتا ہے۔ سال بھر تک دلّی کے لوگ اس پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ سلطان فیروز شاہ کی قبر اس کے کنارے پر واقع ہے۔

(ص ۱۰۹)

قصر ہزار ستون

ملک جونہ نے جہاں پناہ میں ہزار ستون تعمیر کیا تھا۔

(ص ۱۲۱)

Marfat.com

عالمگیر نامہ

از

منشی محمد کاظم بن محمد امین

موتی مسجد لال قلعہ

(منشی محمد کاظم نے عالمگیر نامہ میں صرف ایک عمارت کی تعمیر کا ذکر کیا ہے اور وہ مسجد ہے جسے اورنگ زیب نے بنوایا تھا، منشی محمد کاظم لکھتے ہیں) اورنگ زیب جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا۔ پانچوں نمازیں، سنتیں اور نفلیں مسجد میں پڑھتا تھا۔.........

اسی لیے اس نے اپنی رہائش گاہ سے قریب ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی تھی۔.....
صبح شام نماز کے وقت اپنے گھر سے اس مسجد میں چلا جاتا..... شمال کی طرف غسل خانۂ مبارک اور باغِ حیات بخش کے درمیان یہ مسجد سنگِ مرمر سے تعمیر کی گئی۔ مسجد کے دو ایوان ہیں جو لمبائی میں ایک دوسرے سے متصل ہیں اور دونوں کی چھت بنگلہ نما ہے۔ (ص ۸۸)

ڈ

Marfat.com

فتوحاتِ فیروز شاہی

مولفہ
سلطان فیروز شاہ تغلق

خدا نے اِس خاکسار پر جو عنایتیں کی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ نیک کام کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی توفیق دی ہے۔ ہم نے بہت سی مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں تعمیر کی ہیں تاکہ عالم، مشائخ، زاہد اور عبادت گزار ان جگہوں پر معبود برحق کی عبادت کریں اور اِس بانیِ خیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ہم نے نہریں کھدوائیں، درخت لگوائے اور زمینیں وقف کیں۔ (شرع کے مطابق اور جس پر سب کو اتفاق ہے اور ملتِ اسلام میں علمائے شریعت اس پر اتفاق کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے) اخراجات کے لیے اس زمین کے ہم نے حصے مقرر کر دیے تاکہ اس کی آمدنی ہمیشہ بندگانِ خدا تک پہنچتی رہے اور اس کی تفصیل وقف نامے میں بیان کر دی ہے۔

(ص ۱۱)

آثار قدیمہ کی حرمت:

خدا کی عنایتوں میں سے ایک عنایت ہم پر یہ بھی ہے کہ پرانے سلاطین اور امرا نے جو عمارتیں تعمیر کی تھیں اور بہت زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے اُن کی حالت خراب ہو گئی تھی، ہم نے اُن کی مرمت کرائی اور نئی عمارتوں کی طرح انھیں آراستہ کیا اور ہم نے ان (عمارتوں) کے استحکام کو اپنی عمارتوں پر مقدم رکھا۔

(ص ۱۲)

Marfat.com

سلطان معز الدین سام کی جامع مسجد :

چنانچہ دلّی کی وہ قدیم جامع مسجد کہ جسے سلطان معز الدین سام نے تعمیر کیا ہے۔ قدامت کی وجہ سے محتاجِ مرمّت و تعمیر ہوگئی تھی، ہم نے اس طرح مرمّت کرائی کہ اس میں نئی جان پڑگئی۔

(ص ۱۲)

سلطان معز الدین سام کا مقبرہ :

سلطان معز الدین سام کے مقبرے کی مغربی دیوار اور دروازے کے تختے پُرانے اور خستہ ہو گئے تھے، ہم نے انھیں نیا کر دیا اور دروازے، طاق اور زینے لکڑی کے بجائے صندل کے بنوا دیے۔

(ص ۱۲)

سلطان معز الدین سام کا منارہ (قطب کی لاٹھ) :

سلطان معز الدین سام کا منارہ کہ جس سے بہتر کوئی اور منارہ نہیں تھا بجلی کے حادثے کا شکار ہونے کی وجہ سے گر پڑا تھا' اسے پہلے سے بھی زیادہ بلند بنا دیا۔

(ص ۱۲)

حوض شمسی :

بے ایمان لوگوں نے حوض شمسی کے پانی کا راستہ روک دیا تھا؛ اس لیے اُس میں پانی آنا بند ہوگیا تھا۔ ان گستاخ اور بے شرم لوگوں کو ہم نے سزا دی اور پانی کے راستے میں جو بند باندھ دیے گئے تھے، اُنھیں کھلوا دیا۔ ص ۱۲

حوض علائی :

حوض علائی کہ جو مٹی سے اَٹ گیا تھا اور خشک ہوگیا تھا اور شہر کے لوگ اس میں زراعت کرنے لگے تھے۔ انھوں نے کنویں کھود لیے تھے اور ان کنوؤں کا پانی فروخت کرتے تھے۔ ہم نے اسے کھدوایا تاکہ وسیع و عریض تالاب ایک سال سے دوسرے سال میں بھر جائے۔ (ص ۱۲)

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ:

اور اسی طرح سلطان شمس الدنیا والدین التمش رضی اللہ عنہ کے مدرسے کے کچھ حصے گر گئے تھے، ہم نے انھیں تعمیر کیا۔ دروازے صندل کے بنائے اور مقبرے کے جو ستون گر گئے تھے، انھیں دوبارہ اس طرح بنایا کہ ان سے بہتر ممکن نہیں تھے اور تعمیر کے وقت مقبرے کے صحن کی چونے سے استرکاری نہیں کی گئی تھی، اس کی استرکاری کر دی گئی اور گنبد کی وہ سیڑھیاں جو پتھر سے تراشی گئی تھیں، انھیں اور زیادہ کر دیا اور سہارے کے لیے جو چار برج بنائے گئے تھے، وہ گر پڑے تھے، انھیں دوبارہ بنایا۔ (ص ۱۳)

سلطان معزالدین کا مقبرہ:

اور سلطان شمس الدین کے لڑکے سلطان معزالدین کا وہ مقبرہ جو ملک پور میں ہے۔ ایسا خستہ و خراب ہو گیا تھا کہ جیسے کبھی بنا ہی نہ ہو، وہاں گنبد و چبوترہ اور گری ہوئی چار دیواری دوبارہ بنائی۔

(ص ۱۳)

سلطان رکن الدین کا مقبرہ:

سلطان شمس الدین کے لڑکے سلطان رکن الدین کا مقبرہ ملک پور میں ہے۔ اس کی چار دیواری بنائی، نیا گنبد بنایا اور ایک خانقاہ تعمیر کی۔ (ص ۱۳)

سلطان جلال الدین کا مقبرہ:

اور سلطان جلال الدین کے مقبرے کی مرمت کی اور نیا دروازہ تعمیر کیا۔

(ص ۱۳)

سلطان علاؤالدین کا مقبرہ:

علاء الدین کے مقبرے کی مرمت کی۔ صندل کے دروازے بنائے اور آبدارخانے کی دیوار اور مسجد کی مغربی دیوار جو مدرسے کے اندر ہے، اس کی اور فرش کی نیچے تک مرمت کرائی۔

(ص ۱۴)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سلطان قطب الدین وغیرہ کا مقبرہ:

سلطان قطب الدین، اور سلطان علاء الدین کے لڑکوں خضر خاں، شادی خاں، فرید خاں، سلطان شہاب الدین، سکندر خاں، محمد خاں اور عثمان خاں اور نواسے اور اس کے نواسوں کے لڑکوں کے لڑکے کے مقبرے از سر نو مرمت کرائے۔ (ص ۱۴)

حضرت نظام الدین اولیاؒ کا مقبرہ:

اور سلطان المشائخ حضرت نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مقبرے کے گنبد کے دروازے اور جالیوں کو صندل سے بنوایا اور سنہری قندیلیں سونے کی زنجیروں کے ساتھ گنبد کے چاروں کونوں میں لٹکائیں اور نیا جماعت خانہ تعمیر کیا کہ جو اس سے پہلے وہاں نہیں تھا۔

(ص ۱۴)

تاج الملک کافوری کا مقبرہ:

اور سلطان علاء الدین کے وزیر بزرگ ملک تاج الملک کافوری جو بہت عاقل و دانشمند تھا اور جس نے بہت سے ایسے ملک فتح کیے تھے کہ جہاں پرانے زمانے کے بادشاہوں کے گھوڑوں کے قدم بھی نہیں پہنچے تھے۔ اس نے وہاں سلطان علاء الدین کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے پاس باون ہزار سوار تھے، اس کا مزار زمین میں برابر ہو چکا تھا، اور مقبرہ گر گیا تھا۔ چوں کہ وہ حکومت کا خیر خواہ اور وفادار تھا، اس لیے اس کا مقبرہ از سر نو تعمیر کیا۔ (ص ۱۴)

دارالامان:

دارالامان میں مخدوموں (بادشاہوں اور شہزادوں) کی قبریں ہیں۔ اس کے دروازے صندل کے بنوائے اور ان کی قبر پر خانۂ کعبہ کی چادروں سے سائبان بنایا۔ ان مقبروں اور مدرسوں کی دیکھ بھال اور مرمت کا انتظام اُن کے پرانے اوقاف سے ہوتا تھا اور جہاں صفائی، روشنی اور اس مقام کے لیے دوسرے ضروری سامان کے لیے کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں تھا وہاں گاؤں مقرر کیے، تاکہ

Marfat.com

اُن کا محصول ہمیشہ ان عمارتوں پر خرچ ہو۔

(ص ۱۴۔ ۱۵)

جہاں پناہ :

اسی طرح جہاں پناہ کی تعمیر ہمارے خداوند ولی نعمت سلطان محمد شاہ مغفور و مرحوم نے کی تھی، اور ہم انہی کے سامنے پلے اور بڑھے ہیں۔ ہم نے اس جہاں پناہ کو (دوبارہ) آباد کیا۔

(ص ۱۵)

مدرسوں، مقبروں اور مزاروں کے لیے مستقل آمدنی :

اسی طرح مملکتِ دہلی میں سلاطینِ ماضی کے تعمیر کردہ تمام قلعوں کی مرمت کرائی۔

اس کے علاوہ سلاطینِ ماضی اور مشائخ کبار کے مزاروں، مقبروں اور مدرسوں جیسے متبرک مقامات کی دیکھ بھال وغیرہ کے لیے جو سامان درکار تھا، اُس کے لیے ان کے اوقاف قدیم کی تجدید کی اور گاؤں اور زمینیں وقف کیے اور انھیں پہلے سے بھی زیادہ کر دیا اور جن جگہوں کے لیے اوقاف سے کچھ آمدنی مقرر نہیں تھی، اس کے نئے آمدنی مقرر کی تاکہ ہمیشہ اس مقام پر خیر قائم رہے اور آنے جانے والوں اور اربابِ علوم اور اصحابِ معارف کو آرام پہنچے اور وہ ہم کو اور ان لوگوں کو (جن کے مقبرے اور مزار ہیں) دعاے خیر میں یاد رکھیں۔

(ص ۱۵)

دار الشفا :

اس کے علاوہ خدا نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے دار الشفا تعمیر کیا تاکہ خاص و عام میں سے جس کو بھی کوئی مرض لاحق ہو، وہاں آئے۔ طبیب وہاں حاضر رہیں تاکہ مرض کی تشخیص ہو سکے اور علاج اور پرہیز بتائیں اور (مرض کی دوا دیں) دوا اور غذا کا خرچ اوقاف برداشت کرے۔ مقیم و مسافر شریف و رذیل، آزاد و غلام سب مریض وہاں آئیں اور اُن کا علاج ہو اور وہ خدا کے کرم سے شفا پائیں۔

(ص ۱۵)

Marfat.com

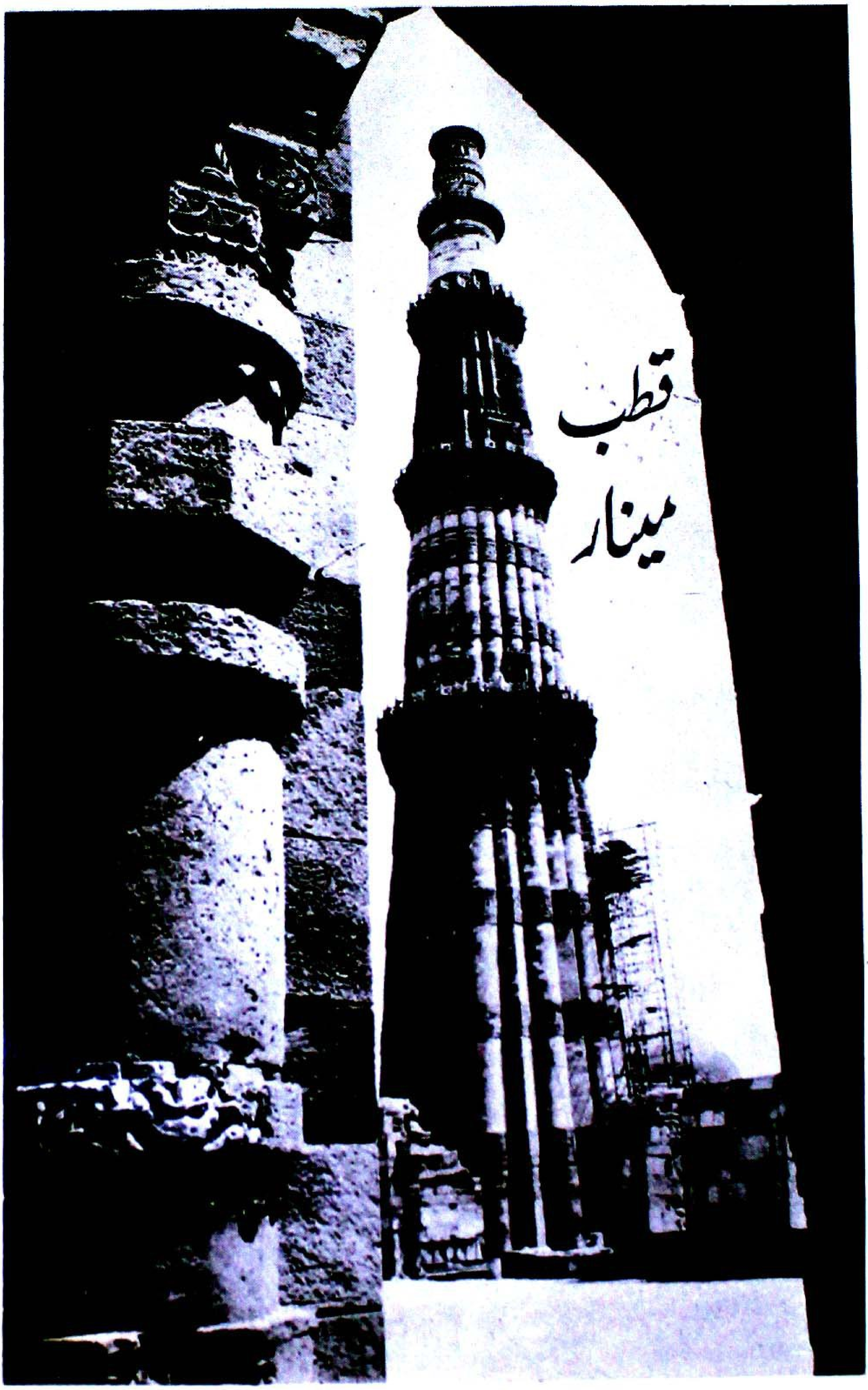

Marfat.com

Marfat.com

عجائبُ الاسفار

(شیخ ابن بطوطہ کا سفر نامہ)

مترجمہ

خان بہادر محمد حسین

جلد اوّل

دلّی، تغلق آباد، سیری اور جہاں پناہ:

دوپہر کے وقت ہم (ابن بطوطہ) دارالخلافہ دلی میں پہنچے۔ یہ ایک عظیم الشان شہر ہے اور اُس کی عمارات میں خوب صورتی اور مضبوطی دونوں پائی جاتی ہیں۔ اُس کی فصیل ایسی مضبوط ہے کہ دنیا بھر میں اُس کا نظیر نہیں اور مشرق میں کوئی شہر خواہ اسلامی ہو خواہ غیر اسلامی اس کی عظمت کا نہیں۔ بڑا فراخ شہر ہے اور سب آباد ہے۔ اصل میں چار شہر ہیں جو ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں: اوّل دلّی جو پُرانا ہندوؤں کے وقت کا شہر ہے۔ وہ ۵۸۴ھ (۱۱۸۹-۱۱۸۸ء) میں فتح ہوا تھا اور دوسرا شہر سیری ہے! اس کو دارالخلافہ بھی کہتے ہیں۔ یہ شہر بادشاہ نے غیاث الدین خلیفہ مستنصر العباسی کے پوتے کو دے دیا تھا۔ جب وہ دلّی میں مقیم تھا۔ سلطان علاء الدین اور قطب الدین اسی شہر میں رہتے تھے۔ تیسرا شہر تغلق آباد ہے اس کو بادشاہ کے باپ غیاث الدین تغلق شاہ نے آباد کیا تھا۔ غیاث الدین ایک روز سلطان قطب الدین خلجی کی ملازمت میں کھڑا تھا، اُس وقت اُس نے عرض کی کہ: اے اخوند عالم اس جگہ ایک نیا شہر بنانا چاہیے۔ بادشاہ نے طنز سے کہا کہ تو بادشاہ ہو جائے

Marfat.com

تو یہاں شہر آباد کیجو۔ جب وہ تقدیر خدا سے بادشاہ ہوگیا تو اُس نے یہ شہر آباد کیا اور اپنے نام پر اس کا نام تغلق آباد رکھا۔ چوتھا شہر جہاں پناہ ہے۔ اس میں سلطان محمد شاہ تغلق بادشاہ حال رہتا ہے اور اُس نے اس شہر کو آباد کیا ہے۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ چاروں شہروں کو ملا کر ایک فصیل اُن کے گرد بنا دے اور بنائی شروع بھی کی تھی لیکن بہت خرچ دیکھ کر ادھوری چھوڑ دی۔ شہر کی فصیل تمام دنیا میں بے نظیر ہے۔ اس کا عرض گیارہ ہاتھ ہے۔ اُس میں کوٹھریاں اور مکانات بنے ہوئے ہیں جس میں چوکیدار اور دروازوں کے محافظ رہتے ہیں اور غلّے کے کھتے بھی، جن کو انبار کہتے ہیں فصیل میں بنے ہوئے ہیں۔ منجنیق اور لڑائی کے سامان اور عرّادہ بھی ان ہی گوداموں میں رکھے جاتے ہیں۔ غلّہ بھی اُن ہی میں جمع کرتے ہیں۔ یہ غلّہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہتا ہے اور رنگ بھی نہیں بدلتا۔ میرے سامنے اِن گوداموں میں سے چاول نکالے گئے۔ اُن کا رنگ اوپر سے سیاہ ہوگیا تھا لیکن مزے میں کچھ فرق نہ آیا تھا۔ مکی یا جوار بھی اُس سے نکال رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ شاہ بلبن کے وقت جس کو نوّے سال ہوئے ہیں، یہ غلّے بھرے گئے تھے۔ فصیل کے اوپر کئی سوار اور پیادے تمام شہر کے گرد گھوم سکتے ہیں۔ شہر کے اندر کی طرف گوداموں میں تابدان ہیں، جن میں سے روشنی پہنچتی ہے۔ اس فصیل کے نیچے کا حصہ پتھر کا بنا ہوا ہے اور اوپر کا حصہ پختہ اینٹوں کا۔ بُرج تعداد میں بہت اور قریب قریب ہیں۔ (ص ص ۴۲-۴۳)

قدیم دلّی کے دروازے:

اس شہر کے اٹھائیس دروازے ہیں ان میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ "بداؤں دروازہ" جو ایک بڑا دروازہ ہے۔ شہر بداؤں کے نام سے مشہور ہے۔ "مندوی دروازہ" جس کے باہر کھیت ہیں، اور "گل دروازہ" جس کے باہر باغ ہیں، اور "نجیب دروازہ" اور "کمال دروازہ" کسی شخص کے نام پر ہیں اور "غزنی دروازہ" جس کے باہر عید گاہ اور بعض قبرستان ہیں۔ اور "پالم دروازہ" جو پالم گاؤں کی طرف ہے، اور "بجالسہ دروازہ" جس کے باہر دلی کے کل قبرستان ہیں۔ قبرستان خوبصورت ہیں۔ ہر ایک قبر پر گنبد نہیں تو محراب ضرور ہوتی ہے اور بیچ میں گل شبو اور رائے بیل اور گل نسرین اور قسم قسم کی پھلواری لگی ہوئی ہے۔ (ص ۴۳)

Marfat.com

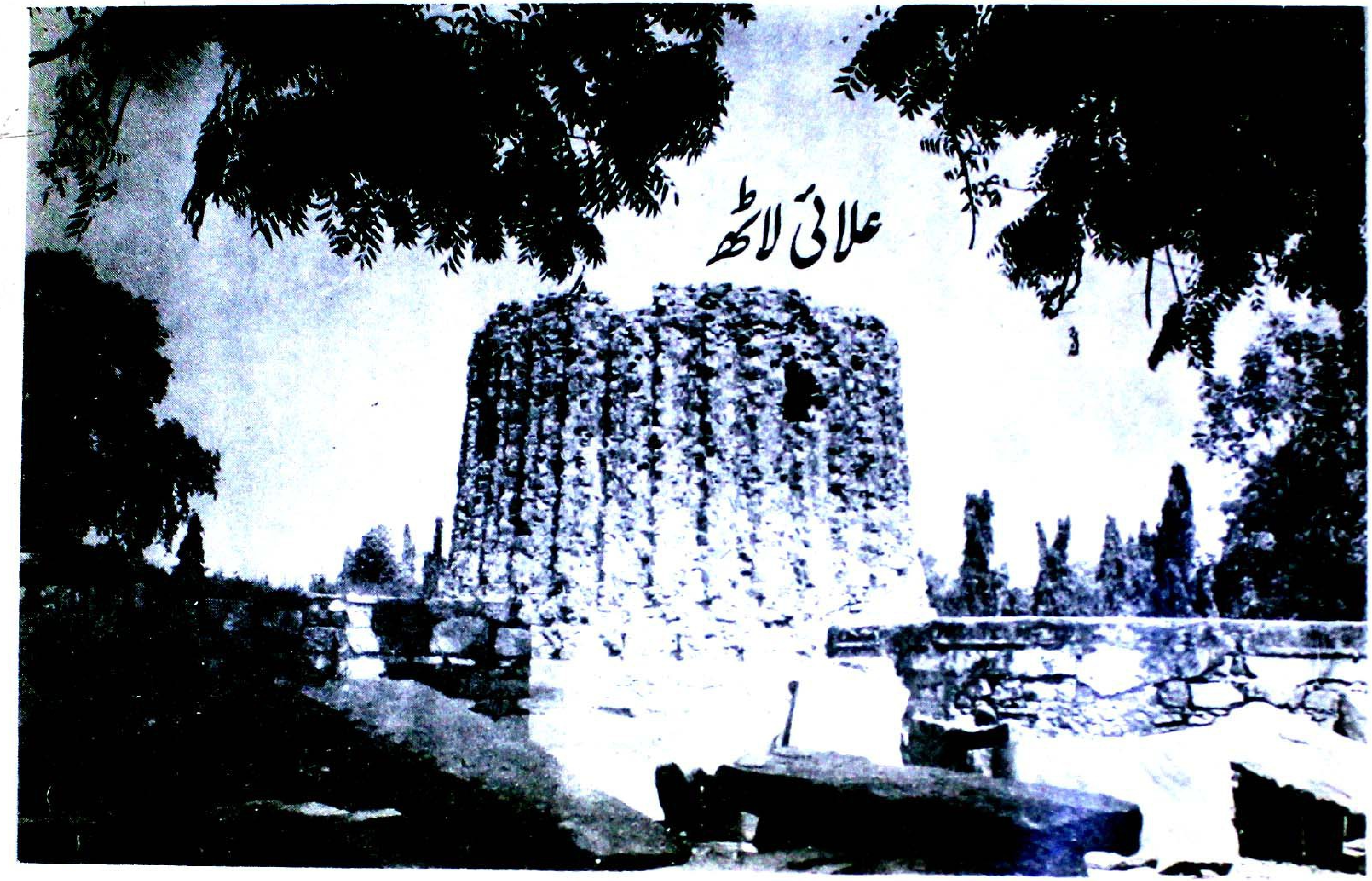

Marfat.com

Marfat.com

مسجد قوۃ الاسلام :

شہر کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے۔ اُس کی دیواریں اور چھتیں اور فرش ہر ایک چیز تراشی ہوئی سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس کو سیسہ لگا کر جوڑ لگایا ہے اور لکڑی کا اس میں نام نہیں۔ اِس مسجد میں تیرہ گنبد ہیں جو پتھر کے ہیں اور ممبر بھی پتھر کا ہے۔ چار صحن ہیں اور اُس کے وسط میں ایک لاٹ ہے۔ معلوم نہیں کس دھات کی بنی ہوئی ہے۔ کسی نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ ہفت جوش یعنی سات دھاتوں کو جوش دے کر اُن سے یہ لاٹ بنائی گئی ہے۔ کسی نے اِس لاٹ میں سے م انگل بھر ٹکڑا اترا شا ہے۔ وہ جگہ نہایت چکنی ہے۔ لوہا اس پر اثر نہیں کرتا۔ اس کا طول تیس ہاتھ کا ہے جو میں نے اپنی پگڑی سے ناپا تھا۔ (ص ص ۴۶ -)

قطب مینار :

مسجد کے شمالی صحن میں ایک صومعہ (مینار) ہے جس کا نظیر اسلام کے کسی ملک میں نہیں پایا جاتا۔ یہ مینار سُرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ حالاں کہ مسجد سفید پتھر کی ہے۔ مینار کے پتھروں پر نقش کندہ ہیں۔ اور اُس کا اوپر کا چھتر خالص سنگِ مرمر کا ہے اور لٹو زر خالص کے ہیں اور اندر سے اُس کا زینہ اِس قدر چوڑا ہے کہ اُس پر ہاتھی چڑھ جاتا ہے۔ ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ جب یہ مینار بنایا جاتا تھا' تو میں نے ہاتھیوں کو اُس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا ہے؟ اس مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے بنوایا تھا۔

(ص ص ۴۶-۴۷)

علائی لاٹھ :

قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا کہ غربی صحن میں ایک اور مینار بنائے جو اس مینار سے بہت بڑا اور اونچا ہو اور ایک تہائی کے قریب اُس نے بنوایا تھا کہ وہ مارا گیا اور سلطان محمد تغلق نے اُس کے پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر فالِ بد سمجھ کر اپنے ارادے سے باز رہا ورنہ یہ مینار دنیا کے عجائبات میں سے ہوتا۔ وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے کہ تین ہاتھی برابر اُس میں اوپر چڑھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

اور یہ تہائی اِس قدر بلند ہے جس قدر کہ صحنِ شمالی کا کل مینار۔ میں ایک دفعہ اس پر چڑھا تھا تو میں نے دیکھا کہ شہر کے اونچے اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اُس کی جڑ میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے معلوم ہوتے تھے۔ نیچے سے کھڑے ہوکر دیکھنے سے یہ نامکمل مینار بہ سبب کلانی اور وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے۔

(ص ۴۷)

سیری کی مسجد:

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب کے سوا نہ بنا سکا۔ اُس نے سفید اور سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں کی تعمیر شروع کی تھی۔ اگر بن جاتی تو ایسی مسجد کسی ملک میں نہ ہوتی۔ سلطان محمد نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تھا اور معماروں اور کاریگروں سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اُس میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا۔ خرچ کثیر دیکھ کر اُس نے ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ "فالِ بد کے سبب سے اُس نے بنانا شروع نہیں کیا۔ کیوں کہ قطب الدین اُس کے شروع کرتے ہی مارا گیا تھا۔ (ص ۴۸)

حوض شمسی و حوض خاص:

شہر دلّی کے باہر ایک حوض ہے جو سلطان شمس الدین التمش کی طرف منسوب ہے۔ اہلِ شہر اُس کا پانی پیتے ہیں اور شہر کی عیدگاہ بھی اسی کے قریب ہے۔ اس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ طول اُس کا دو میل اور عرض ایک میل کے قریب ہے اور اُس کے غربی طرف عیدگاہ کی جانب پتھر کے گھاٹ بنے ہوئے ہیں، چبوتروں سے پانی تک سیڑھیاں ہیں اور ہر ایک چبوترے کے کونے پر گنبد بنا ہوا ہے جس میں تماشائی بیٹھ کر سیر کرتے ہیں اور حوض کے وسط میں بھی منقش پتھروں کا گنبد بنا ہوا ہے، یہ گنبد دو منزلہ ہے۔ جب تالاب میں پانی بہت ہوتا ہے تو کشتیوں میں بیٹھ کر اس گنبد تک پہنچ سکتے ہیں جب پانی تھوڑا ہوتا ہے تو اکثر آدمی ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔ اُس کے اندر ایک مسجد ہے، اکثر زاہد اور متوکل وہاں جا کر رہتے ہیں، جب حوض کے کنارے سوکھ جاتے ہیں تو اُن میں نیشکر اور ککڑی اور کھیرے اور تربوز اور خربوزے بو دیتے ہیں۔ خربوزہ اُس میں چھوٹا لیکن نہایت شیریں ہوتا ہے۔ دلّی اور

Marfat.com

مسجد قوۃ الاسلام کا اندرونی منظر

Marfat.com

Marfat.com

دارالخلافہ کے درمیان ایک اور حوض ہے جس کو حوض خاص کہتے ہیں۔ یہ حوض حوضِ شمسی سے بھی بڑا ہے۔ اور اُس کے کناروں پر چالیس کے قریب گنبد ہیں۔ اس کے گرد اہلِ طرب رہتے ہیں۔ اور اُن کی وجہ سے اسے طرب آباد کہتے ہیں۔ یہاں اہلِ طرب کا ایک بازار ہے جو بہت بڑا ہے اور اُس میں ایک مسجد جامع بھی ہے اور سوا اس کے اور مسجدیں بھی ہیں۔ کہتے ہیں گانے بجانے والی عورتیں جو اس محلے میں رہتی ہیں، رمضان شریف میں تراویح کی نماز جماعت سے پڑھتی ہیں اور اُن کے امام مقرر ہیں عورتیں تعداد میں بہت ہیں اور ڈوم ڈھاڑی بھی بہت ہیں اور میں نے امیر سیف الدین ابن مہنی کی شادی میں دیکھا کہ جوں ہی اذان ہوئی ہر ایک ڈوم وضو کر کے اور مصلے بچھا کر نماز پر کھڑا ہو گیا۔

قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مزار:

مزارات میں مشہور قبر شیخ الصالح قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ہے۔ اُن کی قبر کی برکت مشہور ہے اور لوگ اُس کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ ان خواجہ صاحب کا نام کاکی اس سبب سے مشہور ہو گیا تھا کہ اُن کے پاس جو مقروض اور مفلس آتے تھے اور قرض اور افلاس کی شکایت کرتے تھے، یا کوئی ایسا شخص آتا تھا جس کی بیٹی جوان ہوتی تھی اور شادی کا سامان اُس کے پاس نہ ہوتا تھا تو خواجہ صاحب اُن کو ایک کاک سونے یا چاندی کی دے دیا کرتے تھے۔ (ص ص ۵۱-۵۲)

فقیہہ نور الدین کرمانیؒ اور فقیہہ علاء الدین کرمانیؒ کے مزارات:

دوسرا مزار فقیہ نور الدین کرمانی کا ہے۔ تیسرا فقیہ علاء الدین کرمانی کا۔ یہ مزار پُر برکت ہے اور نور اُس پر برستا ہے اور یہ مکان عیدگاہ کی پشت کی طرف ہے۔ اس جگہ اور بھی بہت سے اولیا کے مزار ہیں۔ (ص ۵۳)

التمش کے قلعے کے دروازے کے شیر:

سلطان شمس الدین التمش نے حکم دیا ہوا تھا کہ جس کسی پر کوئی ظلم ہوا ہو وہ رنگے ہوئے کپڑے پہن کر پھرے تاکہ بادشاہ فوراً اُس کو پہچان لے، کیوں کہ ہندوستان میں عموماً سفید رنگ

Marfat.com

کے کپڑے پہنتے ہیں۔ رات کے واسطے یہ تجویز کی تھی کہ اپنے دروازے کے برجوں پر دو شیر سنگِ مرمر کے بنے ہوئے رکھے تھے اور اُن دونوں کے گلوں میں زنجیریں ڈالی ہوئی تھیں اور زنجیروں میں گھڑیاں باندھے ہوئے تھے۔ جب کوئی مظلوم آکر زنجیر ہلاتا تھا تو فوراً بادشاہ کو خبر ہو جاتی تھی اور وہ فوراً اُس کے مقدمے کا فیصلہ کرتا تھا۔ (ص ۵۸)

رضیہ سلطان کی قبر:

رضیہ مردوں کی طرح ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا کرتی تھی اور اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھی۔ جب اُس پر تہمت لگائی گئی کہ وہ ایک حبشی غلام سے تعلق رکھتی ہے تو لوگوں نے اتفاق کر کے اُس کو تخت سے اُتار دیا اور اُس کے کسی رشتے دار قریبی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اُس کے بھائی ناصرالدین کو بادشاہ بنا لیا، جب کہ سلطانہ رضیہ کو تخت سے علیحدہ کیا گیا تو اُس کا چھوٹا بھائی بادشاہ بنا اور مدت تک حکومت کرتا رہا۔ تھوڑے دنوں کے بعد رضیہ اور اُس کے شوہر نے بغاوت کی اور اپنے غلام اور ساتھی لے کر مقابلے کے لیے آمادہ ہوئی۔ ناصرالدین اور اُس کے نائب بلبن نے جو اُس کے بعد بادشاہ ہوا مقابلہ کیا۔ رضیہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔ رضیہ میدان سے بھاگ گئی اور جب وہ تھک گئی اور بھوک پیاس نے غلبہ کیا تو ایک زمیندار کو ہل چلاتے ہوئے دیکھا۔ اُس سے کھانے کو کچھ مانگا۔ اُس نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا وہ کھا کر سو گئی۔ اس وقت وہ مردانہ کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ زمیندار کی نظر اُس کی قبا پر جا پڑی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے وہ سمجھ گیا کہ یہ عورت ہے۔ اُس کو سوتے ہوئے قتل کر کے کپڑے اور سامان اُتار لیا اور گھوڑے کو بھگا دیا اور اُس کی نعش کو کھیت میں دفن کر کے آپ اُس کا کوئی کپڑا بازار میں بیچنے گیا۔ بازار والوں نے شبہ کیا اور اُس کو کوتوال کے پاس پکڑ کر لائے۔ کوتوال نے زمیندار کو مار پیٹ کی تو اُس نے اقبال کیا اور تمام احوال بتا دیا اور اُس کی نعش بھی بتا دی۔ نعش کو وہاں سے نکال کر لائے اور غسل اور کفن دے کر اُسی جگہ اُس کو دفن کر دیا اور اُس کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا۔ اب اُس کی قبر زیارت گاہ ہے اور وہ دریائے جمنا کے کنارے پر شہر سے ایک فرسخ (ساڑھے تین میل) ہے۔ ص ص ۶۰۔ ۶۱

Marfat.com

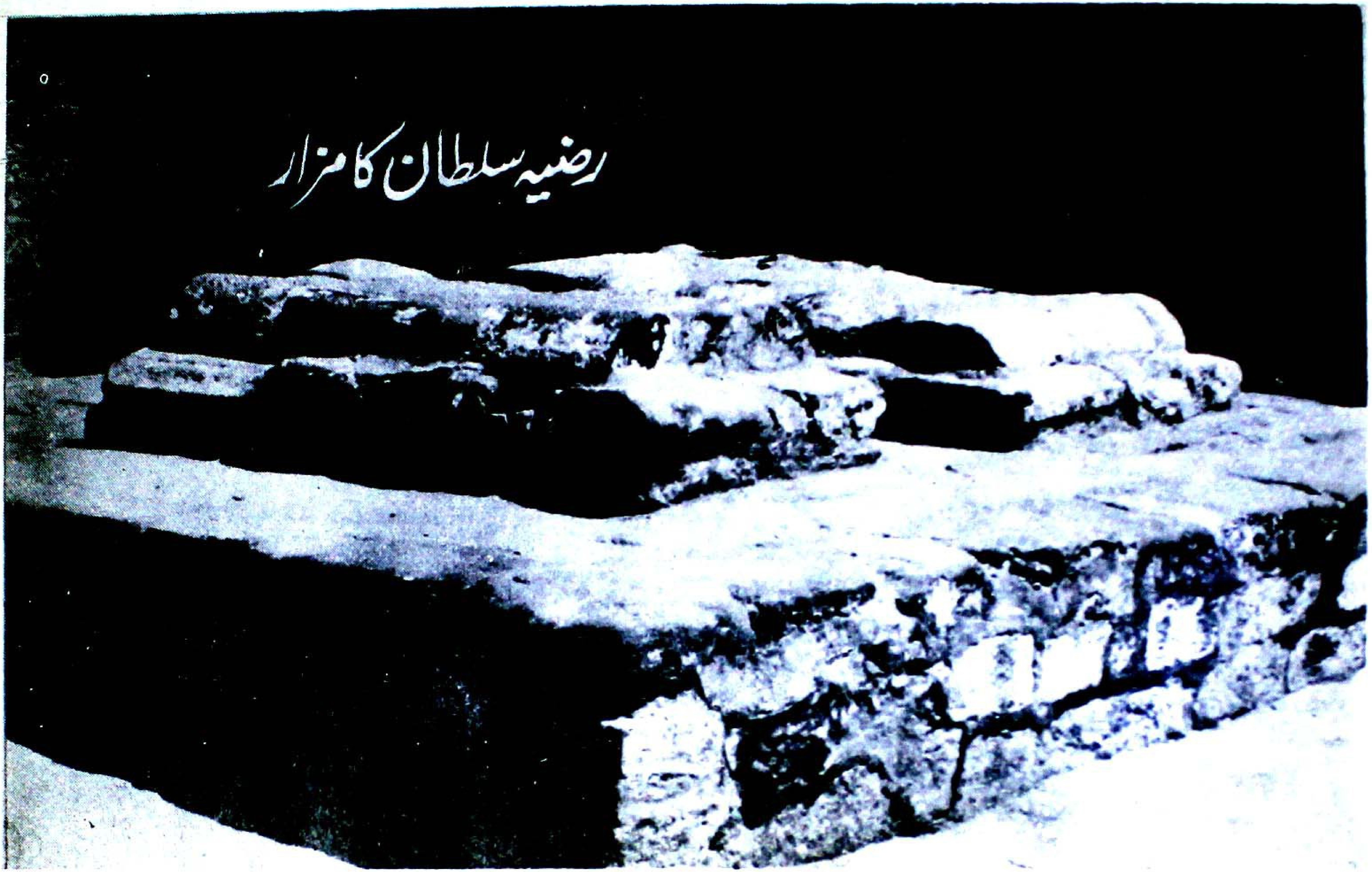

رضیہ سلطان کا مزار

Marfat.com

Marfat.com

افغان پور کا محل:

جب وہ (غیاث الدین تغلق) دارالخلافہ کے قریب پہنچا تو اُس نے بیٹے (جونہ خاں، سلطان محمد تغلق) کے نام حکم بھیجا کہ اس کے واسطے ایک نیا محل افغان پور میں تعمیر کرا دے۔ جونہ خاں نے تین دن میں محل کھڑا کروا دیا۔ اُس کی بنا لکڑیوں کے ستونوں پر زمین سے بلندی پر رکھی۔ اُس میں اکثر لکڑی کا کام تھا۔ احمد ابن ایاز نے جو بعد میں خواجہ جہاں کے لقب سے مشہور ہوا اور اُن دنوں میں بادشاہ کا میر عمارت تھا، اُس کی بنیاد ایسے اندازے سے رکھی تھی کہ اگر اُس کے ایک خاص موقع پر ہاتھی کھڑا کیا جاوے تو تمام مکان گر پڑے۔ بادشاہ اس محل میں آ کر ٹھیرا اور لوگوں کی ضیافت کی۔ جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو جونہ خاں نے بادشاہ کی اجازت طلب کی کہ میں ہاتھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چناں چہ ایک ہاتھی جو سازوسامان سے مرصّع تھا، سامنے لایا گیا۔ مجھ سے شیخ رُکن الدین ملتانی ذکر کرتے تھے، وہ اُس وقت بادشاہ کے پاس تھے اور بادشاہ کا لاڈلا بیٹا محمود بھی وہیں تھا، جونہ خاں نے اُن سے کہا کہ: اے اخوندِ عالم نمازِ عصر کا وقت قریب ہے، آؤ نماز پڑھ لیں۔ چناں چہ وہ محل سے باہر آئے۔ اسی وقت ہاتھی کو لائے۔ ہاتھی کا محل میں پہنچنا تھا کہ تمام مکان بادشاہ اور شہزادے کے سر پر گر پڑا۔ شیخ کہتے ہیں کہ میں نے شور سُنا اور بغیر نماز پڑھے واپس چلا آیا تو دیکھا کہ محل گرا ہوا ہے۔ جونہ خاں نے حکم دیا کہ تبر اور کسیاں لاؤ تاکہ کھود کر بادشاہ کو نکالا جاوے اور اشارہ کر دیا کہ ذرا دیری سے لاویں۔ چناں چہ جب کھودنا شروع کیا تو سُورج غروب ہو چکا تھا۔ جب کھود کر دیکھا گیا تو بادشاہ اپنے بیٹے کے اوپر جھکا ہوا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو موت سے بچانا چاہتا تھا، یعنی اُٹھا کر مکان سے نکلنا چاہتا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ اُس وقت تک زندہ تھا لیکن اُس کا کام تمام کر دیا گیا۔ راتوں رات مقبرے میں جو اُس نے تغلق آباد میں اپنے لیے بنوایا تھا پہنچا دیا اور وہاں دفن کر دیا گیا۔ (ص ص ۹۲-۹۳)

تغلق آباد:

تغلق آباد کے بنانے کا سبب میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ اِس شہر میں بادشاہ (سلطان محمد تغلق شاہ)

Marfat.com

کا خزانہ اور محل تھے۔ اس قلعے میں بادشاہ نے ایک ایسا بڑا محل تیار کرایا تھا کہ اس کی اینٹوں پر سونا چڑھا ہوا تھا جس وقت سورج طلوع ہوتا تھا تو اس کی دمک سے کوئی شخص محل کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس میں بادشاہ نے بہت سامان جمع کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک حوض بنوا کر سونا پگھلا کر بھروا دیا تھا کہ وہ جم کر ایک ڈلا ہو گیا تھا۔ اس کے بیٹے نے وہ تمام سونا صرف کیا۔ چوں کہ خواجہ جہاں نے اس کوشک کے بنانے میں جس کے گرنے سے بادشاہ مرا بڑی صنعت ظاہر کی تھی۔ اس لیے خواجہ جہاں کی برابر کسی کی بادشاہ کے دل میں جگہ نہیں تھی اور کوئی شخص اس کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ (ص ۱۹۲)

دارِسرا۔ شاہی محل کا دروازہ:

شاہی محل کو جو دلّی میں ہے، دارِسرا کہتے ہیں۔ اس میں کئی دروازوں میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے پہلے دروازے پر پہرے کے سپاہی رہتے ہیں اور نفیری اور نقارے اور سرنا والے بھی اس دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں، جس وقت کوئی امیر یا بڑا آدمی آتا ہے تو وہ نقارے اور نفیری بجانا شروع کرتے ہیں اور بجانے میں یہ آواز نکالتے ہیں کہ فلاں شخص آیا، اور اسی طرح سے دوسرے اور تیسرے دروازے پر ہوتا ہے۔ پہلے دروازے کے باہر چبوترے ہیں۔ ان پر جلاد بیٹھے رہتے ہیں۔ جب بادشاہ کسی کے مارنے کا حکم دیتا ہے تو وہ محل ہزار ستون کے سامنے مارا جاتا ہے، لیکن اس کا سر پہلے دروازے کے باہر تین دن تک لٹکا رہتا ہے۔ پہلے اور دوسرے دروازے کے درمیان ایک بڑی دہلیز ہے، اس کے دونوں طرف چبوترے بنے ہوئے ہیں، اس میں نوبت نقارے والے بیٹھے رہتے ہیں اور دوسرے دروازے پر اس دروازے کے پہرے دار ہوتے ہیں۔ دوسرے اور تیسرے دروازے کے درمیان ایک بڑا چبوترہ ہوتا ہے۔ اس پر نقیب النقبا (چھڑی بردار) بیٹھا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک طلائی چھڑی ہوتی ہے اور سر پر جڑاؤ اور طلا کار کلاہ جس کے اوپر مور کے پر لگے ہوئے ہوتے ہیں اور باقی نقیبوں کی کمر میں زرّیں پیٹی، سر پر طلا کار شاشیہ اور ہاتھ میں تازیانہ ہوتا ہے جس کا دستہ سونے یا چاندی کا ہوتا ہے۔ دوسرے دروازے کے اندر ایک بڑا دیوان خانہ ہے، جن میں عام لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ تیسرے دروازے پر متصدی بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کوئی شخص اندر آنے نہیں پاتا،

Marfat.com

جب تک اُس کا نام اُن کی کتاب میں درج نہ ہو۔ ہر ایک امیر کے ہمراہیوں کی تعداد مقرر اور درج ہوتی ہے۔ مقصدی اپنے روزنامچے میں لکھتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص اس قدر ہمراہیوں کے ساتھ فلاں وقت آیا۔ بادشاہ اُس روزنامچے کو عشا کی نماز کے بعد ملاحظہ کرتا ہے۔ اُس روزنامچے میں جو کچھ حادثات دروازے پر واقع ہوتے ہیں، لکھے جاتے ہیں۔ بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ روزنامچہ بادشاہ کے سامنے پیش کرے۔

(ص ص ۹۹ - ۱۰۰)

ہزار ستون:

یہ بھی دستور ہے کہ جو امیر تین دن یا اُس سے زیادہ بلا عذر یا کسی عذر کے سبب سے غیر حاضر ہوتا ہے تو وہ پھر دروازے میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ بادشاہ کی خاص اجازت از سرِ نو حاصل نہ کی جاوے۔ اگر وہ بیماری یا کسی اور عذر کے سبب سے نہ آسکا تھا تو وہ جس روز آتا ہے، اپنی حیثیت کے موافق ہدیہ یعنی نذر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح دستور ہے کہ ہر شخص، جو پہلی دفعہ سلام کے لیے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ نذر کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اگر مولوی ہو تو قرآن شریف یا کوئی اور کتاب، فقیر ہو تو مصلّے یا تسبیح یا مسواک، امیر ہو تو گھوڑے یا اونٹ یا ہتھیار۔ اس تیسرے دروازے کے اندر ایک بہت بڑا میدان ہے جس میں ایک دیوان خانہ بنا ہوا ہے۔ اُس دیوان خانے کا نام ہزار ستون ہے کیوں کہ اس کی چھت جو لکڑی کی ہے لکڑی کے ہزار ستونوں پر قائم ہے۔ اُن ستونوں پر روغن کیا ہوا ہے اور چھت میں بھی روغن ہے اور طرح طرح کے نقش و نگار اِس میں بنے ہوئے ہیں۔ سب لوگ اِس مکان میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بادشاہ بھی جلوسِ عام کے وقت اس میں آکر بیٹھتا ہے۔

(ص ۱۰۰)

مقبرہ سلطان قطب الدین:

۹ جمادی الاوّل کو بادشاہ (محمد شاہ تغلق) ملک معبر کی طرف روانہ ہوا کیوں کہ وہاں سید حسن شاہ باغی ہوگیا تھا۔ میں اپنا تمام قرضہ ادا کرچکا تھا اور سفر کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور کہاروں اور فراشوں اور دوڑوں کی نو مہینے کی تنخواہ بھی دے چکا تھا۔ مجھے حکم ملا کہ

Marfat.com

میں دارالخلافہ میں رہوں۔ حاجب نے مجھ سے اِس مضمون کا خط لے لیا کہ مجھے اطلاع ہوگئی کہ یہ اُس ملک کا دستور ہے تاکہ جس کو خبر دی گئی ہے انکار نہ کر جائے۔ بادشاہ نے میرے لیے چھے ہزار درہمی دینار دینے کا حکم دیا اور قاضی مصر کو دس ہزار دینار کا اور اسی طرح سے ہر ایک پردیسی کو جس کو ٹھہرنے کا حکم ملا۔ انعام دیا گیا۔ ہندیوں کو کچھ نہیں ملا۔ مجھے بادشاہ نے حکم دیا کہ تو سلطان قطب الدین کے مقبرے کا متولی مقرر کیا گیا ہے اُس کی نگرانی رکھ۔ بادشاہ اُس مقبرے کی نہایت تعظیم کرتے تھے کیونکہ وہ کسی زمانے میں سلطان قطب الدین کے نوکروں میں رہ چکا تھا۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ جب بادشاہ اس مقبرے میں آتے تھے تو سلطان قطب الدین کی پاپوش اُٹھا کر چُومتے تھے اور سر پر رکھتے تھے۔ اس ملک میں دستور ہے کہ میت کی پاپوش اُس کی قبر کے پاس ایک چوکی پر رکھ دیتے ہیں۔ بادشاہ جب مقبرے میں داخل ہوتے تھے تو تعظیم کیا کرتے تھے، جیسے کہ بادشاہ کی زندگی میں اُس کی تعظیم بجا لاتے تھے اور اُس کی بیوہ کی بدرجہ غایت تعظیم کیا کرتے تھے اور اُس کو بہن کہہ کر پکارتے تھے اور اُس کو اپنے حرم میں جگہ دی ہوئی تھی۔ بعد میں اُس کا نکاح قاضیِ مصر کے ساتھ کر دیا تھا اور اُسی کے سبب سے قاضی کی بھی بہت خاطر ہوتی تھی۔ بادشاہ ہر جمعے کو اُس کے پاس جایا کرتے تھے۔ جب بادشاہ روانہ ہونے لگے تو ہمیں رخصت کے واسطے بُلایا ابن قاضی مصر نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں حضور سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ ——— بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا جا سفر کا سامان کر لے۔ یہ اُس کے واسطے اچھا ہوا۔ اس کے بعد میں آگے بڑھا۔ میں شہر میں ٹھہرنا چاہتا تھا لیکن اُس کا انجام اچھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کچھ عرض کرنا ہے۔ مَیں نے اپنی یادداشت کا پرچہ نکالا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اپنی زبان میں کہو۔ میں نے عرض کی کہ اخوند عالم حضور نے مجھے قاضی مقرر کیا۔ اب تک میں نے یہ کام نہ کیا تھا اور قضا سے میری مُراد فقط اس عہدے کی بزرگی قائم رکھنا ہے۔ بادشاہ نے مہربانی سے میرے دو نائب مقرر کر دیے لیکن میں سلطان قطب الدین کے روضے کیا کروں اُس میں چار سو ساٹھ آدمیوں کا روزینہ میں نے مقرر کیا ہے، اُس کے اوقاف کی آمدنی خرچ کے واسطے کافی نہیں۔ بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا

Marfat.com

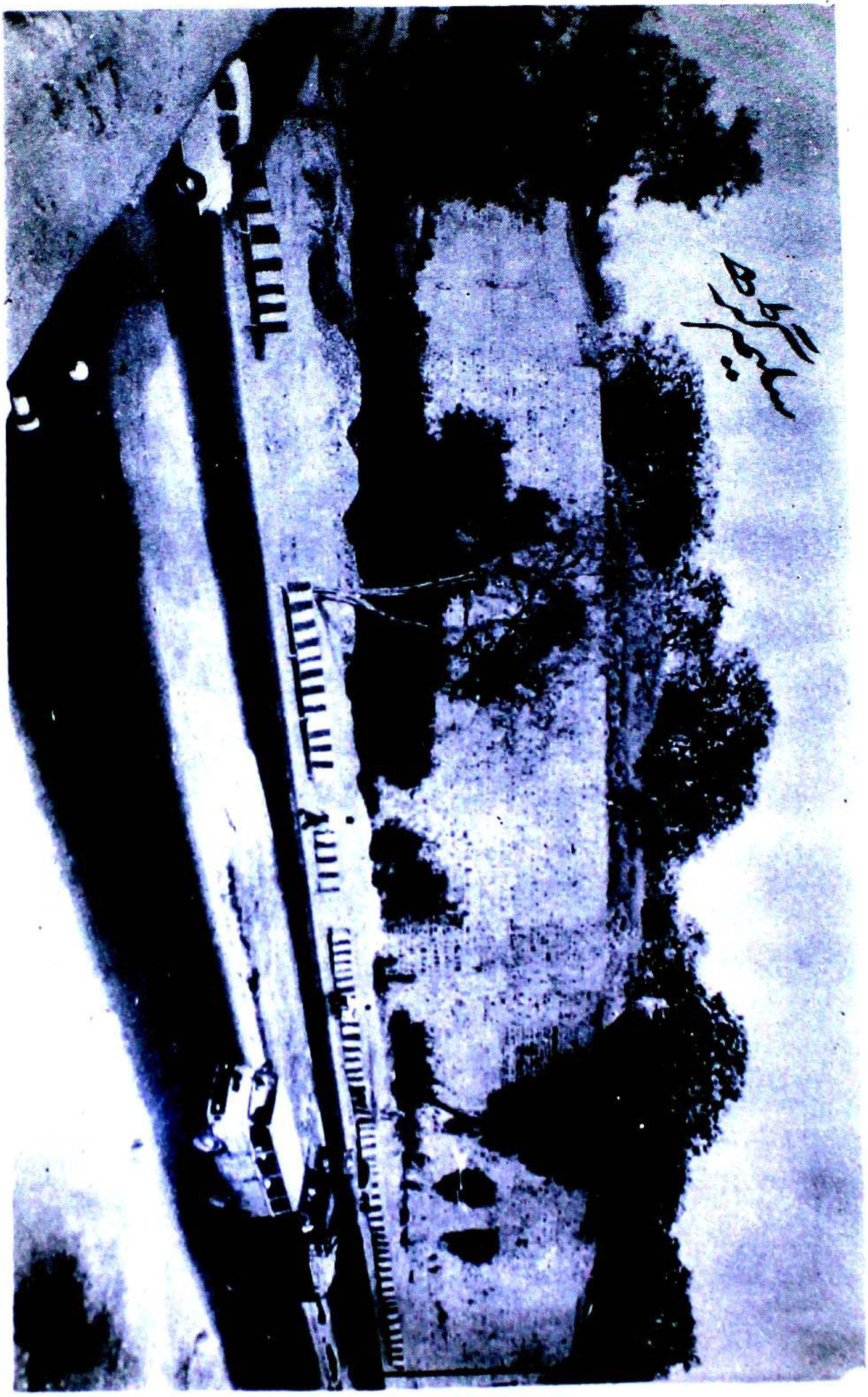

Marfat.com

Marfat.com

کہ اُس کی آمدنی پچاس ہزار ہے۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "بے شک" اور وزیر سے کہا کہ "ملک من غلہ بدہ" اور مجھ سے کہا کہ جب تک روضے کا غلہ آئے تو اس غلّے کو خرچ کر۔ غلّے سے مراد گیہوں اور چاول ہیں اور اُس ملک کا من بیس مغربی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ پھر بادشاہ نے فرمایا اور کیا عرض ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ہمراہی اسی سبب سے قید میں ہیں کہ اُنھوں نے اُن دیہات سے جن کے عوض بادشاہ نے مجھے اور دیہات دے دیے ہیں۔ کچھ وصول کر لیا تھا، اب اہلِ دیوان کہتے ہیں کہ جو کچھ تمھیں آمدنی ہوئی ہے وہ سرکار کے خزانے میں داخل کرو ورنہ بادشاہ کا حکم لاؤ کہ وہ مطالبہ معاف کیا جائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تجھے کس قدر آمدنی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ پانچ ہزار دینار۔ بادشاہ نے فرمایا۔ وہ تجھ کو ہم نے انعام میں دیے۔ پھر میں نے عرض کی کہ جو گھر بادشاہ نے مجھے دیا ہے، وہ بالکل شکستہ اور ریختہ ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ "عمارت کنید" پھر بادشاہ نے فرمایا "وصیت دیگر است" مَیں نے کہا۔ حضور بادشاہ نے فرمایا تو قرض نہ کیا کر، ممکن ہے کہ ہمیں خبر نہ پہنچے۔ اور تجھے قرض خواہ تکلیف پہنچائیں۔ اور جس قدر میں دیا کروں اُس سے زیادہ خرچ نہ کیا کر۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: فلا تجعل یدك مغلولة ولا تبسطها كل البسط ۔ وكلوا واشربوا ولا تسرفوا والذين اذا انفقوا لم يسرفوا وكان بين ذالك قواما

میں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے قدم لوں۔ بادشاہ نے میرا سر پکڑ لیا اور مجھے روک دیا۔ میں نے بادشاہ کے ہاتھ کو چوما اور باہر نکلا۔ شہر میں آکر میں نے اپنے گھر کی تعمیر شروع کی اور اُس پر چار ہزار دینار خرچ کیے۔ چھ سو دینار تو مجھے سرکاری خزانے سے ملے اور باقی میں نے اپنے پاس سے خرچ کیے اور اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بھی بنوائی۔

Marfat.com

Marfat.com

جن کتابوں کے اقتباسات شامل کیے گئے

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	
۱۔	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	دہلی، ۱۲۸۳ھ ہجری
۲۔	تاریخ داؤدی	عبداللہ، مرتبہ شیخ عبدالرشید	علی گڑھ
۳۔	تاریخ شاہی	احمد یادگار، مرتبہ ہدایت حسین	کلکتہ، ۱۹۳۹ء
۴۔	تاریخ فرشتہ (جلد اوّل)	محمد قاسم فرشتہ	پونہ، ۱۲۴۷ھ ہجری
۵۔	تاریخ فرشتہ (جلد دوم)	محمد قاسم فرشتہ	پونہ، ۱۲۴۷ھ ہجری
۶۔	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف، مرتبہ مولوی ولایت حسین	کلکتہ، ۱۸۹۰ء
۷۔	تاریخ فیروز شاہی	ضیاالدین برنی، مصحح مولوی سید احمد خاں	ایشیاٹک سوسائٹی (کلکتہ) ۱۸۶۲ء
۸۔	تاریخ مبارک شاہی	یحییٰ بن احمد سرہندی، مرتبہ محمد ہدایت حسین	کلکتہ، ۱۹۳۱ء
۹۔	توزک جہانگیری	مرزا محمد ہادی، مرتبہ سید احمد	علی گڑھ، ۱۹۶۴ء
۱۰۔	خزائن الفتوح	امیر خسرو، مرتبہ محمد وحید مرزا	کلکتہ، ۱۹۵۳ء
۱۱۔	خلاصۃ التواریخ	منشی سبحان رائے بھنڈاری	دہلی، ۱۹۱۸ء
۱۲۔	سیر المتاخرین (جلد اوّل)	منشی غلام حسین خاں طباطبائی	لکھنؤ، ۱۲۹۵ھ ہجری
۱۳۔	سیر المتاخرین (جلد سوم)	منشی غلام حسین خاں طباطبائی	لکھنؤ، ۱۲۹۵ھ ہجری
۱۴۔	طبقات اکبری	مولانا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی	لکھنؤ ۱۸۷۵ء
۱۵۔	ظفر نامہ	مولانا شرف الدین علی یزدی، مرتبہ مولوی محمد آلہ درد	کلکتہ، ۱۸۸۸ء

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	
۱۶۔	عالمگیر نامہ	مفتی محمد کاظم بن امین، مرتبہ مولوی غام حسین و مولوی عبدالحیٔ	کلکتہ، ۱۸۶۸ء
۱۷۔	عجائب الاسفار (جلد اوّل)	ابن بطوطہ، مترجم مولوی محمد حسین	دہلی، ۱۹۲۶ء
۱۸۔	عمل صالح الموسوم بہ شاہجہاں نامہ (جلد ۳)	محمد صالح کنبو، مرتبہ ڈاکٹر غلام یزدانی	لاہور، ۱۹۷۲ء
۱۹۔	فتوحات فیروز شاہی	سلطان فیروز شاہ، مرتبہ شیخ عبدالرشید	علی گڑھ، ۱۹۵۴ء
۲۰۔	قانون ہمایونی	غیاث الدین محمد مشہور بہ خواندامیر	کلکتہ، ۱۹۴۰ء
۲۱۔	مآثر الامرا	صمصام الدولہ شاہنواز خاں	کلکتہ، ۱۸۸۸ء
۲۲۔	مفتاح التواریخ	طامس ولیم بیل	کانپور، ۱۸۶۸ء
۲۳۔	منتخب التواریخ	عبدالقادر بدایونی، مرتبہ مولوی احمد علی	کلکتہ، ۱۹۶۸ء
۲۴۔	منتخب اللباب	ہاشم علی خاں، مشہور بہ خافی خاں نظام الملک	

Marfat.com

اِشارِیَہ

اشخاص	ص	۲۷۸
مقامات	ص	۲۸۴
خانقاہیں	ص	۲۸۶
درگاہیں	ص	۲۸۷
فصیلیں	ص	۲۸۸
قلعے	ص	۲۸۹
محلّے	ص	۲۹۱
مزار اور مقبرے	ص	۲۹۱
مسجدیں اور جامع مسجدیں	ص	۲۹۳
کتابیں	ص	۲۹۵

Marfat.com

اشخاص

آہستکر :- ۱۷۷

ابن بطوطہ :- ۲۵۵

آتگہ خاں، شمس الدین محمد خاں :- ۴۰

احمد ابن ایاز، خواجہ جہاں :- ۲۶۷، ۲۶۸

احمد دانیال :- ۱۰۵

احمد سعید : ۱۷

احمد شاہ، مجاہد الدین محمد ابو النصر :- ۷۲

احمد علی، مولوی :- ۱۴۸

احمد یادگار :- ۱۷۳

ادھرن :- ۱۷۷

اکبر بادشاہ، ابو الفتح، جلال الدین :- ۳۹، ۴۰، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۹۸

اکبر شاہ ثانی، ابو النصر معین الدین محمد :- ۸۴، ۸۹

استاد احمد :- ۱۱۲

اسلام شاہ (شیر شاہ سوری کا لڑکا) :- ۱۸، ۲۲، ۳۴، ۳۹، ۶۴، ۹۶، ۱۴۴، ۱۷۳، ۱۹۱

اشرف علی مرزا :- ۱۹۵

التمش دیکھیے شمس الدین التمش

الغ خاں دیکھیے محمد شاہ تغلق

الغو خاں :- ۱۵۱، ۱۸۳، ۲۴۰

اللہ وردی خاں :- ۵۲

امیر خسروؒ :- ۲۵، ۳۰، ۳۳، ۹۲، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۶۴، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۰۵، ۲۲۲۔

امیر سیف الدین۔ ابن مہنی :- ۲۶۳

انت پال، راجہ :- ۹۱

اورنگ زیب، ابو المظفر محی الدین محمد... عالمگیر:- ۱۴، ۶۲، ۶۳

ایلیٹ (مورخ) : ۱۴

بائی کوکلدی :- ۶۲

بدر النسا بیگم :- ۶۳

برہان بلخی، مولانا :- ۱۳۹

برہان الملک (صفدر جنگ کے والد) :- ۷۸

بہادر شاہ اول :- ۶۳

بہادر شاہ (سلطان غیاث الدین تغلق کا ساتھی) ۱۵۲

بہلول لودی، سلطان :- ۳۳، ۱۶۰

بہرم خان خاناں :- ۴۶

بیل طامس ولیم :- ۱۸

بھوج راج :- ۱۷۷

پانڈو :- ۹۱، ۲۱۲

جاوید خاں، نواب بہادر :- ۷۲

Marfat.com

جاہر دیو :- ۱۷۷
جلال الدین فیروز خلجی : ۲۵، ۹۲، ۱۵۱، ۱۸۱،
۱۸۲، ۱۸۳، ۲۲۶، ۲۳۹، ۲۴۰
جلال بخاری، سید :- ۵۲
جہانگیر، ابوالمظفر نورالدین :- ۲۹، ۴۴، ۴۵
جونانشہ
دیکھیے
خان جہاں
جنت آشیانی
دیکھیے
ہمایوں بادشاہ
چراغ دہلی، نصیر الدین :- ۱۰۵، ۱۴۱
چنگیز خاں :- ۱۸۳، ۲۴۰
حاجی بیگم
دیکھیے
حمیدہ بانو بیگم، نواب (ہمایوں بادشاہ کی بیوی)
حافظ شیرازی : ۷۲
حمیدہ بانو بیگم، نواب :- ۴۴
خان جہاں، جونانشہ : ۳۳، ۳۴
خان جہاں (ولد جونانشہ) :- ۳۳
خانخاناں
دیکھیے
عبدالرحیم خانخاناں
خضر خاں :- ۲۵۱
خلیفہ مستنصر عباسی :- ۲۵۵
خلیل اللہ خاں :- ۳۰، ۳۱، ۲۰۴، ۲۳۳
خواجہ جہاں
دیکھیے
احمد ابنِ ایاز
خواجہ لیست :- ۱۳۶
خواجہ حسن :- ۱۰۵
خواجہ عبداللہ لاذر قریشیؒ :- ۴۴، ۳۴، ۳۹
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۲۲، ۱۰۲، ۱۰۵،
۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۷۸، ۱۹۲،
۱۹۳، ۲۲۵، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۶۳
خواجہ کمال الدین احمد :- ۲۲۵
خواجہ کمال احمد موسیٰ :- ۱۰۲
خواجہ محمود موئینہ دوز :- ۱۳۵
خواجہ معین الدین چشتیؒ :- ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۳۸، ۱۳۹
داد پٹہ (ایک راجپوت راجا) :- ۱۷۷
داراشکوہ :- ۱۹۵
درویش محمد طاہر، مولانا :- ۱۴۵
دیوراج :- ۱۷۷
رضیہ سلطان :- ۱۸
رائے پتھورا :- ۱۷۷
رکن الدین فیروز شاہ (سلطان شمس الدین کا

Marfat.com

لڑکا) :- ۱۸
روشن الدّولہ، ظفر خاں :- ۶۷، ۶۸، ۷۱،
۲۰۵
روہتکر :- ۱۷۷
روہیک :- ۱۷۷
زبدۃ النسا بیگم :- ۶۳
زمان بیگم :- ۱۱۳
زیدی، ناظر حسن :- ۱۱۰، ۱۱۴
زیب النسا بیگم :- ۶۳
سالباہنن :- ۱۷۷
سپد ہمدل :- ۱۷۷
سپہر شکوہ :- ۱۹۵
سجان رائے بھنڈاری، منشی :- ۹۱، ۱۰۰، ۱۰۲
سجعیہ بیگم :- ۱۸
سر سید
دیکھیے
سید احمد خاں
سعادت علی خاں :- ۸۹
سعد اللہ :- ۵۷
سعد اللہ خاں :- ۱۳۱، ۲۰۴
سکندر خاں :- ۲۵۱
سکندر لودی :- ۱۴۴، ۲۳۱
سلطان ابراہیم :- ۱۴۳
سلطانہ رضیہ
دیکھیے
رضیہ سلطان
سلیم خاں افغان
دیکھیے
اسلام شاہ
سلیم شاہ
دیکھیے
اسلام شاہ
سلیم شاہ :- ۱۷۳، ۱۹۱
سہر دیو :- ۱۷۷
سید احمد خاں :- ۱۶
سید محمد بن سید کرمانی :- ۱۳۷
سیدی مولا :- ۲۴۰
شادی خاں :- ۲۵۱
شاکر خاں :- ۲۱
شاہ جہاں :- ۳۰، ۴۰، ۴۶، ۵۱، ۵۲،
۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۹۶، ۱۱۱،
۱۱۳، ۱۱۰، ۱۲۲، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰،
۲۲۲، ۲۳۲
شاہ عالم :- ۶۴
شاہ غلام علی :- ۸۳
شجاعت خاں، نواب :- ۷۷

Marfat.com

شرف الدین علی یزدی :- ۲۴۴

شہاب الدین :- ۲۵۱

شہاب الدین احمد خاں :- ۴۰

شہاب الدین خاں :- ۱۱۰،

شہاب الدین احمد معمائیؒ، مولانا :- ۱۵۱، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۹۸

شمس الدین التمش :- ۱۸، ۹۲، ۱۰۵، ۱۴۸، ۱۷۸، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۰۵، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۳۶، ۲۴۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۳

شمس الدین محمد خاں، میر
دیکھیے
اتگہ خاں

شمس الدین یحییٰؒ، مولانا :- ۱۳۸

شمس سراج عفیف :- ۲۰۷، ۲۱۹

شیخ ابوبکر طوسی حیدریؒ :- ۱۳۷

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ :- ۸۹

شیخ برہان الدینؒ :- ۱۰۵

شیخ برہان الدین محمودؒ :- ۱۳۵

شیخ بہاؤالدین زکریاؒ :- ۱۰۵

شیخ حکیم اللہ جہاں آبادی :- ۲۲۰

شیخ رکن الدین ملتانیؒ :- ۲۲۷

شیخ رکن الدین یمانیؒ :- ۱۴۱

شیخ شہاب الدینؒ :- ۱۴۰

شیخ شہاب الدین حق گوؒ :- ۱۴۰

شیخ صلاح الدین درویشؒ :- ۱۳۶

شیخ ضیاالدینؒ :- ۸۹

شیخ ضیاالدین رومیؒ :- ۱۳۷

شیخ علاالحق اخی سراجؒ :- ۱۰۵

شیخ عبدالرشیدؒ :- ۱۶۰

شیخ عبدالوہاب بخاریؒ :- ۱۴۲

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ :- ۱۳۴

شیخ عثمان سیاحؒ :- ۱۳۹

شیخ فرید الدین گنج شکرؒ :- ۱۰۵، ۱۷۸، ۲۳۶

شیخ مرزا فخرالدین :- ۱۴۰

شیخ کمال :- ۱۰۵

شیخ محمد قندھاری :- ۱۸۷

شیخ نجیب الدین متوکل :- ۱۳۶، ۱۴۶

شیخ نجیب الدین فردوسی :- ۱۳۹

شیخ نظام الدین شیرازی :- ۱۳۹

شیخ یعقوب :- ۱۰۵

شیر خاں
دیکھیے
شیر شاہ سوری

شیر خاں افغان
دیکھیے
شیر شاہ سوری

Marfat.com

شیر شاہ سوری :- ۱۸، ۲۱، ۳۴، ۳۹،
۴۰، ۹۵، ۹۶، ۱۵۶، ۱۶۳،
۱۷۳، ۲۰۶، ۲۲۲
شیواجی :- ۱۴
صدر جہاں گجراتی :- ۱۸۷
صفدر جنگ :- ۷۸
صدیقی، ڈاکٹر نورالاسلام :- ۱۷
صمصام الدولہ، شہنواز خاں :- ۱۹۵
ضیاءالدین برنی :- ۱۳۸، ۱۸۷
طامس ولیم بیل :- ۱۸
عالمگیر ثانی، عزیزالدین محمد :- ۳۰، ۷۸، ۲۳۵
عبدالرحیم، مولوی :- ۱۹۵
عبدالرحیم خانخاناں :- ۴۶
عبدالقادر بن الملوک شاہ بداؤنی :- ۱۴۸
عبداللہ :- ۱۶۰
عبداللہ فیروز جنگ :- ۱۹۶
عثمان خاں :- ۲۵۱
عرش آشیانی
دیکھیے
اکبر بادشاہ
عزت خاں :- ۵۲
عشرت علی خاں ناظر :- ۴، ۸، ۸۹
علاءالدین خلجی :- ۲۵، ۹۲، ۱۵۶، ۱۶۴، ۱۶۵،
۱۸۳، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۴۱، ۲۵۱
علی مردان خاں :- ۲۲۵
عمادالملک :- ۲۳۵
غلام حسین خاں طباطبائی :- ۲۳۵
غلام یزدانی :- ۱۱۰
غیاث الدین :- ۲۵۵
غیاث الدین مولانا ۱۰۵
غیاث الدین بلبن، سلطان :- ۲۵، ۹۲، ۱۸۱،
۱۸۲، ۲۰۵، ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۳۱، ۲۶۴
غیاث الدین تغلق :- ۳۰، ۹۲، ۹۵، ۱۵۲،
۱۵۵، ۱۶۹، ۱۸۴، ۲۲۷، ۲۴۱، ۲۴۲،
۲۵۵، ۲۶۷
غیاث الدین محمد مشہور بہ خواند امیر :- ۱۷۴
غیرت خاں :- ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۹۶
فاروقی، نثار احمد :- ۱۷
فاضل خاں، خانساماں :- ۵۷، ۱۳۱
فتحپوری بی بی (شاہجہاں کی بیگم) :- ۱۲۶
فخرالنسا بیگم :- ۷۷
فرخ سیر :- ۲۲، ۲۵، ۶۴
فرشتہ، محمد قاسم :- ۱۷۷
فرید خاں :- ۲۹، ۲۵۱
فریدوں خاں :- ۲۶
فیروز خلجی، سلطان :- ۱۹۸

Marfat.com

فیروز شاہ تغلق، سلطان:۔ ۱۱، ۲۵، ۳۳، ۳۴، ۳۳، ۴۳، ۱۳۸، ۱۵۵، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۴۴، ۲۴۶

قتلغ خاں:۔ ۱۳۸

قدسیہ نواب:۔ ۷۲، ۱۲۶

قدسیہ نواب:۔ ۱۱۳

قطب الدین ایبک:۔ ۹۲، ۱۴۸، ۱۷۸، ۲۰۵، ۲۲۲، ۲۵۱

قطب الدین خلجی: ۲۵۵۔ ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۷۰

کمال الدین صدر جہاں:۔ ۱۳۸

کورو:۔ ۹۱

لارڈ ویلزلی:۔ ۱۴

لطف علی خاں:۔ ۷۲

نانک دیو:۔ ۱۷۷

ماہم انگہ
دیکھیے
ماہم بیگم

ماہم بیگم:۔ ۱۴۰

مبارک شاہ، بادشاہ:۔ ۱۵۵، ۱۵۶

محمد امین: ۲۴۵

محمد خاں:۔ ۲۵۱

محمد شاہ، روشن اختر:۔ ۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۸۹

محمد شاہ تغلق (سلطان محمد فخر الدین جونا شاہ)، الغ خاں:۔ ۹۵، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۸۴، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۵۲، ۲۵۶، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۷، ۲۶۹

محمد فخر الدین جونا
دیکھیے
محمد شاہ تغلق

محمد حسین:۔ ۲۵۵

محمد صالح کمبوہ:۔ ۱۱۰

محمد مقیم ہروی:۔ ۲۳۶

محمد کاظم:۔ ۲۴۵

محمود (غیاث الدین تغلق کا لڑکا) ۲۶۷

محمد عادل، سلطان:۔ ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰

محمد ہادی:۔ ۱۰۶

مدن پال:۔ ۱۷۷

مریم مکانی (ہمایوں کی بیوی)
دیکھیے
حمیدہ بانو بیگم

مرتضیٰ خاں: ۲۹، ۱۰۶

معز الدین، بن ناصر الدین:۔ ۲۵۹

معز الدین کیقباد، سلطان:۔ ۳۹، ۱۸۱، ۲۰۵،

Marfat.com

۲۲۲، ۲۲۵، ۲۳۹
معظم خاں :۔ ۱۰۶
مکرمت خاں : ۵۲، ۱۱۱، ۱۹۶، ۲۰۳
مغیث (مولانا) :۔ ۱۰۵
ملایم خاں :۔ ۹۲
ملک احمد حبیب :۔ ۱۸۲
مہرالنسا بیگم :۔ ۶۳
مہربان آغا :۔ ۴۴، ۴۵
میاں بھوا :۔ ۲۳۱
میران صدر (مبارک شاہ بادشاہ کا وزیر) ۱۵۶
میر علی تبریزی :۔ ۱۳۲
نادر شاہ :۔ ۷۱
ناصرالدین (سلطان رضیہ کا بھائی) :۔ ۲۶۴
نظام الدین اولیاؒ :۔ ۲۵، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۳۳،
۱۳۶، ۱۷۰، ۱۸۳، ۱۹۳، ۲۸۸، ۲۳۶،
۲۵۱
نوبت خاں، نواب :۔ ۴۰
نقوی، سید شریف الحسن :۔ ۱۷
نورالنسا :۔ ۶۴
نیر حکم چند :۔ ۱۵
والدۂ شیخ نظام الدین :۔ ۱۴۶
وحید قریشی :۔ ۱۱۰
وحید مرزا محمد :۔ ۱۶۴
وجیہہ الدین پاٹلی :۔ ۱۳۸
ولایت حسین :۔ ۲۰۷
ہلاکو خاں :۔ ۲۴
ہمایوں، نصیرالدین محمد : ۳۹، ۴۰، ۴۴،
۹۵، ۱۲، ۱۰۶، ۱۴۳، ۱۵۶، ۱۷۴،
۱۷۵، ۱۷۶، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۲۵
یحییٰ ابن احمد سرہندی :۔ ۱۶۹
یحییٰ کاشی :۔ ۲۰۰

مقامات

افغان پور کا محل :۔ ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۶۹،
۱۸۴، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۶۷
آگرہ :۔ ۶۷، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۹۷،
۲۰۳، ۲۲۱
اجمیر :۔ ۱۰۵، ۲۲۱
اُجین :۔ ۱۰۵
احمد آباد :۔ ۲۰۰
استنبول :۔ ۱۰۲
اکبر آباد
دیکھیے
آگرہ
اکبر آبادی محل (شاہجہاں کی بیگم) ۲۰۴
اکبری دروازہ (لال قلعہ) :۔ ۱۲۵

Marfat.com

بارہ پُلہ :- ۴۴

باغ حیات بخش (لال قلعہ) :- ۵۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۲۴۵

باغِ ناظر روز افزوں :- ۷۲

بجالصہ دروازہ :- ۲۵۶

باؤلی درگاہ حضرت نظام الدین ۶۲

بدایوں :- ۲۵۶، ۱۰۵

بغداد :- ۱۰۲، ۱۰۵

بنگالہ :- ۱۵۵، ۲۲۱، ۲۲۷

بہاری (گاؤں) ۲۱۰

بجے منڈل :- ۱۳۶، ۱۳۷

بدر چاچی :- ۱۵۲

بھوجلہ پہاڑی :- ۱۳۲

پاپڑ گھاٹ :- ۷۸

پالم (پرگنہ) :- ۱۰۶

پالم دروازہ :- ۲۵۶

پالم گاؤں :- ۲۵۶

پُرانا قلعہ (قلعۂ کہنہ) :۳۹

پُل سلیم گڑھ :- ۶۲

پلول :- ۲۲۱

تبت :- ۱۰۰

تختۂ نور (حوضِ شمسی کے پاس ایک چبوترہ، جس پر شیخ برہان الدین کا مزار تھا) :- ۱۳۵

ترکستان :- ۱۰۰

ترکمان دروازہ : ۳۳

تسبیح خانہ (لال قلعہ): ۵۲

تغلق آباد :- ۳۰، ۹۲، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۸۳، ۲۰۶، ۲۱۹، ۲۲۲، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۶۷

ٹھٹھہ ۱۱۱، ۲۱۲

جارج نگر: ۲۱۱

جامع مسجد دیکھیے مسجدیں اور جامع مسجدیں

جمنا :- ۳۹، ۹۱، ۹۲، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۳۶، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۳، ۱۷۳، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۳۹، ۲۴۲

جود باغ دیکھیے جور باغ

جور باغ : ۱۶۰

جوسا (قصبہ) ۴۰

جون پور :- ۲۱۹، ۲۳۱

Marfat.com

جہاں پناہ :- ۲۵۲، ۲۵۵، ۲۵۶

جہاں نما

دیکھیے

جامع مسجد شاہجہاں آباد

جہاں نما (فیروز شاہ کوٹلہ) :- ۲۰۶، ۲۲۲

جیحوں : ۱۱۸، ۲۳۱

جھروکۂ خاص و عام (لال قلعہ) ۱۲۲

چاندنی چوک :- ۱۲۶، ۲۰۳، ۲۰۵

چندیری :- ۱۰۵

چین :- ۱۰۰

چبوترہ شیخ برہان الدین بلخی :- ۱۴۵

چبوترۂ یاراں :- ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۹۴

چوک اور بازار لال قلعہ :- ۱۲۲

چوک سعد اللہ خاں :- ۲۰۵

چوک فتح پوری :- ۲۰۳

حجاز :- ۳۹

حصار :- ۲۲۱

حصار فیروز :- ۲۱۰

حمام (لال قلعہ) :- ۵۲، ۱۰۱، ۱۱۴، ۲۴۵

حوض (لال قلعے کے) :- ۱۱۶

حوض خاص :- ۱۴۰، ۱۵۵، ۱۷۰، ۱۸۸،
۲۲۶، ۲۳۶، ۲۴۴، ۲۴۷، ۲۶۰

حوض شمسی :- ۵۱، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹،
۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۶۸، ۱۷۸،
۱۹۲، ۱۹۳، ۲۳۶، ۲۴۷، ۲۶۰، ۲۶۳

خاص محل (لال قلعہ) :- ۴۰، ۴۶، ۵۱

خانقاہیں

خانقاہ سیدی مولیٰؒ :- ۲۴، ۱۸۲، ۲۲۷

خانقاہ شاہ غلام علیؒ :- ۸۳

خانقاہ شیخ ابوبکر طوسیؒ :- ۱۳۶

خانقاہ شیخ عبدالصمدؒ :- ۱۴۱، ۱۴۵

خانقاہ ملک زین الدینؒ :- ۱۴۳

خانقاہ حضرت شیخ نظام الدینؒ :- ۱۳۶

خراساں : ۱۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱

خضر آباد (پرگنہ) :- ۱۱۰، ۱۹۵، ۱۹۸،
۲۱۲، ۲۱۵، ۲۲۱

خطا (شہر) :- ۱۰۰

خواب گاہ (لال قلعہ) :- ۵۲

خوارزم (شہر) :- ۱۰۰

خیر آباد :- ۲۲۱

خیر المنازل :- ۳۹، ۴۰

دارالبقا :- ۶۰

دارالشفا (نصف شاہجہاں آبادی جامع مسجد)
۶۰

دارالشفا (فیروز شاہ تغلق) :- ۲۵۲

Marfat.com

دارالامارۃ :- ۱۸۲

دارالامان :- ۱۸۱، ۲۵۱

دارالعدل :- ۱۶۴

دارِ سرا :- ۲۶۸

درگاھیں

درگاہ چراغ دہلیؒ :- ۳۳

درگاہ خواجہ باقی باللہؒ :- ۳۴

درگاہ رجی بجی
دیکھیے
مزار سلطان رضیہ

درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ :- ۱۸، ۲۱، ۲۵، ۶۴، ۶۶، ۷۲، ۸۳، ۱۰۲

درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ :- ۴۶، ۵۱، ۸۹، ۱۴۵، ۲۵۱

دریا گنج :- ۶۳

دریبہ : ۶۸

دکن :- ۱۰۵

دلی دروازہ :- ۵۲

دلیِ نو :- ۱۸۲

دین پناہ :- ۳۹، ۹۵، ۱۵۶، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۲۰۶، ۲۲۲

دیوانِ خاص (لال قلعہ) : ۵۲

دیوانِ عام (لال قلعہ) ۵۲، ۱۲۱

دھار (شہر) :- ۱۰۵

رنگ محل (لال قلعہ) : ۵۲

روم :- ۱۰۰، ۱۰۲

رومتہ الکبریٰ :- ۱۱۱

زابلستان :- ۱۰۰

زنگ (شہر) :- ۱۰۰

سارنگ پور :- ۱۹۱

ساکیت
دیکھیے
سکیٹ

سالورہ :- ۲۱۲، ۲۱۵

ستلج :- ۲۲۱

سرائے زین ملکہ :- ۲۱۰

سرائے شیخ ابوبکر طوسیؒ :- ۲۱۰

سرائے شیخ ملک یار پرّاں :- ۲۱۰

سفیدول :- ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۹۸

سکیٹ :- ۱۶۰

سلطان پور (گڈھ) :- ۲۱

سلیم گڈھ :- ۶۲، ۹۶، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۷۳، ۱۹۶، ۲۲۲

سلیم گڈھ کا پُل :- ۱۴۵

شیری :- ۲۰۶، ۲۵۵، ۲۶۰

Marfat.com

شام :- ۱۰۰
شاہجہاں آباد :- ۱۸، ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۴۴، ۴۵، ۵۲، ۶۷، ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۸، ۸۳، ۸۹، ۹۱، ۹۶، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۲۲، ۲۲۵،
شاہ محل :- ۱۱۳، ۱۹۷، ۲۳۲
شیر شاہ سوری کا شہر :- ۹۱
شاہ مرداں :- ۷۱، ۷۸، ۸۳
شقِ حصار فیروزہ :- ۲۰۹
شمالی کوہستان :- ۲۲۱
شہر نو (کیلوکھڑی) :- ۱۶۱، ۱۸۱، ۱۸۲، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۳۹، ۲۴۰
شیر شاہ کا شہر :- ۹۵
شیر منڈل :- ۳۹، ۱۵۶
شیش محل (لال قلعہ) :- ۱۱۳
طاس گھڑیال (یہ گھڑیال سلطان فیروز شاہ تغلق نے بنایا تھا) :- ۲۱۱
طلائی برج :- ۱۱۳
عراق :- ۲۰۷
طرب آباد :- ۲۶۳
عربستان :- ۱۰۰
عرب سرائے :- ۴۴
علائی لاٹ :- ۱۶۶، ۲۵۹، ۲۶۰
عیدگاہ پرانی :- ۱۴۶
غزنی :- ۴۰، ۱۰۵، ۱۷۸
غزنی دروازہ : ۲۵۶
غسل خانہ : (لال قلعہ) دیکھیے حمام لال قلعہ
غیاث پور (موضع، بستی حضرت نظام الدینؒ) :- ۱۳۶، ۱۴۳، ۱۵۱، ۱۹۳، ۲۴۰
فتح آباد :- ۲۱۰، ۲۱۹
فراط :- ۱۱۸
فرغانہ :- ۱۰۲
فرنگ :- ۱۰۰
فرید آباد :- ۲۹

فصیلیں

فصیل جہاں پناہ :- ۲۵۶
فصیل دین پناہ :- ۱۹۱
فصیل شاہ جہاں آباد :- ۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۲۵
فصیل سیری :- ۱۶۶، ۱۸۳، ۲۴۰، ۲۴۱
فصیل شہر غیاث الدین بلبن :- ۲۲۶
فورٹ ولیم کالج :- ۱۴
فیروز آباد (فیروز شاہ تغلق کا شہر) :- ۹۵، ۱۵۵،

Marfat.com

۱۵۶، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۸۷، ۲۰۶،
۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۲۲،
۲۲۸، ۲۴۲
کوٹلہ فیروز شاہ :- ۱۷۰، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۵،
۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۲، ۲۳۵
فیروز شاہ کی لاٹ (منارۂ جہاں نما) :- ۹۰،
۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸
فیروز شاہ کی لاٹ (کوشک شکار) :- ۲۱۸، ۲۳۱
فیض آباد :- ۷۸
قاضی واڑہ :- ۷۱
قدم شریف (درگاہ خواجہ باقی باللہؒ) :- ۳۴
قدم شریف (شاہِ مرداںؒ) :- ۷۱
قصر افغان پور
دیکھیے
افغان پور کا محل
قصر ہزار ستون
دیکھیے
ہزار ستون
قسطنطنیہ :- ۱۱۱
قطب کی لاٹھ
دیکھیے
قطب مینار
قطب مینار :- ۱۴، ۱۴۴، ۱۴۸، ۲۴۷،
۲۵۹
قصر معزی :- ۱۵۱

قلعے

قلعۂ آگرہ :- ۱۱۲
قلعہ افغان پور
دیکھیے
افغان پور کا محل
قلعہ اندرپت
دیکھیے
پُرانا قلعہ
قلعہ تغلق آباد :- ۱۵۲، ۱۸۴، ۲۲۷،
۲۴۱، ۲۶۸
قصرِ معزی (معز الدین کیقباد): ۱۵۱
قلعہ دین پناہ
دیکھیے
دین پناہ
قلعہ رائے پتھورا :- ۹۲، ۲۰۵، ۲۲۲
قلعہ سیری :- ۱۴۷، ۱۶۳، ۲۲۲
قلعہ شاہ جہاں آباد
دیکھیے
لال قلعہ
قلعہ شیر گڈھ :- ۱۶۳

Marfat.com

قلعہ علائی

دیکھیے

قلعہ سیری

قلعہ کیلوکھڑی :- ۲۲۲

قلعہ گوالیار :- ۱۷۴

قلعۂ کہنہ

دیکھیے

پُرانا قلعہ

قلعہ کیلوکھڑی :- ۲۲۷

قلعۂ لاہور :- ۱۱۲

قوۃ الاسلام

دیکھیے

مسجد قوۃ الاسلام

کابل :- ۱۰، ۱۱۱

کاوین (موضع) :- ۲۱۰

کاشغر :- ۱۰۰

کالی مسجد (ترکمان گیٹ) :- ۳۳

کتب خانہ ہمایوں

دیکھیے

شیر منڈل

کٹھیواڑہ (گاؤں) :- ۲۱۰

کشک نروا :- ۱۴۵

کشمیر :- ۱۰۰، ۱۳۸، ۱۹۸

کشمیری بازار :- ۷۷

کلانور :- ۱۷۰

کلوت :- ۲۱۹

کوتوالی چبوترہ :- ۶۷، ۱۲۶

کوشک سیری :- ۹۲، ۹۵

کوشک شکار :- ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۱۸

کوشک لال :- ۹۲، ۱۸۲

کیلوکھڑی :- ۳۹، ۹۲، ۱۰۲، ۱۶۳، ۱۸۱،
۲۰۵، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۹

کوہ سرمور :- ۹۹، ۲۲۵

گجرات :- ۱۰۵، ۱۴۳، ۱۹۱، ۱۹۹

گلاب باڑی (فیض آباد) :- ۷۸

گلال باڑی (لال قلعہ) :- ۴۶

گنبد شہر فیروز آباد :- ۲۴۲

گنگا :- ۹۱، ۹۶، ۲۲۱

گوالیار :- ۱۷۴

لال قلعہ :- ۵۲، ۵۴، ۹۶، ۹۹، ۱۱۱،
۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸،
۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۲۲، ۲۲۵،
۲۳۲

لال کنواں :- ۳۴

لاہور :- ۴۶، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۹۸، ۲۰۳

لاہوری دروازہ (لال قلعہ) :- ۱۲۵

Marfat.com

لدھیانہ :۔ ۲۲۱
لراس بزرگ (گاؤں) ۲۰۷
لراس خورد (گاؤں) :۔ ۲۰۷
لہراوت (گاؤں) :۔ ۲۱۰
لکھنوتی (بنگال) :۔ ۳۰، ۱۶۹
مالوہ :۔ ۱۰۵
مبارک آباد :۔ ۹۰، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸
مجلس خانہ شاہِ مرداں :۔ ۴۲، ۸۴، ۱۱۹
محل کیلوکھڑی :۔ ۱۸۱، ۲۲۹

محلّے

محلہ اتابکی :۔ ۱۸۱
محلہ چنگیزی :۔ ۱۸۱
محلہ خطائی :۔ ۱۸۱
محلہ خوارزم شاہی :۔ ۱۸۱
محلہ رومی :۔ ۱۸۱
محلہ سنقری : ۱۸۱
محلہ سمرقندی :۔ ۱۸۱
محلہ سنجری :۔ ۱۸۱
محلہ عباسی :۔ ۱۸۱
محلہ علوی :۔ ۱۸۱
محلہ غوری :۔ ۱۸۱
محلہ کاشغری :۔ ۱۸۱
محلہ موصلی :۔ ۱۸۱
محلہ ویلمی :۔ ۱۸۱
محلہ یمنی :۔ ۱۸۱
محمد آباد جالیسر :۔ ۱۸۸
مدرسہ نواب شرف الدولہ :۔ ۶۸
مدرسہ اور مسجد ماہم بیگم
دیکھیے
خیر المنازل
مرزغن : ۹۲، ۲۰۵
مغل پورہ (موجودہ سبزی منڈی سے آگے :۔
۸۹
مغل پورہ (بستی حضرت نظام الدینؒ) :۔ ۱۸۳

مزار اور مقبرے

مقبرہ اتگہ خاں :۔ ۴۰
مقبرہ ادہن دہلوی :۔ ۱۴۰
مقبرہ اکبر شاہ ثانی :۔ ۹۰
مقبرہ شیخ امجد دہلوی :۔ ۱۹۲
مقبرہ امیر خسروؒ :۔ ۱۴۴، ۱۵۱
مزار بائی کوکل دی :۔ ۶۲

Marfat.com

مقبرہ بہادر شاہ اوّل : ۶۳
مقبرہ بی بی اولیا : ۱۴۷
مقبرہ بی بی زلیخا :- ۱۴۶
مقبرہ بی بی سارہؒ :- ۱۴۶
مقبرہ بی بی فاطمہ سام :- ۱۴۶
مقبرہ تاج ملک کافوری :- ۲۵۱
مقبرہ مرزا مظہر جان جاناںؒ :- ۸۳
مقبرہ جلال الدین خلجی :- ۲۴۸
مقبرہ جہاں آرا بیگم :- ۵۱
مقبرہ چراغ دہلیؒ :- ۱۳۶، ۱۴۱
مقبرہ شیخ حسن بودلہؒ :- ۱۴۶
مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ : ۲۲، ۲۵، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۶، ۲۶۳
مزار دارا شکوہ :- ۱۹۵، ۲۳۳
مقبرہ سلطانہ رضیہ :- ۱۸، ۲۱۰، ۲۴۶
مزار رفیع الدرجات :- ۶۴
مزار زینت النسا بیگم :- ۶۳
مقبرہ سلطان قطب الدین خلجی : ۲۶۷، ۲۶۹
مقبرہ سلطان معز الدین :- ۲۴۸
مقبرہ سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ :- ۱۸۸
مزار میر سید ابراہیم :- ۱۴۴
مقبرہ سید جلال بخاری :- ۵۲
مقبرہ سید نور الدین مبارک غزنویؒ :- ۱۳۴
مزار شاہ جہاں ثانی، شمس الدین رفیع الدولہ :- ۶۷
مزار شاہ سرمدؒ :- ۲۳۴
مقبرہ شاہ عالم بادشاہ ۸۴، ۹۰
مزار ۱۴۱، ۱۴۲
مزار مولانا شعیب :- ۱۴۳
مقبرہ شمس الدین التمش :- ۲۴۸
مقبرہ شیخ جمالیؒ :- ۳۴، ۱۴۳
مقبرہ شیخ زین الدینؒ :- ۱۴۱
مقبرہ شیخ سلیمانؒ :- ۱۴۲
مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ :- ۵۱
مزار شیخ عبدالحی حیاتیؒ :- ۱۴۴
مزار شیخ صدر الدین حکیم :- ۱۴۰
مقبرہ صفدر جنگ ۷۸
مزار عبدالاوّل :- ۱۴۵
مزار عبدالعزیز شیخ بن حسن طاہر ۱۴۵
مزار عبدالمقتدر :- ۱۴۰
مقبرہ علاؤالدین خلجی :- ۲۴۸
مزار علاؤالدین بن شیخ نور الدین اجودھنی :- ۱۴۴
مزار علاؤالدین کرمانی : ۲۶۳
مقبرہ غیاث الدین بلبن :- ۲۳۹، ۲۶۷

Marfat.com

مزار فخر الدین، مولانا :۔ ۸۳
مزار فرید الدین :۔ ۱۳۷
مزار قاضی حمید الدین ناگوری رح :۔ ۲۵، ۱۳۴
مزار شاہ محمد آفاق رح :۔ ۸۹
مزار محمد شاہ :۔ ۷۷
مقبرہ محمد شاہ تغلق :۔ ۲۴۳
مزار مرزا جہانگیر، شہزادہ :۔ ۸۹
مقبرہ مرزا نجف خاں : ۸۳
مزار مسعود بک : ۱۴۱
مقبرہ معز الدین سام ۲۴۷
مقبرہ ملک زین الدین :۔ ۱۴۳
مزار مولانا مجتبی :۔ ۱۴۵
مقبرہ مولانا سماع الدین :۔ ۱۴۱
مزار سلطان ناصر الدین محمد شاہ :۔ ۱۸۸
مزار نظام الدین اولیا رح
دیکھیے
درگاہ نظام الدین رح
نظام الدین اولیا کا مزار :۔ ۲۹، ۷۷، ۱۰۵، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۵۱
مقبرہ نور الدین :۔ ۱۳۶
مقبرہ نور الدین کرمانی :۔ ۲۶۳
مزار وزیر الدین :۔ ۱۴۳
مقبرہ ہمایوں بادشاہ :۔ ۳۹، ۱۰۲، ۱۵۶، ۱۹۵، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۵
مزار یوسف سید جمال الحسینی :۔ ۱۴۰
مزار یوسف قتال :۔ ۱۴۳

مسجدیں اور جامع مسجدیں

جامع مسجد (شاہ جہاں آباد) ۳۳، ۳۴، ۴۴، ۵۴، ۶۱، ۱۰۱، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۲۰۴، ۲۳۳
جامع مسجد :۔ (پرانا قلعہ) ۳۹
جامع مسجد فیروز آباد (فیروز شاہ کوٹلہ) :۔ ۱۸۷، ۲۱۷، ۲۴۲
زینت المساجد :۔ ۶۳
سنہری مسجد (چبوترہ کوتوالی) : ۶۷، ۲۰۵
شرف الدولہ کی مسجد :۔ ۶۸
فخر المساجد :۔ ۷۷
مسجد اندر پرست :۔ ۲۱۱
مسجد حوض خاص :۔ ۱۷۰
مسجد خان جہاں :۔ ۲۱۱
مسجد قطب الاقطاب (خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) ۲۲، ۶۳، ۸۳
مسجد روشن الدولہ چاندنی چوک
دیکھیے
سنہری مسجد

Marfat.com

مسجد روشن الدّولہ دریا گنج :- ۶۸، ۲۰۵
مسجد سیری :- ۲۶۰
مسجد شاہِ مرداں : ۲۷۲
مسجد شیر شاہ سوری : ۱۶۳
مسجد فتح پوری :- ۱۲۶، ۱۲۹
مسجد قوۃ الاسلام :- ۱۴۸، ۱۶۵، ۱۶۸، ۲۵۹
مسجد کوشک شکار :- ۲۱۱
مسجد معز الدّین سام : ۲۴۷
مسجد ملک بحر شحنہ نبھی :- ۲۱۱
مسجد ملک نظام الملک :- ۲۱۱
مسجد موٹھ :- ۲۳۱، ۲۳۲
موتی مسجد (لال قلعہ) ۴۴، ۶۲
موتی مسجد (درگاہ خواجہ قطب الدّینؒ) :- ۶۳

دیکھیے
فیروز شاہ کی لاٹ
منارۂ زرّیں
دیکھیے
فیروز شاہ کی لاٹ
منارۂ شمسی
دیکھیے
قطب مینار
منارۂ معز الدّین سام
دیکھیے
قطب مینار

معابر (مقام) ۲۶۹

مغول پور :- ۲۴۰
مغل پور :- ۱۵۱
مکرانہ :- ۱۱۸
ملتان :- ۱۰۵
ملک پور :- ۲۱۸
ملوک :- ۲۱۹
منجمور :- ۱۷۰
منارۂ جہاں نما

مندوی دروازہ :- ۲۵۶
میرٹھ : ۲۱۲
مہرولہ (گاؤں) :- ۲۱۰
نجیب دروازہ :- ۲۵۶
نخاس دروازہ :- ۱۴۶
نقار خانہ (شاہِ مرداں ۸۹)
دوسرا نقار خانہ لال قلعہ :- ۵۲
نور گڑھ
دیکھیے

Marfat.com

سلیم گڑھ

نویرہ (موضع) :- ۲۱۲، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۱۷

نہرِ شہاب (شہاب نہر) ۱۹۸

نہرِ الف خانی (کرنال) :- ۲۰۲

نہرِ بصرہ :- ۱۲۵

نہرِ بہشت :- ۲۹، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۲۵، ۱۹۸

نہرِ دلّی (فیروز شاہ تغلق کی بنائی ہوئی) :- ۱۹۸، ۲۰۹، ۲۲۵

نہرِ رجبیہ :- ۲۰۹

نیلی چھتری (لال قلعے کے پاس) :- ۴۰، ۴۳

بلندیو :- ۱۰۰

ہاتھیوں کے مجسمے (لال قلعہ) ۱۲۴

ہزار ستون (محمد آباد اور عادل آباد) :- ۳۳، ۹۵، ۱۸۳

ہزار ستون (محمد شاہ تغلق کا بنایا ہوا قصر) :- ۲۲۲، ۲۴۴، ۲۶۸، ۲۶۹

ہارتی کھیڑہ :- ۲۱۹

ہفت پُل :- ۱۳۹، ۱۴۳

ہستناپور :- ۹۱

ہندوستان :- ۱۰، ۱۴۳

یمن :- ۱۰

کتابیں

آثار الصنادید : ۱۶

اخبار الاخیار :- ۱۳۴، ۱۴۶

تاریخِ داؤدی :- ۱۶۰

تاریخِ شاہی : ۱۷۳

تاریخِ فرشتہ :- (جلد اوّل) ۱۷۷

تاریخِ فرشتہ (جلد دوم) :- ۱۹۲

تاریخِ فیروز شاہی (برنی) :- ۱۳۸، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۰۷، ۲۴۱

تاریخِ مبارک شاہی :- ۱۶۹

تزکِ جہانگیری :- ۱۰۶

خزائن الفتوح :- ۱۶۴

خلاصۃ التواریخ :- ۹۱

سیر الاولیا :- ۱۴۶

سیر المتاخرین (جلد اوّل) :- ۲۲۱

سیر المتاخرین (جلد سوم) :- ۲۳۵

طبقاتِ اکبری :- ۲۳۶، ۲۴۲

ظفر نامہ : ۲۴۴

عالمگیر نامہ : ۲۴۵

عجائب الاسفار :- ۲۵۵

عملِ صالح :- ۱۱۰، ۱۱۴

فتوحات فیروز شاہی :- ۲۴۲، ۲۴۶

قانونِ ہمایونی : ۱۴۴

قران السعدین (امیر خسروؔ کی مثنوی) :- ۹۲، ۱۹۳، ۲۲۲

Marfat.com

مآثر الامرا (جلد اوّل) : ۱۹۵

مفتاح التواریخ :- ۱۱۸

منتخب التواریخ :- ۱۴۸

Marfat.com